کتاب التوابین

تألیف

الإمام موفق الدين أبي محمد عبد الله بن أحمد بن محمد

ابن قدامة المقدسي

المتوفى ٦٢٠ھ

اردو ترجمہ

مولانا محمد ریاض صادق

انبیاء علیہم السلام کی توبہ

صحابہ کرامؓ کی توبہ

اولیاءِ عظامؒ کی توبہ

سابقہ اُمتوں کی توبہ

سلاطین کی توبہ

عوام الناس کی توبہ

دیگر طبقوں کی توبہ

نظرِ ثانی تسہیل تزئین

مولانا امداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

دار المعارف، ملتان

Cell. 0300-6351350

تألیف

ابن قدامة المقدسي

اردو ترجمہ

مولانا محمد ریاض صادق

اضافہ

مولانا اِمداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم، مُلتان

سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف

عنایت پور، تحصیل جلالپور پیروالا، مُلتان

نام کتاب : سیلاب مغفرت

اردو ترجمہ : کتاب التوابین امام ابن قدامہ حنبلی

مترجم : مولانا محمد ریاض صادق لودھراں

نظر ثانی واضافات : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم

رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان

استاذ العلوم والفنون جامعہ قاسم العلوم ملتان

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

سابق معین التحقیق مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کراچی

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر :

ناشر : عزیز اللہ رحمانی دار المعارف ملتان

تاریخ اشاعت : شعبان ۱۴۲۲ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۱ء

صفحات : ۳۷۸ / اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد

ہدیہ : / روپے

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم، گل گشت ملتان

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

صابر حسین شمع بک ایجنسی لاہور

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

مولانا اقبال نعمانی طاہر نیوز پیپر صدر کراچی

دار الاشاعت اردو بازار کراچی

مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائیونڈ

مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان

مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان

مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ شرکت علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

ادارہ بیت القرآن اردو بازار کراچی

مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7 اسلام آباد

مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال، کراچی

فیروز سنز، لاہور - کراچی

اور ملک کے بہت سے دینی کتب خانے

فہرست مضامین

حالات مصنف

توبہ کرنے والے فرشتوں کا واقعہ

انبیاء علیہم السلام کی توبہ کے واقعات

پہلی امتوں کے بادشاہوں کی توبہ کے واقعات

بعض توبہ کرنے والی امتوں کا ذکر

سابقہ امتوں کے چند توبہ کرنے والوں کے واقعات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی توبہ کے واقعات

اس امت کے توبہ کرنیوالے بادشاہوں کے واقعات

اس امت کے مختلف لوگوں کی توبہ کے واقعات

توبہ کرنے والی جماعت کے واقعات

چند نو مسلموں کی توبہ کے واقعات

توبہ

اور اس کے احکام و مسائل

اضافہ از : مفتی محمد امداد اللہ انور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی! اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون [سورۃ النور: ۳۱]

ترجمہ : اے ایمان والو! سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

آنحضرت ﷺ جو کچھ لیکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں اس سب پر ایمان و اعتقاد رکھنے کے بعد ہی انسان کی گناہوں سے توبہ قبول ہو گی ہاں اگر کوئی شخص کافر تھا تو وہ اسلام میں داخل ہونا چاہے تو وہ سب سے پہلے اپنے کفر و شرک اور سب گناہوں سے توبہ کرے اس کے بعد ایمان لائے تو اس کا یہ ایمان لانا اس کے سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

ایمان کے بعد اگر انسان سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی توبہ میں تاخیر نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا حق عبودیت کوئی شخص ادا نہیں کر سکتا، اگرچہ ساری زندگی عبادت میں ہی گذار دے اس لئے مذکورہ بالا آیت میں سب مؤمنین کو توبہ کا خطاب ہے اس سے اعمال صالحہ میں کوتاہی کی معافی ہو جاتی ہے اور ترقی درجات بھی ہوتی ہے۔

اگر حقوق انسانی میں کسی سے کوتاہی ہو تو جب تک اس کے حق کی ادائیگی نہ کرے یا اس کا حق ادا نہیں کرے گا اس وقت تک صرف توبہ سے حق العبد

ساقط نہیں ہوگا۔

انسان کے ذمہ اس کی حالت اسلام کی زندگی میں جتنے فرائض، واجبات چھوٹ گئے ان کی قضاء بھی لازم ہے، اگر قضاء نہ کر سکے تو ان کا فدیہ اور کفارہ ادا کرے اور جو احکام شریعت بغیر قضاء و فدیہ کے معاف ہو سکتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے اور اپنے قصور کا اعتراف کرے۔

اگر حقوق العباد اور فرائض و واجبات کے کفارہ و فدیہ کی بھی طاقت نہیں رکھتا اور بخشوا بھی نہیں سکتا تو اس پر شرمندگی کے احساس کے ساتھ ان کی ادائیگی کی توفیق کی دعا کرتا رہے اگر من جانب اللہ توفیق مل گئی تو الحمد للہ ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے خاص لطف سے بندہ کی مدد کرے گا اور حقدار کو اپنی طرف سے قرض چکا دے گا۔

توبہ کے متعلق کچھ احکام اور فضائل احادیث مبارکہ میں بھی وارد ہیں کچھ کا ذکر درج ذیل سطور میں کیا جاتا ہے۔

توبہ کرنے والے سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے :

(حدیث) حضرت نعمان بن بشیر نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اللّٰہ افرح بتوبة العبد من العبد اذا ضلت راحلته فی ارض فلاة فی یوم قائظ وراحلته علیها زاده ومزاده اذا ضلت ایقن بالهلاك و اذا وجدها فرح بذلك فاللّٰہ اشد فرحا بتوبة عبده من هذا العبد بوجود راحلته.

(مشکاۃ الحدیث، بخاری و مسلم بلفظہما)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ گناہگار کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش (راضی) ہوتا ہے جس کی سواری شدید گرم دن میں وسیع بیابان میں گم ہو گئی ہو اس سواری پر اس کا سفر خرچ اور توشہ دان ہو، جب وہ گم ہوئی ہو تو اس نے (اپنی) ہلاکت کا یقین کر لیا، یہی شخص جب اس سواری کو پالے تو اس سے خوش ہو

جائے پس اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس بندے سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس کو اس کی سواری مل گئی ہو۔

اس حدیث مبارک کی رو سے کونسا مسلمان ایسا ہے جو اپنے رب کو خوش نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے گناہوں کو کراماکاتبین وغیرہ سے بھلوادیتے ہیں:

(حدیث) حضرت اب الجون سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للّٰہ اشد فرحا من توبۃ التائب من الظمآن الوارد ومن العقیم الوالد ومن الضال الواجد فمن تاب الی اللّٰہ توبۃ نصوحا انسی اللّٰہ حافظیہ وجوارحہ و بقاع الارض کلھا خطایاہ و ذنوبہ.

(کتاب التائبین لابی العباس بن ترکان الہمذانی کنز العمال ۱۰۱۶۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو شدید پیاس کی حالت میں گھاٹ پر اترا ہو اور اس بے اولاد بانجھ سے جس نے بچہ جنا ہو اور گم گشتہ راہ سے جو راہ یاب ہو گیا ہو، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کراماکاتبین کو، اس کے اعضاء کو اور زمین کے تمام مقامات کو اس کی تمام غلطیوں اور گناہوں کو بھلادیتے ہیں۔

صلوۃ التوبہ:

(حدیث) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مامن عبد یذنب ذنبا فیتوضأ فیحسن الوضوء ثم یقوم فیصلی رکعتین ثم یستغفر اللّٰہ لذلک الذنب إلاغفر اللّٰہ لہ.

(مسند احمد، مصنف عبدالرزاق، صحیح ابن حبان، کنزالعمال رقم ١٠١٦٨، مصنف ابن ابی شیبه، مسند حُمیدی، مسند عدنی، مسند عبد بن حُمید، مسند احمد بن منیع، ابو داود، ترمذی وقال حسن، نسائی، ابن ماجه، مسند بزار، مسند ابویعلی موصلی، دارقطنی فی الافراد، ابن السنی فی عمل اللیوم واللیلة کنزالعمال ١٠٢٧٨)

(ترجمہ) جس بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر وہ وضو کرے اور وضو بھی اچھی طرح سے کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔

ظالم کے لئے توبہ کی اہمیت :

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

من كانت لاخيه عنده مظلمة من عرض اومال فليتحلله اليوم قبل ان يؤخذ منه يوم لادينار ولا درهم، فإن كان له عمل صالح، أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له عمل، أخذ من سيئات صاحبه، فجعلت عليه.

(مسند احمد، صحیح بخاری، کنزالعمال رقم ١٠١٦٩)

(ترجمہ) جس شخص نے اپنے بھائی پر ہتکِ عزت یا مال کی قسم کا ظلم کیا ہو تو وہ اس کو اپنی زندگی میں معاف کرا لے پہلے اس کے کہ اس سے قیامت کے دن مؤاخذہ کیا جائے جس دن نہ دینار ہو گا نہ درہم، اگر ظالم کا کوئی نیک عمل ہو گا تو ظلم کے بقدر اس سے لے لیا جائے گا، اور اگر اس کے پاس کوئی عمل نہ ہو گا تو اس کے مظلوم کی برائیوں میں سے (بقدر ظلم) لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔

حضور ﷺ سو مرتبہ دن میں استغفار کرتے تھے :

(حدیث) حضرت اغر المزنی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

يا ايها الناس توبوا الى ربكم فواللّٰه انى لاتوب الى اللّٰه فى اليوم مائة مرة.

(مسند احمد، مسلم، کنزالعمال رقم ۱۰۱۷۰)

(ترجمہ) اے لوگو اپنے رب کے سامنے توبہ کرو! اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کے سامنے روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

توبہ کرنے والے قیامت کے دن بے خوف ہوں گے:

(حدیث) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن التوبة تغسلُ الحوبة، وإن الحسناتِ يُذهبن السيئآت وإذا ذكر العبدُ ربَّه في الرجاء أنجاهُ في البلاء، وذلك لأن اللّه يقولُ: لا أجمعُ لعبدى أبداً أمنين، ولا أجمعُ له خوفين، إن هو أمننى فى الدنيا خافنى يوم أجمعُ فيه عبادى، وإن هو خافنى الدنيا أمنتهُ يوم أجمع فيه عبادى فى حظيرةِ القُدس، فيدوم له أمنُه، ولا أمحقه فيمن أمحقُ.

(ترجمہ) توبہ گناہ کو دھو دیتی ہے اور نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں جب بندہ حالت امید میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت سے نجات دیتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میں اپنے بندہ کے لئے کبھی دو امن جمع نہیں کروں گا اور نہ ہی اس کے لئے دو خوف جمع کروں گا اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا وہ اس دن جس دان میں اپنے بندوں کو جمع کروں گا مجھ سے ڈرتا ہوگا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں ڈرا تو میں اس کو اس دن امن عطا کروں گا جس دن میں، میں اپنے بندوں کو حظیرۃ القدس میں جگہ دوں گا، اس کو دائمی امن ملے گا، جن کے لئے میں امن کو زائل کروں گا ان میں اس کے امن کو زائل نہیں کروں گا"۔

توبہ کی عادت کا فائدہ :

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إنَّ عبداً أصابَ ذنباً فقال: رَبّ أذنبتُ فاغفرلي، فقال ربَّه: علم عبدي أَنَّ له ربّاً يغفرُ الذنبَ ويأخذُ به، غفرتُ لعبدي، ثم مكث ماشاء اللّٰه ثم أصاب ذنباً فقال: ربِّ أذنبتُ ذنباً آخرَ فاغفرلي، فقال: علم عبدي أنَّ له رَباً يغفرُ الذنبَ ويأخذُ به، قد غفرتُ لعبدي، ثم أصاب ذنباً فقال: ربِّ أذنبتُ ذنباً آخرَ فاغفرلي، قال: علم عبدي أنَّ له ربّاً يغفرُ الذنب ويأخذُ به، قد غفرتُ لعبدي فليفعَل ماشاء.

(مسند احمد، بخاری، مسلم، کنز العمال ۳؍۱۰۱۷)

(ترجمہ) جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے پھر کہتا ہے اے میرے رب! میں نے گناہ کیا آپ مجھے معاف کر دیں! تو اس کا رب کہتا ہے : مرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے اس کی پکڑ بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندہ کو معاف کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جتنا عرصہ کہ اللہ کو منظور ہوتا ہے گناہ سے رکنے کے بعد بندہ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے : اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کر لیا آپ مجھے بخش دیں! تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کی وجہ سے پکڑتا بھی ہے میں نے اس کو معاف کیا۔ بندہ پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! میں نے ایک اور گناہ کیا آپ مجھے بخش دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس سے پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندہ کو معاف کیا (اگر وہ اس طرح سے گناہ کر کے توبہ کے عمل کو صدق دل کے ساتھ دہراتا رہے) تو وہ جو چاہے کرلے (مگر اگر گناہ کی حالت میں قبل از توبہ موت آگئی تو پھر

سوائے پچھتاوے اور بدکاری کی کالک کے کچھ نہ ملے گا کیونکہ آدمی کو اپنی موت کی خبر نہیں اور توبہ کا عمل اس کے لئے یقینی نہیں حدیث شریف میں آتا ہے "انما الاعمال بالخواتیم" اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے تو ایسے شخص کی زندگی کی اخیر اگر گناہ میں ہو گئی تو حسرت ہی ہو گی اور بار بار گناہ کرنے کی یہ نحوست بھی ہوتی ہے کہ اس کو توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی اور گناہوں پر جری ہو جاتا ہے اس لئے حدیث کے اس جملہ کو سامنے رکھ کر گناہوں پر جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سب کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔

توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے:

(حدیث) حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التائب من الذنب كمن لاذنب له.

(نوادر الأصول حكيم ترمذي، كنز العمال)

(ترجمہ) گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

مخفی اور علانیہ گناہوں کی توبہ کا طریقہ:

(حدیث) حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا عملت سيئة فأحدث عندها توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية.

(كتاب الزهد امام احمد بن حنبل مرسلاً، كنز العمال ۱۰۱۸۰)

(ترجمہ) جب تو کوئی گناہ کر بیٹھے تو اس کے ساتھ توبہ بھی کر لے، چھپے ہوئے گناہ کی توبہ چھپ کر، اور علانیہ کی علی الاعلان۔

اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کا منتظر رہتا ہے :

(حدیث) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إن اللّٰہ تعالی یبسطُ یدہ باللیل لیتوبَ مُسيء النهارِ ویبسطُ یدہ بالنهارِ لیتوبَ مُسيء اللیل حتی تطلعَ الشمسُ من مغربها.

(مسند احمد، صحیح، مسلم، کنز العمال ۱۰۱۸۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنے ہاتھ کو پھیلا دیتے ہیں تا کہ دن کا گناہ گار توبہ کر لے اور اسی طرح سے اپنے ہاتھ کو دن کے وقت پھیلا دیتے ہیں تا کہ رات کا گنہگار توبہ کر لے (توبہ کی قبولیت کی سہولت اس وقت تک قائم رہے گی) جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نوجوان کی توبہ کو پسند کرتا ہے :

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إن اللّٰہ تعالیٰ یحب الشابّ التائبین.

(ابو الشیخ، کنز العمال ۱۰۱۸۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے جوان کو پسند کرتا ہے۔

اللہ کا پسندیدہ بندہ :

(حدیث) حضرت علی، ضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إن اللہ تعالیٰ یحب العبد المؤمن المفتّن التواب.

(مسند احمد، کنز العمال ۱۰۱۸۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس مؤمن بندہ سے محبت کرتے ہیں جو کسی گناہ کی آزمائش

میں مبتلا ہونے کے بعد توبہ کرنے والا ہو۔

توبہ کب تک قبول ہوتی ہے:

(حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن اللّٰه تعالى يقبل توبة العبد مالم يغرغر.

(مسند احمد، ترمذی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، شعب الایمان، کنزالعمال ۱۰۱۸۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کو قبول کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ موت کے غرغرہ کی حالت تک نہ پہنچے۔

گناہ کی وجہ سے کبھی جنت بھی ملتی ہے:

(حدیث) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن العبدَ ليُذنبُ الذنبَ فيدخلُ به الجنةَ يكونُ نصبَ عينيه تائباً فاراً حتى يدخلَ به الجنةَ.

(زہد ابن المبارک مرسلاً، کنزالعمال ۱۰۱۸۸)

(ترجمہ) بندہ بعض دفعہ کوئی ایسا گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اس وجہ سے کہ توبہ اس کا نصب العین ہوتی ہے (اور اس گناہ کی وجہ سے اس سے نفرت کھاتے ہوئے مغفرت کے لئے بارگاہِ خداوندی کی طرف) دوڑ رہا ہوتا ہے حتی کہ اس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

گناہ کی تاریکی اور اس کی صفائی:

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنَ العبدَ إذا أخطأ خطيئةً نكتت في قلبهِ نكتة سوداءَ فان هو نزَعَ واستغفرَ وتابَ صَقُلَ قلبُه، وإن عادَ زيدَ فيها حتى تعلوَ على قلبه، وهو الرَّانُ الذي ذكرَ اللّه ﴿ كلاً بل رانَ على قلوبهم ما كانوا يكسبونَ﴾

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، متدرک، حاکم، شعب الایمان، بیہقی، کنزالعمال ۱۰۱۸۹)

(ترجمہ) بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ واقع ہو جاتا ہے پس اگر اس نے اس گناہ سے ہاتھ کھینچ لیا اور استغفار اور توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ میں لوٹا تو سیاہ نکتہ بڑھا دیا جاتا ہے حتی کہ اس کے دل پر سیاہی چڑھ جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ كلابل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون. (ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے)۔

گناہ پر افسردگی پر بھی معافی مل جاتی ہے:

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن العبدَ ليعملُ الذنبَ فاذا ذكرَه أحزنه، وإذا نظر اللّهُ اليه قد أحزنَه غَفر له ما صنع قبلَ أن يأخذَ في كفارته بلا صلاة ولا صيام.

(حلیۃ الأولیاء، ابن عساکر، کنزالعمال ۱۰۹۰)

(ترجمہ) بندہ کوئی گناہ کرتا ہے پھر جب اس کو یاد کرتا ہے تو غمگین ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں کہ اس کو اس کے گناہ نے مغموم کر دیا ہے تو اس کا وہ گناہ بخش دیتے ہیں جس کا اس نے ارتکاب کیا تھا پہلے اس کے کہ وہ اس کا کوئی کفارہ وصول کریں اس کے گناہ کے بدلہ میں نہ تو کوئی نماز کاٹتے ہیں اور نہ کوئی روزہ۔

بڑے گناہ گاروں کی بدحالی :

(حدیث) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن أمامكم عقبةً كؤودا لايجوزها المُثقلون.

(مستدرك حاكم شعب الايمان بيهقي، كنزالعمال ۱۰۱۹۱)

(ترجمہ) تمہارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس کو گناہوں سے بوجھل لوگ عبور نہیں کر سکیں گے۔

(فائدہ) اگر کسی کے گناہ بہت زیادہ ہوں تو وہ ایسی دشوار گھاٹی سے گذر کر جنت میں نہیں جا سکے گا اس کو چاہئے کہ توبہ اور شرمندگی کے ساتھ اپنی زندگی میں ہی اس بوجھ کو ہلکا کر لے۔

گناہ کب تک نہیں لکھا جاتا :

(حدیث) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن صاحب الشمال يرفعُ القلم ستّ ساعاتٍ عن المسلم المخطىء فأن ندم واستغفر الله منها ألقاها، وإلا كُتبت واحدةً.

(طبرانی کبیر، کنزالعمال ۱۰۱۹۲)

(ترجمہ) بائیں کندھے پر بیٹھنے والا فرشتہ مسلمان گناہ گار سے (اس کے گناہ کرنے کے بعد) چھ گھڑی اپنے قلم کو لکھنے سے روکے رکھتا ہے، اگر وہ شرمندہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی چاہی تو اس کو چھوڑ دیتا ہے ورنہ ایک ہی گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

(فائدہ) یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے کہ وہ انسان کو نامۂ اعمال میں گناہ لکھنے سے پہلے کچھ وقت کی مہلت دے دیتا ہے تاکہ وہ شرمندگی کا اظہار کر کے اللہ سے گناہ کی معافی مانگ لے۔

توبہ کا دروازہ :

(حدیث) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إن من قبل مغربِ الشمس باباً مفتوحاً عرضُه سبعون سنةً فلا يزالُ ذلك البابُ حتى تطلع الشمسُ نحوه، فاذا طلعت من نحوه لم ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبلُ أو كسبت في إيمانها خيراً.

(ابن ماجہ، کنز العمال ۱۰۱۹۴)

(ترجمہ) سورج کی مغربی سمت میں ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے یہ دروازہ اسی حالت میں رہے گا حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا تو کسی شخص کو اس کا ایمان قبول کرنا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ یا اپنے ایمان میں کوئی خوبی پیدا نہ کی تھی۔

سعادت مند انسان :

(حدیث) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

ان من سعادة المرء ان يطول عمره ويرزقه الله الانابة.

(مستدرک، حاکم، کنز العمال ۱۰۲۰۱)

(ترجمہ) انسان کی سعادت میں سے ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف متوجہ ہونے کی توفیق عطاء کریں۔

عذر خواہی کم کردو :

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اَقلّي من المعاذير.

(مسند الفردوس ديلمي، كنزالعمال ۱۰۲۰۵)

(ترجمہ) (اے عائشہ! لغزشوں اور کوتاہیوں میں اللہ کے سامنے) معذرتوں کو کم کردو۔

(فائدہ) اس حدیث کی مخاطب اول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جس کے تحت ساری امت کو خطاب ہے کہ گناہ کم کرو تاکہ اللہ کے سامنے شرمندگی اور معذرتیں نہ کرنی پڑیں۔

توبہ میں ٹال مٹول:

(حدیث) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التسويفُ شعارُ الشيطان يُلقيه في قلوب المؤمنين.

(مسند الفردوس، كنزالعمال ۱۰۲۰۸)

(ترجمہ) تسویف شیطان کا شعار ہے جس کو وہ مؤمنین کے دلوں میں ڈالتا رہتا ہے۔

(فائدہ) تسویف کا معنی ہے گناہ چھوڑنے میں ٹال مٹول اور توبہ میں تاخیر کہ ابھی زندگی بہت پڑی ہے کسی اور وقت میں توبہ کرلوں گا اور گناہ کو چھوڑ دوں گا، یہ ٹال مٹول شیطان کی طرف سے مؤمن کے دل میں ڈالا جاتا ہے مسلمان کو اس کی عیاری سے خبردار رہنا چاہئے موت کا کوئی پتہ نہیں کس آن واقع ہو جائے۔ گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلیں اگر دوبارہ مبتلاء ہو گئے تو پھر اور توبہ کرلینا، اگر شیطان تمہیں گناہ سے پچھاڑ دیتا ہے تو تم اس کے بعد توبہ کرکے اس کو شرمندہ کردو اگر تم میں اور شیطان میں اس طرح سے آنکھ مچولی رہے گی تو کوئی بڑے نقصان کا خطرہ نہیں کیونکہ تم گناہ کے ساتھ ساتھ توبہ کرکے اس کو معاف کرواتے چلے جاؤ گے اگر کبھی ایسا ہو گیا کہ پھر توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو وہ ایک گناہ ہی ہوگا

پچھلے تو توبہ کی وجہ سے معاف ہو چکے ہوں گے، لیکن اس طرح سے آدمی کو عادت نہیں ڈالنی چاہئے اور بڑے گناہوں پر جرأت بھی نہیں کرنی چاہئے کہ وہ انسان کی ہلاکت کا سبب بنتے ہیں اور چھوٹے گناہوں کی اگر عادت پڑ جائے تو ان کا مجموعہ بھی کبیرہ کو پہنچ جاتا ہے اس لئے سلامتی کا راستہ تو یہی ہے کہ آدمی خود کو شیطان سے چوکس رکھے اور گناہوں میں نہ بھٹکے۔

خلوتوں میں گناہوں کی معافی مانگنا :

(حدیث) حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

حقيق بالمرءِ أن يكون له مجالسُ يخلو فيها، ويذكُرُ ذنبَه فيستغفرُ اللّٰه منها.

(شعب الایمان، بیہقی مرسلاً، کنزالعمال ۱۰۲۰۹)

(ترجمہ) انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کچھ تنہائی کی مجالس اختیار کیا کرے۔ ان میں اپنے گناہوں کو یاد کرے پھر اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی مانگے۔

اللہ کی معافی گناہوں سے بڑی ہے :

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

عفو اللّٰه اكبر من ذنوبكِ.

(مسند فردوس، كنزالعمال ١٠٢١٤)

(ترجمہ) (اے عائشہ!) تمہارے گناہوں سے اللہ کا معاف کرنا بہت بڑا ہے۔

(فائدہ) یعنی انسان اپنے گناہ کو یا بہت سے گناہوں کو بڑا سمجھ کر یہ کہے کہ خدا معاف نہیں کر سکتا جبکہ کتنے بڑے اور زیادہ گناہ کیوں نہ ہوں اللہ کی معافی ان سب سے بہت بڑی ہے اللہ تعالیٰ بندہ کے گناہوں کو نہیں دیکھتا اس کی شرمندگی کو دیکھتا ہے جس درجہ کی شرمندگی ہوگی اسی مرتبہ کی رحمت اور

مغفرت کا مستحق ہوگا۔

تم معافی مانگتے رہو میں معاف کرتا رہوں گا :

(حدیث) حکیم ترمذی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت کی ہے اور عقیلی نے حضرت حسن کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ کو بھی ذکر کر کے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

قال اللّٰہ تعالی: أنا أكرمُ وأعظمُ عفو من أن استر علی عبد مسلم في الدنيا ثم أفضحه بعدَ إذ سترته، ولا أزالُ أغفر لعبدي ما استغفرني.

(حکیم عن الحسن مرسلاً والعقیلی عنہ عن انس، کنز العمال ۱۰۲۱۵)

(ترجمہ) اللہ تعالی فرماتے ہیں میں زیادہ شان و عظمت رکھتا ہوں درگذر کرنے کے معاملہ میں اس سے کہ میں دنیا میں کسی مؤمن بندہ کی پردہ پوشی کروں پھر پردہ پوشی کرنے کے بعد اس کو رسوا کروں، میں اپنے بندہ کو معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتا رہے گا۔

مغفرت خداوندی کا اندازہ :

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

قال اللّٰہ تعالی: یا ابن آدم إنك ما دعوتَني ورجوتَني غفرتُ لك علی ما كان منك ولا أبالي، یا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماءِ ثم استغفرتني غفرتُ لك ولا أبالي، یا ابن آدمَ لو أنك أتيتني بقُرابِ الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشركُ لي شيئاً لأتيتُك بقُرا بها مغفرةً.

(ترمذی، المختارہ للضیاء، کنز العمال ۱۰۲۱۶)

(ترجمہ) اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم! تو جب مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے امید قائم کرتا ہے تو میں تیرے اس گناہ کو معاف کر دیتا ہوں جو تجھ سے واقع ہوا اور مجھے تیرے معاف کرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر

تیرے گناہ آسمان کے افق تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی کا طلبگار ہو تو بھی میں تجھے معاف کردوں گا اور اس میں بھی مجھے تیرے معاف کرنے میں کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس روئے زمین کے برابر خطائیں لے کر آئے گا اور اس حال میں مجھ سے ملاقات کرے گا کہ مجھ سے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوگا تو میں تجھے زمین کی وسعت کے برابر بخشش عطاء کروں گا۔

گناہ کا کفارہ شرمندگی بھی ہے:

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كفارةُ الذنبِ الندامةُ، ولو لم تُذنبوا لأتى اللّهُ بقوم يُذنبون فيغفرُ لهم.

(مسند احمد، طبرانی کبیر، کنزالعمال ۱۰۲۱۸)

(ترجمہ) گناہ کا کفارہ خدا کے سامنے شرمندگی اختیار کرنا ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لاتے جو گناہ کرتی پھر اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردیتے۔

(فائدہ) اللہ تعالیٰ کو اپنی نافرمانی پسند نہیں ہے مگر اس کی صفات میں مغفرت اور ستاریت بھی ہے اللہ تعالیٰ ان صفات کے اظہار کے لئے گناہوں کی مغفرت کرتے ہیں اگر اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے تو اس کے ستار و غفار ہونے کا اظہار و اعلان نہ ہوگا۔ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو فطرت انسانی سے سرزد ہوں دوسرے وہ جو خدائے تعالیٰ کے مقابلہ اور بغاوت میں سرزد ہوں انسانی کمزوریوں اور جذباتِ نفس و فطرت سے جو چھوٹے موٹے گناہ صادر ہوتے ہیں ان مذکورہ احادیث میں ایسے ہی گناہوں کی معافی کا ذکر ہے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ وہ گناہ اور نافرمانیاں جو خدا سے بغاوت اور مقابلہ کی صورت میں انسان سے ظاہر ہوتے ہیں وہ چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے وہ معافی کے قابل نہیں ہوتے جیسے کفر، شرک، ارتداد، حرام کو حلال بنا کر یا حلال کو حرام بنا کر شعائر اللہ سے بغاوت کرنا غرضیکہ وہ تمام اعمال اور نظریات اور افعال جو خدا سے

بغاوت کے زمرہ میں آتے ہیں ان میں سے کوئی ایک عمل بھی کر لیا چاہے اس سے روئے زمین بھرے یا نہ بھرے وہ ناقابل معافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کا جرم اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کے تقابل کے اعتبار سے اتنا بڑا ہو کر ناقابلِ معافی ہو جاتا ہے۔

توبہ کا کمال:

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لو أخطأتم حتى تبلُغَ خطايا كم السماءَ ثم تُبتُم لتاب اللّٰهُ عليكم.

(ابن ماجہ، کنزالعمال ۱۰۲۲۲)

(ترجمہ) اگر تم اتنے گناہ کرو کہ تمہارے گناہوں کا آسمان تک انبار لگ جائے پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ کو قبول کریں گے۔

بعض لوگوں کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے:

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ليتمنَّينَّ أقوام لو أكثروا من السيئآتِ الذين بدَّل اللّٰهُ عزوجل سيئآتِهم حسنات. (مستدرک حاکم، کنزالعمال ۱۰۲۲۷)

(ترجمہ) (قیامت کے دن) بہت سے لوگ تمنا کریں گے، کاش کہ وہ کثرت سے گناہ کرتے یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ساتھ تبدیل کر دیں گے۔

(فائدہ) اس روایت کو دیکھ کر گناہوں کو ہلکا اور ناقابلِ مواخذہ نہیں سمجھنا چاہئے قیامت میں ہر شخص کا حساب جداگانہ ہوگا کیا معلوم کس سے کیسا حساب لیا جاتا ہے دنیا میں تو انسان گناہوں سے بچتا رہے پھر گناہ ہو جائیں تو توبہ و استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا میں حسن ظن رکھے ان شاء اللہ رب تعالیٰ کا

ضرور فضل ہوگا اور جو شخص گناہ کو ہلکا سمجھے گا اس کا معاملہ خطرناک ہوگا کیونکہ وہ دراصل اللہ کی نافرمانی کو ہلکا سمجھ رہا ہے جو اس کے لئے روز قیامت وبال ہوگی۔

استغفار کا مقام :

(حدیث) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما أصرَّ من استغفر وإن عادَ في اليوم سبعين مرةً.

(سنن ابوداود، سنن ترمذی، کنزالعمال ۱۰۲۳۰)

(ترجمہ) وہ شخص گناہوں پر مصر نہیں جو استغفار کر لیتا ہے اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ میں لوٹے۔

گناہ پر ندامت :

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما علم اللّٰهُ من عبدٍ ندامةً على ذنبٍ إلاغفر له قبل أن يستغفرَ منه.

(مستدرک حاکم، کنزالعمال ۱۰۲۳۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جس بندہ سے ندامت کا محسوس کرتے ہیں تو اس کو اس کے استغفار کرنے سے بھی پہلے معاف فرمادیتے ہیں۔

جہنم میں جانے والا گناہ گار :

(حدیث) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الفقراء أصدقاء اللّٰه، والمرضى أحبّاء اللّٰه، فمن ماتَ على التوبة فله الجنةُ فتوبوا ولا تيأسوا فان بابَ التوبةِ مفتوح من قبل المغربِ لاينسد حتى تطلع الشمسُ منه، الحديث.

(كتاب العروس لجعفر و مسند الفردوس للديلمي، كنزالعمال ١٠٢٥٦)

(ترجمہ) فقراء اللہ کے دوست ہیں اور مریض اللہ کے محبوب، پس جو شخص توبہ کی حالت میں فوت ہوا اس کے لئے جنت ہے تم بھی توبہ کر لو (اس سے) ناامید نہ ہو، بے شک توبہ کا دروازہ مغرب کی طرف سے کھلا ہوا ہے اس وقت تک بند نہیں ہو گا حتی کہ مغرب سے سورج طلوع نہ ہو جائے۔ الحدیث

خدا کے سامنے گناہوں کی جرأت:

(حدیث) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تنظروا في صغرِ الذنوبِ، ولكن انظروا على من اجترأتم.

(حلیۃ الاولیاء ص: ۸ ۲۷، کنزالعمال ۱۰۲۹۴)

(ترجمہ) تم گناہوں کے چھوٹے ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس ذات کے سامنے (گناہوں کی) جرأت کر رہے ہو۔

توبة النصوح کیا ہے:

(حدیث) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التوبةُ النصوحُ الندمُ على الذنبِ حين يَفرِطُ منك فتستغفرُ اللّٰهَ، ثم لا تعودُ اليه أبداً.

(تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن مردویہ، کنزالعمال ۱۰۳۰۲)

(ترجمہ) توبۃ النصوح (۱) گناہ پر ندامت اختیار کرنا ہے جب تجھ سے گناہ سرزد ہو جائیں (۲) پھر تو اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کر لے (۳) پھر تو گناہ کی طرف کبھی نہ لوٹے۔

کون سی غلطیاں معاف ہیں :

(حدیث) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رفع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکر ھوا علیه.

(طبرانی کبیر، کنزالعمال ۱۰۳۰۷)

(ترجمہ) میری امت سے خطاء نسیان اور اکراہ کو معاف کر دیا گیا ہے۔

(فائدہ) خطاء اور نسیان سے مراد وہ غلطیاں ہیں جو بھول چوک سے ہو جائیں، اور اکراہ کا معنی یہ ہے کہ شریعت میں کوئی کام ممنوع ہو اس پر کسی کی طرف سے ایسا جبر واقع ہو جس کو شریعت بھی جبر کہے تو ایسے جبر سے اگر کوئی آدمی مجبور ہو کر بغیر نیت اور گناہ کرنے کے اگر کوئی شخص وہ کام کر لے گا تو اس کام کا جو حکم ہے وہ اس پر لاگو نہیں ہوگا جیسے مہلک جبر کی زد میں آکر کوئی شخص بیوی کو طلاق دے تو طلاق نہیں ہوگی اور ہلکے سے جبر میں جس میں ہلاکت یا کسی عضو کے جانے کا خطرہ نہیں ویسے ہی دباؤ میں آکر طلاق دے گا تو ہو جائے گی مگر خود کو ہلاکت سے بچانے کے لئے کسی کے جبر میں آکر کسی اور کو ہلاک کرنا بالکل جائز نہیں اور نہ ایسا جبر معاف ہوگا وغیر ذلک من الاحکام۔

کون لوگ مرفوع القلم ہیں :

(حدیث) حضرت علی و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنونِ المغلوبِ علی عقله حتی یبرأ، وعن النائم حتی یستیقظَ، وعن الصبي حتی یحتلم.

(مسند احمد، ابو داود، حاکم، کنزالعمال ۱۰۳۰۹)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں (۱) مجنون جس کی عقل جاتی رہے حتی کہ جنون سے صحیح ہو (۲) سونے والا حتی کہ بیدار ہو (۳) بچہ حتی کہ بالغ ہو۔

(مستدرک حاکم، کنز العمال ١٠٣٣٠)

(ترجمہ) میری امت میں سے جب کوئی شخص ساٹھ سال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عمر کے لحاظ سے معذور قرار دیتے ہیں (اور ایک روایت میں ساٹھ کی بجائے ستر سال کا ذکر ہے)۔

(فائدہ) اس لئے انسان کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی کی قدر کرتے ہوئے خود بھی گناہوں سے بچ کر اپنی آخرت کو اچھا کرے۔

گناہ کا بر ملا اظہار کرنے والے کی معافی نہیں ہوگی :

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

كل أمتي مُعافى إلا المجاهرين، وإنَّ من الاجهار أن يَعملَ الرجلُ بالليل عملاً ثم يُصبحُ وقد سترهُ اللّٰه فيقولُ: عملتُ البارحة كذا وكذا، وقدباتَ يستره ربُّه فيصبحُ يكشفُ سترَ اللّٰه عزوجل عنه.

(بخاری، ص: ٢٤ ج ٨، مسلم حديث ٢٩٩٠ في كتاب الزهد والرقاق، كنزالعمال ١٠٣٣٧)

(ترجمہ) میری تمام امت کی معافی ہو جائے گی مگر مجاہرین (بر ملا اظہار کرنے والوں) کی نہیں، اور بر ملا اظہار یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی بد عمل کرے پھر اس حال میں صبح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کی پردہ پوشی کر دی ہو مگر یہ کہتا پھرے میں نے گذشتہ رات ایسا اور ایسا کیا۔ رات تو اس نے اس حالت میں گذاری تھی کہ اس کے رب نے اس پر پردہ ڈال دیا تھا مگر یہ صبح کو اللہ کی اس پردہ پوشی کا اپنی طرف سے اظہار کرتا ہے۔

(فائدہ) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کے گناہ کو چھپا دیتے ہیں تو اس کو دوستوں کی مجلس میں یا لوگوں کو خراب کرنے کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے بغیر کسی شرعی مجبوری کے ظاہر نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس پردہ پوشی کی

شکر گزاری میں استغفار اور توبہ کرنی چاہئے۔

کبھی گناہ بھی مفید ہوتا ہے:

(حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الله تعالى لينفع العبدَ بالذنب يُذنبه.

(حلیۃ الأولیاء، کنز العمال ۱۰۳۳۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کبھی بندے کو اس کے گناہ کی وجہ سے بھی نفع پہنچاتے ہیں۔
(یعنی) کبھی گناہ سے زیادہ شرمندگی ہوتی ہے اور اس کا ثواب گناہ کے عذاب سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ کبھی اس سے انابت الی اللہ حاصل ہوتی ہے، کبھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو نیکی سے بدل دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن گناہ کا مفید ہونا آدمی کو معلوم نہیں ہوتا اس لئے احتیاط کرتے ہوئے گناہ کے قریب نہ بھٹکے بلکہ اطاعت گذاری کرے کہ اس میں نفع ہی نفع ہے۔

دن کے فرشتے نرم اور رات کے سخت ہیں:

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن ملائكةَ النهارِ أرأفُ من ملائكةِ الليل.

(ابن النجار، کنز العمال ۱۰۳۴۰)

(ترجمہ) دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ نرم ہیں۔

(فائدہ) رات کے فرشتے اس لئے سخت ہیں کہ رات کا وقت اللہ کی خوشنودی، مناجات اور قیام اللیل کا وقت ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمت اور توجہ انسان سے قریب سے آسمان دنیا سے بار بار متوجہ ہو رہی ہوتی ہے فرشتے اللہ کے معصوم ہیں جب انسان کو ایسی حالت میں نافرمانی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کی ناراضگی اور غصہ تیز ہو جاتا ہے اس کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے رات کے فرشتوں کو سخت کہا گیا

ہے اور اس لئے بھی کہ رات تاریک ہوتی ہے اور زیادہ تر بڑے بڑے مجرم رات ہی کے وقت حسب موقع جرم کرتے ہیں جن سے اس معصوم مخلوق کو زیادہ اذیت ہوتی ہے اور عصمت کے جوش و جذبہ کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے ایسے نافرمان پر سختی کی جائے تاکہ یہ معصیت کا ارتکاب نہ کرسکے۔ دن کے وقت چونکہ یہ دونوں صورتیں نہیں ہوتیں۔ تیسرے یہ کہ دن میں انسان بیدار ہوتا ہے اور تقریباً چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں کرتا ہے اور وہ بھی کثرت کے ساتھ اس سے واقع ہوتی ہیں اس لئے فرشتے چاہتے ہیں کہ ایسے گناہ گار پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ کر کے اس کو معاف کردے۔

مسلمانوں کے گناہ یہود و نصاریٰ اٹھائیں گے :

(حدیث) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یجيء یوم القیامه ناس من المسلمین بذنوبٍ أمثال الجبالِ فیغفرُ ها اللّٰہ لهم ویضعُها علی الیهود والنصاری.

(مسلم، کنز العمال ۱۰۳۴۱)

(ترجمہ) قیامت کے دن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ پہاڑوں کے برابر گناہ لے کر آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبخشش کر دیں گے اور ان کے گناہ یہود و نصاریٰ پر ڈال دیں گے۔

(تنبیہ) مسلمانوں پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہے یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور عیسائی گمراہ ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے خدا کے بیٹے ٹھہرائے جس کی وجہ سے وہ مغضوب اور ضآل ہوئے شرک کرنا کوئی معمولی گناہ نہیں ہے۔ مشرک کا گناہ کائنات کا سب سے بڑا گناہ ہے اس کی جتنی بھی سزا دی جائے کم ہے انہوں نے ذات کبریاء کا شریک تصور کیا جیسا کہ اللہ کی عظمتوں کی کوئی انتہاء نہیں اسی طرح سے شرک کے گناہ کی کوئی حدود نہیں ہے۔ مؤمنین و مسلمین کے جتنے

بڑے بڑے گناہ بھی ان پر ڈال دیئے جائیں یہ ان کے اسی کفر اور شرک کی سزا کے طور پر ہوں گے نہ یہ کہ یہود و نصاریٰ پر ان کے ناکردہ گناہ ڈال کر انہیں عذاب دیا جائے گا۔

خدا کے خوف سے بخشش ہوگی :

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

ان رجلا اسرف علی نفسه فلما حضره الموت اوصی بنيه فقال اذا انامت فاحرقونی ثم ذرونی فی الريح فوالله لئن قدر علی ربی ليعذبنی عذابا ماعذبه احدا ففعلوا به ذلك فقال صلی الله عليه وسلم فيقول له الرب عند البعث ما حملك علی ماصنعت؟ فيقول خشيتك فيغفر الله عز وجل له. (مشکل الحدیث ابن فورک / ۱۰۵)

(ترجمہ) ایک شخص نے (اپنی آخرت کے لئے دنیا میں) اپنی ہلاکت اور بربادی کا بہت سامان کر لیا، جب اس کی موت کا وقت ہوا اس نے اپنے بیوی بچوں کو وصیت کی اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے ہوا میں بکھیر دینا اللہ کی قسم اگر میرے رب نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے عذاب دے گا کہ ویسا عذاب اب تک کسی کو نہیں دیا۔ چنانچہ انہوں نے وصیت پر عمل کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائیں گے کہ تو نے یہ جو (اپنے ساتھ) کیا تھا اس پر تجھے کس بات نے مجبور کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا آپ کے خوف نے۔ تو اللہ تعالیٰ عزشانہ اسی بات پر اس کی بخشش کر دیں گے۔

اس شخص کے خوف کے مارے اپنے آپ کو جلوانے سے اللہ کی رحمت اور رافت کو جوش آگیا اور اس کی بخشش کا اظہار اپنے محبوب ﷺ کی زبان سے کرا دیا۔

اس کے اس خوف کی شدت نے اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صادق آیا ان رحمتی تغلب غضبی۔

خدا کی رحمت وعفو سے ناامید کی حکایت :

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

كان رجلان في بني إسرائيل متواخيان، وكان أحدُهما يذنبُ، والآخرُ يجتهدُ في العبادة، وكان لايزالُ المجتهدُ يرى الآخر على الذنب، فيقول: أقصر، فوجده يوماً على ذنبٍ، فقال له: أقصر، فقال: خلّني وربي، أبُعثتَ عليَّ رقيباً؟ فقال: والله لايغفرُ الله لك أو لايدخلك الله الجنة، فقُبض روحُهما، فاجتمعا عند ربِّ العالمين، فقال لهذا المجتهد: اكنت بي عالما او كنت على ما في يدى قادرا؟ وقال للمذنب: اذهب فا دخل الجنة برحمتي، وقال للآخر: اذهبوا به إلى النار.

(مسند احمد، سنن ابو داود، کنزالعمال ۱۰۳۴۷)

(ترجمہ) بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے ایک گناہ کرتا تھا دوسرا عبادت کی مشقت اٹھاتا تھا۔ یہ مشقت اٹھانے والا دوسرے کو ہر وقت گناہ ہی میں دیکھتا تو کہتا باز آجاؤ ایک دن اس کو گناہ میں مصروف دیکھا تو کہا باز آجاؤ اس نے کہا مجھے اور میرے رب کو تنہا چھوڑ دو۔ تو میرا نگران تو مقرر نہیں کیا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا یہ کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا چنانچہ ان دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں یہ روحیں اللہ کے سامنے پیش ہوئیں تو اللہ نے محنت کرنے والے سے کہا کیا تو مجھے جانتا تھا یا جو کچھ میرے اختیار میں ہے تو اس پر قادر تھا پھر گناہ گار سے فرمایا جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے کیلئے فرمایا اس کو جہنم میں لے جاؤ۔

(فائدہ) آدمی چاہے کتنا بھی نیک کیوں نہ ہو کسی گنہگار کو حتمی طور پر جہنمی مت کہے اس کو خدا کی رحمت کا اندازہ نہیں ہوتا کیا معلوم معاملہ الٹ ہو جائے اور

اس حدیث کو دیکھ کر گنہگار کو بھی انہیں اترانا چاہئے ہو سکتا ہے یہ اس حدیث کا مصداق نہ ہو اور دوزخ میں جلنا پڑے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے، اور یہ نیک رحمت خداوندی سے مایوس تھا جیسا کی حدیث سے مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کو دوزخ میں ڈالا گیا کیونکہ خدا کی رحمت سے ناامیدی کی یہی سزا ہے۔

ہر شخص کو مہلت نہیں ملتی :

(حدیث) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

یا عائشةُ لیس کل الناسِ مُرخیً علیه.

(نوادر الاصول حکیم ترمذی، کنز العمال ۸ ۷ ۳ ۰ ۱)

(ترجمہ) اے عائشہ! ہر شخص کو ڈھیل نہیں دی جائے گی۔

وسعت رحمت خداوندی :

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إن اللّٰہ تعالی حین خلقَ الخلقَ کتبَ بیدِہ علی نفسه أنَّ رحمتي تغلبُ غضبي. (ترمذی، کنز العمال ۹ ۷ ۳ ۰ ۱)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنے متعلق لکھ دیا، میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔

گناہگار امت کا غفور رب :

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

دخلتُ الجنة فرأیتُ في عارضتي الجنة مکتوباً ثلاثة أسطرٍ بالذهب: السطرُ الأول: لاإله إلا اللّٰهُ محمد رسولُ اللّٰه، والسطرُ الثاني:

ماقدمنا وجدنا، وما اکلنا ربحنا، وما خلفنا خسرنا، والسطر الثالث:
امة مذنبة ورب غفور. (الرافعی، ابن نجار، کنز العمال ۱۰۳۹۵)
(ترجمہ) میں جنت میں داخل ہوا میں نے جنت کے دونوں دروازوں پر تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر یہ تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. دوسری سطر یہ تھی جو کچھ ہم نے آخرت کے لئے بھیجا تھا اس کو پالیا، جو ہم نے کھایا تھا اس کا نفع اٹھالیا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا نقصان میں رہے اور تیسری سطر میں لکھا تھا، "امة مذنبة ورب غفور" امت گنہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے۔

روضۂ اقدس پر اللہ سے بخشش مانگنے والے کی بخشش:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ کے دفن کے تین بعد ہمارے پاس ایک دیہاتی آیا اس نے اپنے آپ کو قبر نبی ﷺ پر ڈال دیا اور اس کی مٹی اپنے سر میں ڈالی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا تو ہم نے آپ کی بات سنی آپ نے اللہ سے احکام کو محفوظ کیا تو ہم نے آپ سے لیکر محفوظ کیا اللہ تعالیٰ نے جو آپ پر نازل کیا تھا اس میں یہ موجود ہے ولو انھم اذظلموا انفسھم جاء وك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما. (اور یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، پھر آپ کے پاس حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی ان کیلئے بخشش مانگے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (یعنی ان کے گناہ بخشے جائیں) بے شک میں نے اپنے آپ پر ظلم و زیادتیاں کیں اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے لئے بخشش کی طلب فرمائیں تو قبر مبارک سے نداء کی گئی تیرے لئے بخشش کردی گئی ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص: ۳۲۹، کنز العمال ۱۰۴۲۲۔ مغنی میں لکھا ہے کہ اس حدیث کا راوی ھیثم بن عدی الطائی متروک ہے۔ (کنز العمال تحت حدیث رقم ۱۰۴۲۲)

(اضافہ از: حضرت مفتی محمد امداد اللہ انور)

عصمت انبیاء کا مسئلہ

اس کتاب میں بعض انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے متعلق توبہ کے کچھ واقعات منقول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں (۱) جو اسرائیلیات سے مروی ہیں (۲) جو مستند روایات سے مروی ہیں (۳) جو ضعیف مرویات سے منقول ہیں۔
جو واقعات صرف اسرائیلی روایات سے منقول ہیں اور صحیح اسلامی روایات و عقائد کے خلاف ہیں وہ مردود اور ناقابل اعتبار ہیں - جو روایات ضعیف مرویات سے منقول ہیں اور اسلامی عقائد کے خلاف ہیں وہ بھی ناقابل اعتبار ہیں -وہ روایات جو صحیح اسلامی روایات اور عقائد اہل سنت کے مطابق ہیں وہ قابل قبول ہیں۔
اس کے متعلق فقہ اکبر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے جو منقول ہے وہ یہ ہے آپ فرماتے ہیں الانبیاء علیهم الصلوة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح وقد كانت منهم زلات و خطيئات.
(ترجمہ) تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام چھوٹے، بڑے گناہوں اور کفر و قباحتوں سے منزہ و مبرا ہیں، ان سے کچھ زلات و خطیئات ہوئی ہیں۔ زلات و خطیئات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح فقہ اکبر علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(وقد كانت منهم) أي من بعض الأنبياء قبل ظهور مراتب النبوة أو بعد ثبوت مناقب الرسالة (زلات) أي تقصيرات (وخطيئات) أي عثرات بالنسبة إلى ما لهم من علي المقامات وسنيِّ الحالات كما وقع لآدم عليه الصلاة والسلام في أكله من الشجرة على وجه النسيان، أو ترك العزيمة واختيار الرخصة ظنًا منه أن المراد بالشجرة المنهيّة المُشار إليها بقوله تعالى: ﴿ولا تقربا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ﴾ هي الشخصية لا الجنسية فأكل من الجنس لا من الشخص بناءً على الحكمة الإلٰهيّة ليُظهر ضعف قدر البشرية وقوة اقتضاء مغفرة الربوبية، ولذا ورد حديث: (لو لم تذنبوا لجاء الله بقوم يذنبون فيستغفرون فيغفر الله لهم)، وبسط هذا يطول فنعطف عن هذا القول، وهذا ما عليه أكثر العلماء خلافًا لجماعة من الصوفية،

وطائفة من المتكلمين حيث منعوا السهو والنسيان والغفلة، وأما قوله ﷺ (انه ليغان على قلبي، وإني لأستغفر الله في اليوم مائة مرة)، فقال الرازي في التفسير الكبير: اعلم أن الغين يغشي القلب فيغطيه بعض التغطية وهو كالغيم الرقيق الذي يعرض في الهواء، فلا يحجب عين الشمس، ولكن يمنع كمال ضوئها، ثم ذكروا لهذا الحديث تأويلات.

(ترجمہ) بعض حضرات انبیاء کرام سے ظہور مراتبِ نبوت سے قبل یا ثبوت مناقب رسالت کے بعد کچھ زلات وخطیئات صادر ہوئیں باوجودیکہ وہ اپنے اعلیٰ مقامات اور اونچے احوال پر پہنچے ہوئے تھے، جیسا کہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام بطور نسیان کے درخت کا پھل کھانا واقع ہوا یا انہوں نے ترک عزیمت اور رخصت کو اختیار کیا تھا اس گمان پر کہ وہ درخت سے جس سے منع کیا گیا ہے وہ ایک مخصوص ومتعین درخت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "ولا تقربا هذه الشجرة" اس میں مخصوص درخت مراد ہے نہ کہ جنس درخت، چنانچہ آپؑ نے جنس درخت سے تناول کیا نہ کہ مخصوص درخت سے اس حکمت الہیہ کی بنیاد پر تاکہ ضعف قدر بشریت اور قوت اقتضاء مغفرت ربوبیت ظاہر ہو، اسی لحاظ سے یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

"لو لم تذ نبوا لجاء الله بقوم يذنبون فيستغفرون فيغفر الله لهم"

(اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم لائیں گے جو گناہ کریں گے پھر استغفار کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیں گے (تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفت مغفرت کا ظہور ہو))

اس مضمون کی تفصیل تو طویل ہو گی ہم اسی پر اس کو ختم کرتے ہیں، یہ وہ موقف ہے جس پر اکثر علماء کا مذہب ہے، جماعت صوفیہ اور بعض علماء علم کلام سہو نسیان اور غفلت کو بھی ممنوع قرار دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے

"انه ليغان على قلبي واني استغفر الله في اليوم مائة مرة."

(شیطان مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں)

تفسیر کبیر میں امام رازی نے لکھا ہے کہ "غین" دل پر پردہ ڈالتا ہے اور کچھ حصہ کو چھپالیتا ہے جیسے باریک بادل جو فضاء میں نمودار ہو خاص سورج کو تو نہیں چھپاتا لیکن اس کی کمال روشنی کو چھپادیتا ہے۔

اس حدیث کی بھی علماء نے کئی توجیہات ذکر کی ہیں۔

کتاب اصول الدین میں امام ابو منصور عبد القاہر بغدادی (م ۴۲۹ھ) لکھتے ہیں :

اجمع اصحابنا علی وجوب کون الانبیاء معصومین بعد النبوة عن الذنوب کلها، واما السهو والخطأ فلیسا من الذنوب فلذا ساغا علیهم، وقد سهی نبینا صلی الله علیه وسلم فی صلوة حتی سلم من الرکعتین ثم بنی علیها و سجد سجدتی السهو، واجازوا علیهم الذنوب قبل النبوة وتأولوا علی ذلك کل ما حکی فی القرآن من زنوبهم ...... وانما یصح عصمتهم علی اصولنا اذا قلنا ان الله عزوجل اقدرهم علی الطاعة دون المعاصی فصاروا بذلك معصومین عن المعاصی اهـ (اصول الدین ص: ۱٦۷، ۱٦۸، ۱٦۹)

(ترجمہ) ہمارے اصحاب (اہل سنت والجماعت) نے انبیاء علیہم السلام کے بعد از نبوت تمام گناہوں سے معصوم تسلیم کیا ہے، سہو وخطاء گناہوں میں سے نہیں ہیں اس لئے یہ ان سے واقع ہو سکتے ہیں، ہمارے نبی ﷺ بھی اپنی نماز میں بھول گئے اور اپنی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا پھر اس کو پورا کرتے ہوئے دو سجدہ سہو کئے۔ قبل از نبوت ظہور خطاء کو درست قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں بیان کردہ سب واقعات کو اسی پر مبنی قرار دیا ہے۔

انبیاء کرام کی عصمت ہمارے اصول کے مطابق اس وقت ثابت ہو گی جب ہم کہیں گے کہ اللہ عزوجل نے ان کو طاعت کی قدرت دی ہے معاص کی نہیں، اس اعتبار سے انبیاء کرام تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔

اضافہ از : امداد اللہ انور

احوال مصنف

نام نسب :

الشیخ، الامام، القدوہ، العلامۃ، المجتہد، شیخ الاسلام، موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ بن مقدام، المقدسی، الجماعیلی ثم الدمشقی الصالحی الحنبلی، "صاحب المغنی" ۵۴۱-۶۲۰ھ

پیدائش :

فلسطین کے علاقہ نابلس کی بستی جماعیل میں ۵۴۱ ھ میں ماہِ شعبان میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے اہل و عیال اور اقرباء کے ساتھ دس سال کی عمر میں اپنے وطن مالوف سے ہجرت کی۔ اس عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے اور علمی اشتغال میں بچپن ہی میں مصروف ہو گئے تھے۔ خط بڑا صاف ستھرا تھا۔ آپ علم کے دریاؤں اور دنیا کے ذہین ترین افراد میں سے تھے۔

اسفار علم :

آپ اور آپ کے ماموں زاد بھائی حافظ عبدالغنی ۵۶۱ ھ میں بغداد کی طرف طلبِ علم کو نکلے اور حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہ کی وفات سے چالیس دن پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور ان دنوں میں حضرت الشیخ کے پاس علمی اشتغال میں مصروف رہے اور آپ سے علم کی سماعت بھی کی۔

آپ کے سامنے مختصر الخرقی کا سبق شروع کیا جب سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی وفات ہو گئی تو امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے پھر رباطِ نعال کی طرف منتقل ہوئے اور علی ابن المنی کے پاس طلبِ علم میں مشغول ہو گئے ان سے تفقہ بھی حاصل کیا۔

بغداد میں چار سال گذارے فقہ، حدیث اور علمِ اختلافِ فقہاء کو پورے ضبط و اتقان کے ساتھ حاصل کیا پھر ۵۶۷ ھ میں رباط النعال سے دوسری طرف حصولِ علم کے لئے کوچ کیا۔

بغداد کے اساتذہ کرام :

(۱) شیخ مشائخنا سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (۲) الشیخ ھبۃ اللہ بن الحسن الدقاق (۳) الشیخ ابو الفتح بن البطی (۴) الشیخ ابو زرعہ بن طاہر (۵) الشیخ احمد بن المقرب (۶) الشیخ علی ابن تاج القراء (۷) الشیخ معمر بن الفاخر (۸) الشیخ احمد بن محمد الرجبی (۹) الشیخ حیدرۃ بن عمر العلوی (۱۰) الشیخ عبدالواحد بن الحسین البارزی (۱۱) الشیخ المبارک ابن محمد البادرائی (۱۲) الشیخ محمد بن محمد بن السکن (۱۳) الشیخ ابو شجاع محمد بن الحسین المادرائی (۱۴) الشیخ ابو حنیفہ محمد

بن عبید اللہ الخطیبی (۱۵) الشیخ یحییٰ بن ثابتؒ (۱۶) الشیخۃ خدیجۃ النہروانیہ (۱۷) الشیخۃ نفیسہ البزازہ (۱۸) الشیخۃ شہدۃ الکاتبۃ۔

بغداد کے اساتذۂ قراءت :

امام نافع کی قراءت آپ نے قاری ابو الحسن البطائحی کے پاس پڑھی اور قراءت ابو عمرو کو اپنے استاذ ابو الفتح بن المنیؒ سے حاصل کیا۔

اساتذۂ دمشق :

ابو المکارم بن الہلال اور دیگر حضرات

استاذ موصل :

خطیبِ موصل ابو الفضل الطوسی۔

اساتذۂ مکہ :

حضرت مبارک بن طباخ اور بھی بہت سے مشائخ تھے جن سے مکہ میں تحصیل علم فرمائی۔ اپنے والد صاحب سے بھی ۵۵۰ھ کے قریب قریب کافی کچھ حاصل کیا تھا۔

کبار تلامذہ :

(۱) الشیخ البہاء عبد الرحمٰن (۲) الشیخ الجمال ابو موسیٰ ابن الحافظ (۳) الشیخ ابن نقطہ (۴) الشیخ ابن خلیل (۵) الشیخ الضیاء (۶) الشیخ ابو شامۃ (۷) الشیخ ابن النجار (۸) الشیخ ابن عبد الدائم (۹) الشیخ الجمال ابن الصیرفی (۱۰) الشیخ العز ابراہیم بن عبد اللہ (۱۱) الشیخ الفخر علی (۱۲) الشیخ التقی ابن الواسطی (۱۳) الشیخ الشمس ابن الکمال (۱۴) الشیخ التاج عبد الخالق (۱۵) الشیخ العماد ابن بدران (۱۶) الشیخ العز اسماعیل ابن الفراء (۱۷) الشیخ العز احمد بن العماد (۱۸) الشیخ ابو الفہم ابن نمیس (۱۹) الشیخ یوسف الغسولی (۲۰) الشیخۃ زینب بنت الواسطی اور دیگر بہت سی مخلوق نے آپ سے روایت حدیث کی ہے۔ آپ کے ان تمام شاگردوں میں سب سے اخیر میں احمد بن مؤمن التقی تھے جو مؤلفِ کتاب امام ابن قدامہ کے سامنے بیٹھ کر آپ سے احادیث کی روایت کرتے تھے۔

مناقب :

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **کان عالم اھل الشام فی زمانہ** اور دوسری جگہ فرماتے ہیں **کان من بحور العلم و اذکیاء العالم**۔

ابن النجار فرماتے ہیں جامع دمشق میں آپ امام الحنابلہ تھے، معتمد، حجت اور ذہین تھے، اونچے فضل کے مالک تھے، صاف ستھرے پرہیزگار عابد تھے، اسلاف کا نمونہ تھے، نور اور وقار چھایا

رہتا تھا، آپ کی گفتگو سننے سے پہلے آپ کی زیارت سے ہی انسان نفع اٹھالیتا تھا۔
عمرو بن الحاجب فرماتے ہیں هو امام الأئمة و مفتي الأمة، خصه الله بالفضل الوافر والخاطر الماطر والعلم الكامل، طنت بذكره الامصار و ظنت بمثله الآثار اخذ بمجامع الحقائق العقلية والنقليه – إلى ان قال – وله المؤلفات الغزيرة. وما اظن الزمان يسمع بمثله، متواضع، حسن الاعتقاد، ذوأناة وحلم و وقار، مجلسه معمور بالفقهاء والمحدثين، و كان كثير العبادة، دائم التهجد، لم نر مثله ولم ير مثل نفسه.
ترجمہ: ”آپ اماموں کے امام تھے، امت کے مفتی تھے، اللہ نے آپ پر وافر فضل فرمایا تھا، اور سیال طبیعت بنایا تھا، علم کامل دیا تھا، آپ کے ذکر سے شہروں کے شہر بھرے ہوئے ہیں، اور زمانے آپ کی مثل لانے سے خالی ہو گئے، آپ نے تمام حقائق عقلیہ اور نقلیہ کی گہرائیوں کو حاصل کر لیا تھا، آپ کی عظیم الشان کتابیں ہیں، زمانہ کو اس جیسا عظیم الشان آدمی شاید نہیں ملے گا، متواضع تھے، حسن اعتقاد تھا، حوصلہ، تدبر اور وقار تھا، مجلس فقہاء اور محدثین سے آباد ہوتی تھی، کثرت سے عبادت کرتے تھے، دائمی تہجد گذار تھے، ہم نے ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا دیکھا ہو گا“
شیخ الضیاء نے آپ کی سیرت پر مشتمل دو جلدیں تصنیف فرمائیں۔

حلیہ:

پورے قد کے تھے، سفید رنگ کے تھے، چمکدار چہرہ، سیاہ اور موٹی آنکھیں گویا کہ نور ان کے حسن کی وجہ سے چہرہ سے ضیاء پاشی کر رہا ہوتا تھا، چوڑی پیشانی، لمبی داڑھی، اونچی ناک، ملے ہوئے ابرو، چھوٹا سر، ملائم ہاتھ پاؤں، نحیف جسم اور اپنے تمام حواس سے نفع اٹھانے والے تھے۔
حافظ ضیاء فرماتے ہیں میں نے خواب میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی زیارت کی تو میرے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا تو میں نے کہا یہ ”الخرقی“ میں ہے تو انہوں نے فرمایا تمہارے صاحب موفق (ابن قدامہ) نے شرح الخرقي میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔
ضیاء فرماتے ہیں ابن قدامہ تفسیر میں بھی امام تھے حدیث میں بھی اور اس کی مشکلات میں بھی، فقہ میں بھی امام تھے بلکہ فقہ میں یکتائے زمانہ تھے علم اختلاف فقہاء کے بھی امام تھے علم فرائض میں منفرد حیثیت رکھتے تھے اصول فقہ میں امام تھے۔ نحو، حساب، نجوم اور سیارات اور علم المنازل کے بھی امام تھے۔ میں نے داود بن صالح المقری سے سنا انہوں نے ابن المنی سے سنا جبکہ ان کے پاس ابن قدامہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جب یہ جوان بغداد سے چلا جائے گا اس کی بڑی احتیاج ہو گی۔

بھاء عبدالرحمٰن فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابن المنی ابن قدامہ سے فرماتے تھے جب تو بغداد سے جائے گا تو تیری مثل بغداد میں کوئی نہیں رہے گا۔
میں نے محمد بن محمود الاصبھانی سے کہتے ہوئے سنا شیخ ابن قدامہ جیسا آدمی کسی نے نہیں دیکھا ہو گا۔
مفتی ابو عبید اللہ عثمان بن عبدالرحمان الشافعی سے میں نے سنا جو موفق ابن قدامہ کے بارے میں فرما رہے تھے میں نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ آپ ابن قدامہ کے فتاوی کی تائید کرتے تھے۔
میں نے مفتی ابوبکر محمد بن معالی بن غنیمہ سے کہتے ہوئے سنا ہم اپنے زمانہ میں کسی کو نہیں جانتے جو درجۂ اجتھاد کو پہنچا ہو سوائے موفق کے۔
میں نے حافظ ابو عبداللہ الیونینی کو کہتے ہوئے سنا تمہیں ہمارے شیخ اور سردار موفق الدین کے احوال کا بھی علم ہے اب تک جو میرا خیال ہے جن لوگوں کو بھی میں نے دیکھا ہے ان میں سے کوئی شخص بھی علوم اور صفات حمیدہ کے کمال میں اس درجہ کو نہیں پہنچا آپ صورت اور معنی دونوں میں کامل تھے حسن کے اعتبار سے احسان کے اعتبار سے اور سرداری کے اعتبار سے اور علوم مختلفہ اور اخلاق جمیلہ کے اعتبار سے میں نے آپ سے ایسے ایسے اعمال دیکھے ہیں جو بڑے بڑے اولیاء کو عاجز کر دینے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "ما انعم اللّٰہ علی عبد نعمة افضل من ان یلھمہ ذکرہ" (اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندہ پر اس کو اپنی یاد کے دل میں ڈالنے سے افضل نعمت عطاء نہیں کی) اس حدیث کی بنیاد پر میں نے کہا ذکر کا القاء کرامات سے افضل ہے اور افضل ذکر وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور وہ ہے علم و سنت کی تعلیم اور اس سے بھی بڑھ کر زیادہ حسین و جمیل عادت اور طبیعت کا مقصودِ ذکر کے تابع ہونا ہے جیسے حلم، کرم، عقل اور حیاء۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات شریف کو شریف الخلق فطرت پر پیدا فرمایا تھا اور مکارم اخلاق سے ان کو مالا مال کر دیا تھا اور نعمتوں کی فراوانی کی تھی اور ہر حال میں آپ کے ساتھ لطف و عنایت کا معاملہ کیا تھا۔
ضیاء فرماتے ہیں موفق الدین جس کسی سے بھی مناظرہ کرتے تبسم سے پیش آتے تھے۔
کہا جاتا ہے کہ حضرت موفق الدین رحمہ اللہ نے حضرت ابن فضلان الشافعی رحمہ اللہ سے۔ مناظرہ کیا یہ مناظرہ میں ضرب المثل تھے مگر شیخ موفق نے ان کو لاجواب کر دیا۔
ضیاء فرماتے ہیں آپ نماز خشوع سے اداء کرتے تھے۔ فجر، مغرب اور عشاء کی سنتیں گھر میں نہیں پڑھتے تھے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان سورت سجدہ، سورۃ یٰس، سورۃ دخان اور سورۃ ملک کی نماز میں تلاوت کرتے تھے۔ کبھی ان کو ترک نہیں کرتے تھے۔ سحری کے وقت نماز تہجد میں قرآن شریف کا ساتواں حصہ تلاوت کرتے تھے اور بسا اوقات اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔ آپ کی آواز بھی خوبصورت تھی۔

جہاد :

امام ابن قدامہ نے صلیبیوں کے مقابلہ میں جہاد میں شرکت کی۔ بہاء عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ آپ بڑے بہادر تھے دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے تھے ایک دفعہ آپ کی ہتھیلی پر زخم بھی لگ گیا تھا۔ میں نے آپ کو قلعۂ صفد پر دیکھا جب ہم کفار پر تیر اندازی کر رہے تھے آپ تیر کو کمان میں رکھ رہے تھے اور کافر کو دیکھ رہے تھے کہ وہ تیر اندازی کر رہا ہے تو ڈھال سے بچاؤ کرتے تھے انہوں نے کئی مرتبہ ایسا کیا خود تیر اندازی نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان کو موقعہ نہ ملتا۔

اولاد :

آپ کی شادی اپنی پھوپھی زاد مریم سے ہوئی جس سے ابوالمجد عیسی، ابوالفضل محمد، ابوالعز یحیی، اور فاطمہ پیدا ہوئے اور مجد سے آپ کی اولاد چلی۔ پھر انہوں نے ایک لونڈی رکھی پھر دوسری رکھی پھر عزیہ نامی خاتون سے نکاح کیا یہ خاتون آپ سے پہلے وفات پا گئیں۔

وفات :

اور آپ بھی عیدالفطر کے دن ہفتہ کے یوم خالق حقیقی کو جا ملے۔ اگلی صبح ۶۲۰ھ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ جنازہ میں نمازیوں کی اتنی کثرت تھی جن کا شمار نہ ہوتا تھا۔ آپ اپنے گھر میں ہی فوت ہوئے تھے۔ غسل دینے میں آپ کے شاگرد ضیاء بھی شریک تھے۔

تصانیف :

(۱) المغنی شرح به مختصر الخرقی فی الفقه، مشهور متداول لم یصنف مثله (مطبوع — ۱۰ جلد)
(۲) الکافی فی الفروع (۴ جلد)
(۳) المقنع (مطبوع — ۲ جلد)
(۴) العمدة (عمدة الاحکام) (چھوٹی سی جلد)
(۵) قنعة الاریب فی الغریب (مختصر جلد)
(۶) الروضة فی الاصول (ایک جلد) (مطبوع)
(۷) الرقة (مخطوط — ۱ جلد)
(۸) التوابین (ایک جلد)
(۹) التبیین فی انساب القریشیین —او— نسب قریش (مختصر جلد)
(۱۰) الاستبصار فی نسب الانصار —او— نسب الانصار (جلد)

(۱۱) مختصر الهدية	(ایک مختصر جلد)
(۱۲) القدر	(۲ جزء)
(۱۳) مسئلة العلو	(رساله)
(۱٤) المتحابين	(مخطوط–رساله)
(۱۵) الاعتقاد–او–لمعة الاعتقاد	(مطبوع–رساله)
(۱٦) البرهان فی مسئلة القرآن	(رساله)
(۱۷) ذم التاويل	(مطبوع–رساله)
(۱۸) فضائل الصحابة	(۲ جزء)
(۱۹) فضل العشير	(رساله)
(۲۰) عاشوراء	(چند اجزاء)
(۲۱) مشيخة	(۲ جزء)
(۲۲) الوصية	(ایک جزء)
(۲۳) مختصر العلل للخلال	(ایک جلد)
(۲٤) ذم الواسوس–او–ذم الموسوسين	(مطبوع–رساله)
(۲۵) تحريم النظر فی كتب اهل الكلام	
(۲٦) غريب الحديث	
(۲۷) مقدمة فی الفرائض	
(۲۸) منهاج القاصدين فی فضائل الخلفاء الراشدين	
(۲۹) ذم ماعليه مدعو التصوف	(مطبوع)

تفصیلی حالات کیلئے دیکھئے:

الأعلام ج ٤ ص:٦٧، مختصر طبقات الحنابلة ٤٥، المقصد الأرشد، البداية والنهاية ۱۳:۹۹–شذرات الذهب ۵:۸۸، ۹۲، فوات الوفيات: ۱/٤۳۳–٤۳٤، BROCK.S. 1:688، الفهرس التمهيدی ۱۲۷، ۳٦۰، دار الكتب ۸:۸٦، مرآة الزمان ۸:٦۲۷، ذيل الطبقات ۲:۱۳۳–۱۳۹، الكتبخانه ۵:٦۰، ۷:۱۸۹، معجم البلدان: ۲/۱۱۳–۱۱٤، التقييد لابن نقطة، الورقه ۱۳۲، تكملة المنذری: ۳/الترجمة ۱۹٤٤، ذيل الروضتين لابی شامة: ۱۳۹، تلخيص ابن الفوطی: ۵/الترجمة ۱۹٦۲، تاريخ الاسلام للذهبی، الورقه ۲۵۹ (باريس ۱۵۸۲) (= الورقة ۲۰٤–۲۱۳ أيا صوفيا بخطه)، العبر: ۵/۷۹، المختصر المحتاج اليه: ۲/۱۳٤–۱۳۵، دول الاسلام: ۲/۹۳، ذيل التقييد للفاسی: الورقة ۱۷۰، عقد الجمان للعينی: ۱۷/الورقة ٤٤۰، التاج المكلل للقنوجی: ۲۲۹–۲۳۱، سير اعلام النبلاء ۲۲/۱٦۵–۱۷۳، هدية العارفين: ٤۵۹.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الكريم الوهاب ، الرحيم التواب، غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ،يحب التوابين والمتطهرين، ويغفر للمنيبين والمستغفرين، ويقيل عثرات العاثرين، ويقبل اعتذار المعتذرين فله الحمد كثير اطيبا مباركا فيه ، كما ينبغي لكرم وجهه وعز جلاله.

وصلى الله على نبيه وصفيه محمد خاتم الأنبياء وسيد الأصفياء، وعلي آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو کریم ہے اور بہت عطاؤں والا ہے نہایت رحم کرنے والا ہے توبہ قبول کرنے والا ہے، گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ سخت عذاب دینے والا ہے توبہ کرنے والون اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اپنی طرف رجوع کرنے والوں اور مغفرت طلب کرنے والوں کو بخشتا ہے۔ اور لغزش کرنے والوں کی لغزشوں سے درگزر کرتا ہے، معذرت پیش کرنے والوں کے عذر کو قبول کرتا ہے۔ اسی کے لئے ہیں تمام تعریفیں، بہت زیادہ اور بابرکت جیسا کہ اس کی ذات کے کرم کے مناسب ہے اور درود ہو اس کے برگزیدہ نبی حضرت محمد ﷺ پر جو خاتم الانبیاء ہیں اور چنے ہوئے بندوں کے سردار ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہؓ پر اور بہت زیادہ سلام ہو۔

اس کتاب میں میں نے توبہ کرنے والوں کے کچھ واقعات ذکر کئے ہیں۔ ان کے واقعات کا شوق دلانے اور ان کے حالات میں ترغیب دینے اور ان کی پیروی کرنے کے لئے۔ اس کی ابتداء میں نے فرشتوں کی توبہ سے کی ہے۔ پھر انبیاء کی توبہ کو ذکر کیا۔ پھر پہلی امتوں کے بادشاہوں کی توبہ کو۔ پھر پہلی امتوں کی توبہ کو پھر پہلی امتوں کے چند لوگوں کی توبہ کو۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی توبہ کو۔ پھر اس امت کے بادشاہوں کی توبہ کو پھر باقی لوگوں کی توبہ کو ذکر کیا۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہماری توبہ کو قبول کرے اور ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور ہماری زبانوں کو سچ کی توفیق دے اور ہمارے دلوں کے کینے کو کھینچ لے۔

توبہ کرنے والے فرشتوں کا ذکر

ھاروت اور ماروت کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ [۱] "کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اس میں اور خون ریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں آپ کی تعریف کی اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے" (بیان القرآن ص ۷ ج ۱)

فرشتے کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! ہم انسان سے بڑھ کر تیری اطاعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا: دو فرشتے لے آؤ ہم انہیں زمین پر اتارتے ہیں پھر ہم دیکھتے ہیں وہ کیسے عمل کرتے ہیں فرشتوں نے کہا "اے ہمارے رب" یہ ھاروت و ماروت حاضر ہیں ان دونوں (میں انسانی فطرت رکھ کر) ان کو زمین پر اتارا گیا پھر انسانوں میں سے سب سے زیادہ حسین عورت زُھرہ کو ان کے سامنے لایا گیا وہ دونوں فرشتے اس کے پاس آئے اور نفسانی خواہش کا مطالبہ کیا اس عورت نے جواب دیا اللہ کی قسم ہرگز نہیں یہاں تک کہ تم شرک کرلو تو یہ مطالبہ پورا کیا جائے گا فرشتوں نے کہا "اللہ کی قسم! ہم کبھی بھی شرک نہیں کریں گے" وہ عورت چلی گئی پھر ایک بچے کو اٹھا کر لائی انہوں نے پھر نفسانی خواہش کا مطالبہ کیا اس عورت نے کہا اللہ کی قسم ہرگز نہیں یہاں تک کہ اس بچے کو قتل کردو تو مطالبہ پورا کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم اس کو کبھی قتل نہیں کریں گے۔ وہ عورت چلی گئی پھر شراب کا ایک پیالہ اٹھا کر لائی انہوں نے پھر اس سے

---

[۱] سورۃ البقرہ آیت ۳۰۔

نفسانی خواہش کا مطالبہ کیا اس نے کہا اللہ کی قسم ہر گز نہیں یہاں تک کہ تم اس شراب کو پی لو تو مطالبہ پورا کیا جائے گا انہوں نے اس گناہ کو ہلکا سمجھتے ہوئے قبول کر لیا اور شراب پی لی تو انہیں نشہ آگیا نشے کی حالت میں اس سے جماع کر لیا اور بچے کو قتل کر دیا جب ہوش میں آئے تو اس عورت نے کہا کہ جس کام کا تم نے انکار کیا تھا اللہ کی قسم تم نے نشہ میں اس کام کو کر لیا۔ اس جرم کی سزا میں انہیں دنیا اور آخرت کی سزا میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کی سزا کو چُن لیا۔ ۲؎

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ نشہ سے ہوش میں آئے تو اللہ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے انہیں روتا ہوا دیکھ کر خود بھی رونے لگے اور کہنے لگے یہ کیسی آزمائش ہے کہ جس کے غم اور سختی نے تمہیں ہلاک کر دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا بے شک تمہارے رب نے تمہیں اس بات کا اختیار دیا ہے (کہ اگر چاہو تو) دنیا کے عذاب کو اختیار کر لو اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی مشیئت کے سپرد ہو جاؤ وہ چاہے تو تمہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو تم پر رحم کرے اور اگر چاہو تو (تم پر) آخرت کا عذاب ہو۔ انہوں نے سوچا کہ دنیا ایک نہ ایک دن ختم ہو جانے والی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں لہٰذا انہوں نے دنیا کی سزا کو ترجیح دی۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ دونوں فارس کے شہر بابل میں زمین کے نیچے دو پہاڑوں کے درمیان ایک غار میں لٹکے ہوئے ہیں روزانہ صبح شام قیامت تک ان کو عذاب دیا جاتا رہے گا۔

جب فرشتوں نے یہ منظر دیکھا تو بیت المعمور کے گرد پھڑ پھڑانے لگے پھر یہ دعا کرنے لگے ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِوُلْدِ آدَمَ'' اے اللہ! اولادِ آدم کی مغفرت فرما۔ اس بات سے تعجب کرتے ہوئے کہ اولادِ آدم خواہشات اور لذات کے باوجود کیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرتے ہیں۔ کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت وَالْمَلٰئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ

۲ - مسند احمد ص ۱۳٤ ج ۲، ابن حبان کتاب التفسیر ص ٤۲٥.

(آیۃ) ۳ ؎
''اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں زمین والوں کے لئے''اس آیت سے فرشتوں کی یہی استغفار مراد ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ اپنے میں سے تین معزز فرشتوں کو لے آؤ۔ فرشتوں نے عزرا، عزرائیل اور عزوی ان تین فرشتوں کا انتخاب کر کے پیش کیا۔ ان فرشتوں کو انسان کی شکل و صورت اور طبیعت و مزاج میں بنا کر زمین پر اتارا گیا۔ عزرا فرشتے نے سوچ کر آزمائش کو پہچان لیا اور یہ یقین کر لیا کہ اس آزمائش میں پورا اترنا میرے بس کی بات نہیں اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا تو اللہ نے اس کا عذر قبول کیا اور در گزر فرمادیا۔
بیان کیا جاتا ہے کہ اس فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے اس کے بعد اپنا سر کبھی اوپر نہیں اٹھایا۔ ۴ ؎
ربیع بن انس کی روایت ہے کہ ھاروت اور ماروت سے جس وقت نشہ جاتا رہا تو انہوں نے اپنے گناہ کو سمجھ لیا اور شرمندہ ہوئے اور آسمان پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو نہ چڑھ سکے اور نہ ہی اس کی اجازت دی گئی پھر لمبا عرصہ روتے رہے اور اپنے عمل پر غمگین ہوئے پھر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آ کر کہا کہ ہم نے آسمان میں آپ کی خیر کے تذکرے سنے تھے ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے۔
حضرت ادریس علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی جو قبول ہوئی اور دنیا و آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا۔
ایک روایت میں یہ ہے جب فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۵ ؎ ﴿کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اس میں اور خون ریزیاں کریں گے﴾ تو اپنے

---

۳ ؎ سورۃ الشوریٰ آیت ۵.
۴ ؎ حافظ ابن کثیر فی تفسیرہ ص ۱۴۰ ج ۱
۵ ؎ سورۃ البقرہ آیت ۳۰.

اعتراض سے معذرت کرنے کے لئے چار ہزار سال تک عرش کے ارد گرد چکر لگاتے رہے۔ ۱۵؎

۱۵؎ ان سب واقعات کی تفصیل میری کتاب ''فرشتوں کے عجیب حالات'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ سیوطی، حافظ ابن حجر اور دیگر کئی محدثین نے اس واقعہ کے وقوع کو صحیح کہا ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر وغیرہ اس کو اسرائیلی روایات کے تحت لا کر اس کو عصمت ملائکہ کے خلاف گردانتے ہیں۔ (امداد اللہ انور)

انبیاء علیہ السلام کی توبہ کے واقعات

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا واقعہ :

ابنِ سماک کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن ذرّ نے حضرت مجاہد سے بیان کیا کہ آدم علیہ السلام نے جب درخت کھالیا تو تاج اور ہار کے علاوہ جنت کی ساری کی ساری زینت جاتی رہی جنت کے درخت کے جس پتے کے ساتھ چھپتے تو وہ پتہ گر جاتا۔ حضرت حواء علیہا السلام کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا "اللہ کے پڑوس سے نکلنے کے لئے تیار ہو جا۔ یہ گناہ کی پہلی نحوست ہے"۔ حضرت حواء علیہا السلام نے کہا: اے آدم! میرا تو یہ خیال ہی نہ تھا کہ کوئی اللہ کے نام پر بھی جھوٹی قسم کھائے گا یہ اس لئے کہا کہ شیطان نے درخت کیلئے اُن کے سامنے قسم کھائی تھی اور آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے شرم کی وجہ سے جنت میں بھاگنے لگے۔ ایک درخت نے اپنی ٹہنیوں میں انہیں پھنسالیا۔ آدم علیہ السلام نے خیال کیا کہ جُرم کی سزا جلدی دے دی گئی لہذا سر کو جھکا کر اَلْعَفْو اَلْعَفْو ﴿اے اللہ! معاف کر دے، اے اللہ! معاف کر دے﴾ کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم کیا تو مجھ سے بھاگ رہا ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے آقا! تجھ سے شرم کی وجہ سے بھاگ رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو بھیجا کہ آدم اور حواء علیہا السلام کو میرے پڑوس سے نکال دو کیونکہ انہوں نے میری نافرمانی کی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے سر سے تاج اتارا اور میکائیل علیہ السلام نے ان کے گلے سے ہار اتارا۔ جب مقدس بادشاہی سے بھوک والی جگہ پر اترے تو گھٹنوں میں سر ڈال کر اپنی خطاء پر سو سال تک روتے رہے اتنے روئے کہ آنسوؤں سے زمین میں گھاس و درخت اُگ آئے اور گڑھوں میں آنسو جمع ہو گئے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سات ۷ دن ناراضگی کی حالت میں رہے ساتویں دن اللہ تعالیٰ نے انہیں غمگین

اور پریشانی کی حالت میں دیکھا تو فرمایا کہ اے آدم! یہ کیسی آزمائش ہے جس کے اندر میں تمہیں دیکھ رہا ہوں جس کی سختی اور مصیبت نے تجھے کمزور کر دیا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے معبود! میری مصیبت بڑھ گئی میری خطاء نے مجھے گھیر لیا مجھے اپنے رب کی بادشاہت سے نکال دیا گیا۔ عزت کے بعد رسوا ہو گیا۔ نیک بختی کے بعد بدبخت ہو گیا۔ آرام وراحت کے بعد مشقت میں پڑ گیا۔ عافیت کے بعد آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ اطمینان وسکون کی جگہ چھوڑ کر فنا ہونے والی جگہ پر پہنچ گیا۔ امن کی جگہ چھوڑ کر دھوکے کی جگہ میں پہنچ گیا۔ اب میں اپنی خطاء پر کیسے نہ روؤں میرا دل کیسے غمزدہ نہ ہو؟ یاالٰہی! میرے لئے اس مصیبت و آزمائش کا ازالہ کیسے ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! میں نے تجھے اپنے لئے چنا اور تجھے اپنے گھر میں ٹھہرایا اپنی مخلوق میں سے تجھے منتخب کیا۔ تجھے خاص عزت سے نوازا۔ تجھ میں اپنی محبت ڈالی۔ اپنی ناراضگی سے تجھے دور رکھا۔ کیا میں نے تجھے اپنے دستِ قدرت سے نہیں چھوا؟ اپنی رُوح تیرے اندر پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کرایا۔ اپنی جنت کے درمیان میں تجھے اپنا پڑوسی بنایا۔ میرے کرم کی بدولت جہاں تیرا جی چاہتا تو وہاں پھرتا تھا تو نے میرے حکم کو توڑا اور میرے عہد کو بھلا دیا۔ میری وصیت کو چھوڑ دیا۔ پس تو میری سزا سے کس طرح ناواقف بن رہا ہے۔ میری عزت و میرے جلال کی قسم! اگر روئے زمین تیرے جیسے انسانوں سے بھر جائے جو دن رات لگاتار میری تسبیح کریں اور ذرا بھی سستی نہ کریں پھر وہ میری نافرمانی کر لیں تو میں ان کو نافرمانوں کے گروہ میں لکھ دوں گا اور سن لے میں نے تیرے ضعف پر رحم کیا اور تیری لغزش سے درگزر کیا اور تیری توبہ کو قبول کیا۔ تیری عاجزی کو سن لیا اور تیرے گناہوں کو معاف کر دیا (اب) تو یہ کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَعَمِلْتُ السُّوْءَ فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے میرے معبود! تو پاک ہے اور میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور برا عمل کیا تو میری توبہ

قبول فرما بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ﷺ آدم علیہ السلام نے یہ کلمات کہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا : یہ کلمات کہو لَآ اِلٰہ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَعَمِلْتُ السُّوْءَ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. ﷺ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے میرے معبود! تو پاک ہے اور میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور برا عمل کیا تو مجھے بخش دے بے شک تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ﷺ آدم علیہ السلام نے یہ کلمات کہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کلمات کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَعَمِلْتُ السُّوْءَ فَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن. ﷺ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے میرے معبود! تو پاک ہے اور میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور برا عمل کیا تو مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ﷺ

راوی کے بقول آدم علیہ السلام کا غم اور رونا اس قدر زیادہ ہو گیا کہ فرشتے بھی رونے لگے اور غمزدہ ہوئے اور آدم علیہ السلام دو سو سال تک جنت (سے نکالے جانے) پر روتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کا ایک خیمہ ان کی طرف بھیج دیا جو بیت اللہ کی جگہ پر کعبہ کی تعمیر سے پہلے گاڑ دیا گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ کا واقعہ :

حضرت وھیب بن الورد بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے کے بارے میں اظہار ناراضگی ان کلمات کے ساتھ فرمایا "اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۶ ؎ ﷺ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادان نہ بن جاؤ (بیان القرآن ص ۴۸ - ج ۵) ﷺ تو نوح علیہ السلام تین سو سال تک روتے رہے اتنا روئے کہ ان آنکھوں کے نیچے رونے کی کثرت سے نالیاں بن گئیں۔ ۷ ؎

---

۶ ؎ سورۃ ھود آیت ۴٦ .

۷ ؎ رواہ احمد فی الزھد ص ٦٦ .

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ کا واقعہ :

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کا کلام سنا تو دیکھنے کی تمنا کی اور عرض کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ ﴿اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو سو اگر یہ اپنی جگہ پر قرار رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے﴾ (بیان القرآن ص ۳۹-ج ۴)

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے معتبر راوی نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عمران کے بیٹے! مجھے کوئی دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تیرا کوئی شریک نہیں میں تجھے دیکھ کر مر جاؤں یہ مجھے بن دیکھے زندہ رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اے میرے رب! اس عرض کو پورا فرما کر مجھ پر اپنی نعمتِ فضل اور احسان کو کامل فرما اس کے بعد (بے شک) مر جاؤں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والے اللہ نے جب موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کے پورا کرانے پر حرص دیکھی تو فرمایا: جاؤ۔ پہاڑ کی چوٹی پر پڑے ہوئے پتھر کو دیکھ کر اس پر بیٹھ جاؤ میں اپنا لشکر تمہارے سامنے اتاروں گا موسیٰ علیہ السلام جب بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے لشکر دکھلائے اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دنیا کے فرشتوں کو حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جائیں وہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سے اس طرح گزرے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں ان کی آوازیں بجلی کی گرج کی طرح بلند تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے آسمان کے فرشتوں کو حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جائیں وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے اس طرح گزرے کہ جن کے رنگ مختلف تھے، چہرے اور پر بڑے بڑے، بعض شیر جیسے تھے جن کی آوازیں اللہ کی تسبیح میں بلند تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام انہیں دیکھ کر گھبرا گئے اور عرض کی

اے میرے رب! میں اپنے سوال پر شرمندہ ہوں۔ اے میرے رب! کیا میں اس جگہ سے نجات پا سکوں گا ان میں سے بڑے فرشتے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اپنے سوال پر صبر کر۔ جو کچھ تو دیکھے گا اس میں سے بہت تھوڑا تو نے دیکھا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے تیسرے آسمان کے فرشتوں کو حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جاؤ اتنے فرشتے اترے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مختلف رنگوں میں جن کے رنگ آگ کے شعلوں کی طرح تھے جن کی آوازیں تسبیح و تہلیل میں گرج رہی تھیں موسیٰ علیہ السلام کا خوف بڑھ گیا اور زندگی سے نااُمید ہونے کا یقین کر لیا۔ ان میں سے بڑے فرشتے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے ابنِ عمران! تو صبر کر، تاکہ جس چیز پر صبر نہیں ہو سکتا اسے تو دیکھ لے۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان تک کے فرشتے مختلف رنگوں اور شکلوں میں آتے رہے فرشتوں کی ایک جماعت ایسی آئی جن کے نور کی تیزی آنکھوں کی بینائی کو ختم کر دے جن کے پاس نیزے تھے ہر ایک نیزہ کھجور کے لمبے درخت کے برابر لمبا اور سورج سے زیادہ چمکدار تھا۔

موسیٰ علیہ السلام بلند آواز سے رو رو کر کہہ رہے تھے اے میرے رب! تو مجھے یاد رکھ۔ مجھے بھلا نہیں۔ میں تیرا بندہ ہوں مجھے ایسے لگتا ہے میں یہاں سے نجات نہیں پا سکوں گا اگر اس جگہ سے نکل گیا تو جل جاؤں گا اور اگر ٹھہرا رہا تو مر جاؤں گا۔ ان میں سے بڑے فرشتے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: عنقریب تیرا خوف بڑھ جائے گا اور تیرا دل اکھڑ جائے گا۔ اسی کے دیکھنے کے لئے تو بیٹھا ہے اور جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام اور ساتوں آسمانوں کے اور عرش و کرسی کو اٹھانے والے فرشتے اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آئے اور کہنے لگے اے خطاکار! خطاکار کے بیٹے۔ کس چیز نے تجھے اس چوٹی پر چڑھایا اور اپنے رب کو دیکھنے کی درخواست میں تو نے کیسے جرأت کی اور موسیٰ علیہ السلام رو رہے تھے اور ان کے گھٹنوں کے جوڑ آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے اکھڑ گئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی یہ حالت دیکھی تو انہیں اپنے عرش کا ایک

ستون دکھلایا جس سے موسیٰ علیہ السلام چمٹ کر مطمئن ہو گئے اسرافیل علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا : اے موسیٰ! ہم فرشتوں کے سردار ہیں اللہ کی قسم اللہ کے خوف سے ہماری آنکھیں ' جب سے ہم پیدا ہوئے ، عرش کی طرف نہیں اُٹھ سکیں اے کمزور بندے تجھے کس چیز نے اس پر ابھارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اسرافیل ! میں نے یہ پسند کیا میں اپنے رب کی وہ بڑائی پہچان لوں جسے میں نے اب تک نہیں پہچانا پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی طرف وحی کی کہ میں پہاڑ پر ظاہر ہونے والا ہوں تو ساتوں آسمان ' زمین ' پہاڑ ' سورج ' چاند ' ستارے ' بادل ' جنت ' جہنم ، فرشتے اور سمندر سارے کے سارے کانپ اٹھے اور سجدہ ریز ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کو دیکھ رہے تھے **فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا** ۸ ؎ ﴿پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے (بیان القرآن ص ۳۹- ج ۴)﴾ پتھر سے نیچے گرے اور پتھر ان کے اوپر آپڑا پتھر قبہ نما ہو گیا تاکہ موسیٰ علیہ السلام جل نہ جائیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے پتھر ہٹا کر کھڑا کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ**.

۹ ؎

﴿جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزّہ ہے میں آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے اس کا یقین کرتا ہوں (بیان القرآن ص ۳۹- ج ۴)﴾ یعنی میں اس بات کا یقین کرتا ہوں کہ دنیا میں آپ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک علیہ السلام نے

۸ ؎ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳ .

۹ ؎ سورۃ اعراف آیت ۱۴۳ .

فرمایا: داؤد علیہ السلام نے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک دن بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے 'ایک دن عبادت کے لئے 'ایک دن فیصلوں کے لئے اور ایک دن بیویوں کے لئے۔ ایک دن داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ تعلیم میں مشغول تھے اہلِ مجلس میں کسی نے کہا کہ کسی انسان پر بغیر گناہ کے کوئی دن نہیں گزر سکتا حضرت داؤد علیہ السلام نے دل میں خیال کیا آج میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کروں گا لہذا مجھ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہو سکے گی اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے داؤد! آزمائش دیکھنے سے پہلے اپنا بچاؤ اختیار کر لو۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں جھک کر زبور پڑھ رہے تھے روشندان سے ایک پرندہ داخل ہوتا ہوا ان کے سامنے آ کر بیٹھا جس کا جسم سونے کا تھا 'پَر موتیوں سے پروئے ہوئے ' چونچ زَبَرجَد کی اور پاؤں فیروزہ کے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دیکھ کر محسوس کیا کہ یہ جنتی پرندہ ہے۔ اس کی خوبصورتی سے بہت حیران ہوئے اور اپنے چھوٹے بیٹے کو دکھانے کے خیال سے پکڑنے کے لئے آگے بڑھے تو پرندہ ان سے دور ہو گیا اسے پکڑنے کے لئے بہلایا تو پھر بھی دور ہو گیا۔ داؤد علیہ السلام جوں جوں قریب ہوتے گئے پرندہ دور ہوتا گیا یہاں تک کہ زبور کو بند کر کے اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور اسے پکڑنے لگے تو وہ روشن دان میں جا بیٹھا۔ روشن دان سے پکڑنے لگے تو پرندہ روشن دان سے نکل کر باغ میں جا بیٹھا۔ داؤد علیہ السلام نے جھانک کر دیکھا تو ایک عورت باغ میں نہا رہی تھی وہ عورت داؤد علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق میں سب سے حسین لگی عورت نے ایک مرد کو اپنی طرف جھانکتے ہوئے دیکھا تو اپنے بال بکھیر کر اپنے جسم کو ڈھانپ لیا پھر داؤد علیہ السلام اپنی جگہ واپس لوٹے تو اس کی محبت دل میں بیٹھ گئی اس عورت کے بارے میں تحقیق کرنے کے لئے کسی کو بھیجا تو وہ عورت ''تشایع بنت حنانا'' تھی جو ''اوریائن صورا'' کی بیوی تھی جو بلقاء میں داؤد علیہ السلام کے بھانجے کے ساتھ ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بھانجے کو یہ خط لکھا کہ جب آپ کو میرا یہ خط ملے تو اوریا بن صورا کو تابوت اٹھانے اور لشکر سے آگے رہنے کا حکم کرو اور اس زمانے میں جو آگے بڑھتا تھا وہ واپس نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ شہید کیا جاتا یا اللہ اس کے ہاتھ میں فتح دیتا۔ (خط ملنے پر) امیر لشکر نے اوریا کو بلایا اور اسے خط پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا: جناب کا حکم سر آنکھوں پر پھر اس نے تابوت اٹھایا اور اپنے ساتھیوں سے آگے ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا داؤد علیہ السلام کو اس خبر کی اطلاع کی۔ جب عورت کی عدت پوری ہو گئی تو داؤد علیہ السلام نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں داؤد علیہ السلام نے جب تشایع بنت حنانا سے نکاح کیا اپنے عبادت خانے میں عبادت کے لئے خلوت نشین ہوئے تو یکایک ایک بلند آواز سنی ' دیکھا تو دو آدمی ان کے سامنے آبیٹھے۔ داؤد علیہ السلام دیکھ کر گھبرا گئے۔ ان دو آدمیوں نے کہا "لَاتَخَفْ خَصْمَانِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ۞[۱۰] ﴿کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہلِ معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ بتلا دیجئے (بیان القرآن ص ۴-ج ۱۰)﴾

داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی کہانی مجھے سناؤ ایک نے کہا اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ [۱۱] ﴿یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے سو یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے دے ڈال اور بات چیت میں مجھ کو دباتا ہے (بیان القرآن ص ۴-ج ۱۰)﴾

داؤد علیہ السلام نے فرمایا: لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِه وَاِنَّ كَثِيْرًا

۱۰- سورۃ ص آیت ۲۲۔

۱۱- سورۃ ص آیت ۲۳۔

مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلاَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۱۲ ؁ ﴿یہ جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں؟)(بیان القرآن ص ۴ ج ۱)

ایک روایت میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دونوں اپنی شکل میں ہو کر یہ کہتے ہوئے آسمان کی طرف اُڑ گئے کہ ایک آدمی نے اپنے خلاف فیصلہ کر دیا جب انہوں نے یہ کہا تو داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس سے میں ہی مراد تھا اس کے بعد چالیس سال تک سجدے میں پڑے رہے سوائے ضروری حاجت کے اپنا سر سجدے سے نہ اٹھایا اس عرصہ میں نہ کھاتے نہ پیتے صرف روتے رہتے تھے اتنے روئے کہ آپ کے سر کے گرد نباتات اُگ آئیں اور اپنے رب کو پکارتے رہے اور توبہ کا سوال کرتے رہے۔ اپنے سجدہ کے اندر یہ کلمات کہتے تھے۔

سُبْحَانَ خَالِقَ النُّورِ الْحَائِلِ بَيْنَ الْقُلُوْبِ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اِلٰهِىْ خَلَّيْتَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَ عَدُوِّىْ اِبْلِيْسَ فَلَمْ اَقُم لِفِتْنَتِهِ اِذَاانزَلَتْ بِىْ سُبْحَانَ خَالِق النُّورِ اِلٰهِىْ لَمْ اُفَارِق الزَّبُوْرَ وَلَمْ اَتَّعِظْ بِمَاوَعَظْتُ بِهٖ غَيْرِىْ اِلٰهِىْ اَمَرْتَنِىْ اَنْ اَكُوْنَ لِلْيَتِيْمِ كَالْاَبِ الرَّحِيْمِ وَلِلاَّرْمَلَةِ كَالزَّوْجِ الرَّحِيْمِ فَنَسِيْتُ عَهْدَكَ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اِلٰهِىْ بِاَىِّ عَيْنٍ اَنْظُرُ اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنَّمَا يَنْظُرُ الظّٰلِمُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِىٍّ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اِلٰهِىْ اَلْوَيْلُ لِدَاوُدَ مِنَ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ الَّذِىْ اَصَابَ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اِلٰهِىْ اَلْوَيْلُ لِدَاوُدَ اِذَا كُشِفَ عَنْهُ الْغِطَاءُ فَيُقَالُ هٰذَا دَاوُدُ الْخَاطِئُ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اِلٰهِىْ اَنْتَ الْمُغِيْثُ وَاَنَا الْمُسْتَغِيْثُ فَمَنْ يَدْعُوالْمُسْتَغِيْثُ اِلاَّ الْمُغِيْثُ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اِلٰهِىْ اِلَيْكَ فَرَرْتُ بِذُنُوْبِىْ وَاَعْتَرِفُ بِخَطِيْئَتِىْ فَلاَ تَجْعَلْنِىْ مِنَ الْقَانِطِيْنَ وَلاَ تُخْزِنِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ.

---

۱۲ ؁ سورة ص آیت ۲۴

اے نور کو پیدا کرنے والی دلوں کے درمیان حائل ہونے والی پاک ذات اے میرے معبود! میں نے اپنے اور اپنے دشمن ابلیس کے درمیان راستہ چھوڑ دیا لہذا جب فتنہ میرے اوپر آپڑا تو میں اس کے سامنے ٹھہر نہ سکا اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات اے میرے معبود! میں زبور سے جدا نہیں ہوا اور جو دوسروں کو نصیحت کی خود اس پر عمل نہ کیا اے میرے معبود! تو نے مجھے یتیم کے لئے رحم کرنے والے باپ کی طرح ہونے کا اور بیوہ کے لئے شفقت کرنے والے خاوند کی طرح ہونے کا حکم دیا میں نے تیرے عہد کو بھلا دیا۔ اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات، اے میرے معبود! میں قیامت کے دن تجھے کس آنکھ سے دیکھوں گا جب کہ ظالم لوگ کن اکھیوں سے دیکھیں گے۔ اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! اے میرے معبود داود کے لئے اس بڑے گناہ سے ہلاکت ہے جو اس سے سرزد ہوا اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! داؤد کے لئے اس وقت ہلاکت ہے جب پردے ہٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ خطا کرنے والا داؤد ہے اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! اے میرے معبود! تو فریاد رس ہے اور میں فریاد خواہ ہوں۔ فریاد خواہ صرف فریاد رس ہی کو پکارتا ہے اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! اے میرے معبود! میں اپنے گناہ کو لے کر تیری طرف بھاگا ہوں اور اپنی خطا کا اقرار کرتا ہوں تو مجھے مایوس نہ فرما اور قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کر۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی دعائیں مانگیں۔

جب داؤد علیہ السلام نے دعائیں مانگیں تو آواز آئی کہ کیا تم بھوکے ہو تمہیں کھانا کھلایا جائے یا پیاسے ہو تمہیں پانی پلایا جائے یا مظلوم ہو تمہاری مدد کی جائے۔ داؤد علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا پھر ایک چیخ ماری تو ان کے ارد گرد سب چیزوں پر پریشانی کا اثر ظاہر ہوا پھر یہ پکار کی کہ اے میرے رب! میں اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جو گناہ مجھ سے سرزد ہوا تو آواز آئی اے داؤد! اپنا سر اٹھایئے میں نے تمہاری مغفرت کردی۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور یا

کی قبر پر آ کر کھڑے ہو گئے اور سر پر مٹی ڈالنے لگے پھر کہنے لگے کہ الویل لداود، ثم الویل الطویل لداود. سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اَلْوَیْلُ لِدَاؤدَ ثُمَّ الْوَیْلُ لِدَاؤدَ اِذَا نُصِبَتِ الْمَوَازِیْنُ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اَلْوَیْلُ لِدَاؤدَ ثُمَّ الْوَیْلُ الطَّوِیْلُ لِدَاؤدَ یَوْمَ یُقْتَصُّ لِلْمَظْلُوْمِ مِنَ الظَّالِمِ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اَلْوَیْلُ لِدَاؤدَ ثُمَّ الْوَیْلُ الطَّوِیْلُ لِدَاؤدَ یَوْمَ یُسْحَبُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَعَ الْخَاطِئِیْنَ اِلَی النَّارِ سُبْحَانَ خَالِقَ النُّوْرِ اَلْوَیْلُ لِدَاودَ ثُمَّ اَلْوَیْلُ الطَّوِیْلُ لِدَاوُدَ. (داؤد کیلئے ہلاکت ہے پھر ہلاکت ہے داؤد کیلئے، پھر داؤد کیلئے لمبی ہلاکت ہے۔ اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! داؤد کے لئے ہلاکت ہے پھر اس دن ہلاکت ہو گی جس دن انصاف کے ترازو قائم کئے جائیں گے۔ اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! داؤد کے لئے ہلاکت ہے پھر لمبی ہلاکت ہو گی جس دن ظالم سے مظلوم کے لئے بدلہ لیا جائے گا اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! داؤد کے لئے ہلاکت ہے پھر لمبی ہلاکت ہو گی جس دن خطاکاروں کو منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹ کر لایا جائے گا اے نور کو پیدا کرنے والی پاک ذات! داؤد کے لئے ہلاکت ہے پھر لمبی ہلاکت ہے داؤد کے لئے)

راوی کہتے ہیں کہ پھر آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے داؤد! میں نے تیرا گناہ بخش دیا اور تیرے رونے پر رحم کھایا اور تیری لغزش سے درگزر کیا۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تو نے کیسے معاف کر دیا حالانکہ میرے ساتھی نے مجھے معاف نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! میں قیامت کے دن اُسے اس قدر ثواب دوں گا جسے اس کی آنکھوں نے دیکھا نہیں اور اس کے کانوں نے سُنا نہیں۔ پھر میں پوچھوں گا اے میرے بندے! کیا تو راضی ہو گیا وہ کہے گا اے میرے رب! یہ ثواب میرے لئے کہاں سے ہے حالانکہ میرا عمل اس درجے کا نہیں ہے میں کہوں گا یہ میرے بندے داؤد کی طرف سے ہے میں اس سے تمہارے لئے ھبہ طلب کروں گا وہ مجھے ھبہ کر دے گا۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! مجھے یقین ہو گیا کہ تو نے مجھے معاف کر دیا۔ ۱۳؎

۱۳؎ کتاب الزھد لامام احمد ص ۹۱-۹۰.

نوٹ: یہ سب کہانی وہ ہے جو عیسائیوں کی کتاب بائیبل (۲ سموئیل: باب ۱۱: درس: ۱ تا ۲۷) میں موجود ہے، اس کا مکمل اقتباس ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور شام کے وقت داود اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داود نے لوگ بھیج کر اُس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ اِلعام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داود نے لوگ بھیج کر اُسے بلا لیا۔ وہ اسکے پاس آئی اور اُس نے اُس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی۔ پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اُس نے داود کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔ اور داود نے یوآب کو کہلا بھیجا کہ حتّی اوریاہ کو میرے پاس بھیج دے۔ سو یوآب نے اوریاہ کو داود کے پاس بھیج دیا۔ اور جب داود نے اُسے بلایا تو اُس نے اُسکے حضور کھایا پیا اور اُس نے اُسے پلا کر متوالا کیا اور شام کو وہ باہر جا کر اپنے مالک اور خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا پر اپنے گھر کو نہ گیا۔ صبح کو داود نے یوآب کے لئے ایک خط لکھا اور اُسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اسکے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو۔ اور یوں ہوا کہ جب یوآب نے اُس شہر کا ملاحظہ کر لیا تو اُس نے اوریاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں وہ جانتا تھا کہ بہادر مرد ہیں اور

اُس شہر کے لوگ نکلے اور یو آب سے لڑے اور وہاں داود
کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی
اور یاہ بھی مر گیا۔ تب یو آب نے آدمی بھیج کر جنگ کا سب
حال داود کو بتایا۔
جب اوریاہ کی بیوی نے سنا کہ اسکا شوہر اوریاہ مر گیا تو وہ
اپنے شوہر کے لئے ماتم کرنے لگی اور جب سوگ کے دن
گذر گئے تو داود نے اسے بلوکر اسکو اپنے محل میں رکھ لیا اور
وہ اسکی بیوی ہو گئی اور اس سے اسکے ایک لڑکا ہوا پر اس کام
سے جسے داود نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مصنف نے جو روایت نقل کی ہے یہ بھی اسرائیلی روایات سے ہے اگرچہ اس کو آنحضرت ﷺ سے مرفوع کرا کے نقل کر دیا گیا ہے، حضرات انبیاء علیہم السلام ایسے کاموں سے معصوم ہوتے ہیں اس لئے یہ روایت صحیح نہیں ہے اور نہ ہی حضرت داود علیہ السلام کی طرف ایسے شنیع فعل کی نسبت درست ہے اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے۔

اضافہ از: امداد اللہ انور

حضرت سلیمان علیہ السلام کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنگجو انسان تھے۔ بحر و بر میں جہاد کرتے تھے بحری جزیرہ میں رہنے والے ایک بادشاہ کے متعلق سنا تو اپنے لشکر سمیت ہوائی تخت پر سوار ہو کر اس جزیرہ میں اترے تو اس بادشاہ کو قتل کیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور ایک ایسی عورت کو پایا کہ اس جیسا حسن و جمال میں کوئی نہ تھا جو اس بادشاہ کی بیٹی تھی اسے اپنے لئے چن لیا اور اسے اپنی تمام بیویوں پر ترجیح دینے لگے ایک دن اس کے پاس آئے تو اس نے کہا مجھے اپنا باپ اور اس کی بادشاہت یاد آتی ہے جس سے مجھے پریشانی ہوتی ہے اگر آپ کی رائے ہو تو آپ کسی جن کو میرے گھر میں میرے والد کی تصویر بنانے کا حکم کریں میں اسے صبح شام دیکھ لیا کروں گی تو مجھے امید ہے کہ میری پریشانی اس سے ختم ہو جائے گی اور وہاں کے خیالات مجھے بھول جائیں گے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ''صخر المارِد'' نامی جن کو اس کے گھر کے کونے میں اس کے باپ کی تصویر بنانے کا حکم دیا۔ اس نے ہو بہو اس کے باپ کی تصویر بنادی صرف اس میں روح نہیں تھی۔ (جب تصویر مکمل ہو گئی) وہ اٹھی اسے مزین کیا اور کپڑے پہنائے یہاں تک کہ اسے اپنے باپ کی شکل میں پورا پورا بنا لیا۔ جب سلیمان علیہ السلام گھر سے باہر چلے جاتے تو وہ عورت صبح شام اپنی باندیوں کو لاتی۔ اس تصویر کو خوشبو لگاتی اور خود بھی سجدہ کرتی اور باندیوں سے بھی سجدہ کرواتی اور سلیمان علیہ السلام کو اس بات کا پتہ نہ چلا یہاں تک کہ چالیس دن اس طرح گزر گئے لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی اور سلیمان علیہ السلام کے دوست ''آصف بن برخیا'' تک بھی یہ خبر پہنچ گئی وہ سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبی! میں کہیں کھڑا ہو کر گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی اپنے علم کے مطابق تعریف کرنا چاہتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا۔ آصف بن برخیا ان کے سامنے کھڑے ہو کر گذشتہ انبیاء علیہم

السلام کی تعریف وفضیلت بیان کرتے کرتے حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچے تو ان کے بچپن کی تعریف اور فضیلت اور کمال کو بیان کرکے خاموش ہو گئے۔
سلیمان علیہ السلام غصے سے بھر گئے اپنے کمرے میں داخل ہو کر آصف بن برخیا کو بلوا کر فرمایا اے آصف! تو نے گذشتہ انبیاء کی ان کے پورے زمانے کی تعریف کی اور میرے صرف بچپن کی تعریف کر کے جوانی سے خاموش ہو گیا میں نے کیا قصور کیا ہے آصف نے کہا: آپ کا قصور یہ ہے کہ آپ کی بیوی کی خواہش پر آپ کے گھر میں چالیس دن سے غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے۔
سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کیا میرے گھر میں یہ ہو رہا ہے۔ آصف نے کہا: جی آپ کے گھر میں۔ سلیمان علیہ السلام نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا کہ میں نے پہچان لیا کہ اس بات کی آپ کو اطلاع پہنچی ہے پھر اپنے گھر گئے اور اس بت کو توڑ دیا۔ اور اس بیوی اور اس کی باندیوں کو سزا دی پھر پاک کپڑے منگوا کر پہنے اور جنگل کی طرف نکل گئے اور اپنے لئے راکھ بچھائی پھر توبہ کرتے ہوئے اس راکھ پر بیٹھ کر اس میں عاجزی اور زاری سے لوٹ پوٹ ہونے لگے اور روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے اور کہنے لگے اے میرے رب! یہ آل داؤد پر تیری کیسی آزمائش ہے وہ تیرے غیر کی پوجا کرنے لگے شام تک یہ کرتے رہے پھر گھر واپس آئے۔ آپ کی ایک "امینہ" نامی باندی تھی جب بیت الخلاء میں آنا چاہتے یا اپنی بیوی کے پاس آنا چاہتے اپنی انگوٹھی اس باندی کے سپرد کرتے اور اسے باوضو ہاتھ لگاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی بادشاہت اسی انگوٹھی میں رکھی تھی۔ حضرت وھب فرماتے ہیں ایک دن وضو کے ارادے سے تشریف لائے انگوٹھی باندی کے حوالے کردی اور "صخر المارد" نامی شیطان، سلیمان علیہ السلام سے پہلے وضو خانے میں داخل ہو گیا جب سلیمان علیہ السلام اپنی حاجت کے لئے داخل ہوئے تو وہ ہو بہو سلیمان علیہ السلام کی شکل و صورت میں ڈاڑھی کو جھاڑتے ہوئے نکلا اور کہا اے امینہ! میری انگوٹھی دو۔ باندی نے اسے سلیمان علیہ السلام سمجھ کر انگوٹھی دے دی وہ اسے اپنے ہاتھ میں پہن کر سلیمان علیہ

السلام کے تخت پر بیٹھ گیا پرندے اور انسان و جنات اس کے ارد گرد چکر لگانے لگے جب سلیمان علیہ السلام وضو خانے سے نکلے۔ تو امینہ سے کہا میری انگوٹھی دو اس نے کہا تو کون ہے؟ فرمایا میں سلیمان بن داؤد ہوں اور سلیمان علیہ السلام کا حال تبدیل ہو چکا تھا اور خوبصورتی جا چکی تھی۔ اس باندی نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی مجھ سے لے لی ہے اور اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں پس سلیمان علیہ السلام نے پہچان لیا کہ میری غلطی کی سزا لاحق ہو گئی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی جان پر خوف کرتے ہوئے نکل کر بھاگ گئے جوتا اور ٹوپی پہنے بغیر جسم پر صرف کرتا اور تہبند تھا۔ چلتے ہوئے جب بھوک پیاس اور گرمی نے ستایا تو راستے پر کھلنے والے دروازے کو کھٹکھٹایا ایک عورت نے باہر نکل کر پوچھا آپ کی کیا حاجت ہے؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: کچھ دیر کی مہمانی چاہتا ہوں زمین کی تپش اور گرمی کی شدت نے میرے پاؤں جلا دیئے اور بھوک و پیاس کی مشقت جو مجھے پہنچی ہے تو دیکھ رہی ہے اس عورت نے کہا: میرا خاوند موجود نہیں اور مجھے اجنبی آدمی کو گھر میں داخل کرنے کی اجازت نہیں آپ باغ میں چلے جائیں وہاں پانی سے ٹھنڈک حاصل کریں اور پھلوں کو کھائیں جب میرا خاوند آجائے گا میں اس سے آپ کی ضیافت کی اجازت لوں گی اگر اس نے اجازت دے دی تو ٹھیک ورنہ جو آپ کے مقدر میں تھا آپ نے حاصل کر لیا حضرت سلیمان علیہ السلام باغ میں پہنچ کر نہا کر سو گئے مکھیوں نے آپ کو تنگ کیا۔ ایک کالا سانپ ٹہنی منہ میں لئے ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ان سے مکھیاں ہٹانے لگ گیا جب اس عورت کا خاوند واپس آیا اس عورت نے مہمان کی گفتگو سنائی جب وہ سلیمان علیہ السلام کے پاس باغ میں آیا تو اس نے سانپ اور اس کے کام کو دیکھ کر اپنی بیوی کو بلا کر کہا کہ اس عجیب منظر کو تو بھی دیکھ لے وہ دونوں میاں بیوی سلیمان علیہ السلام کے پاس گئے اور انہیں جگا کر کہنے لگے اے جوان! یہ ہمارا گھر

ہے ہمارے لئے آپ سے کوئی چیز اس میں روکنے کی گنجائش نہیں اور یہ ہماری بیٹی ہے ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا وہ زمانے کی حسین ترین لڑکی تھی نکاح کے بعد سلیمٰن علیہ السلام ان کے پاس تین دن ٹھہرے پھر کہنے لگے مجھے اپنے اور اپنی گھر والی کے لئے معیشت طلب کرنی چاہئے لہذا مچھیروں کے پاس چلے گئے اور ان سے کہنے لگے: کیا تمہیں ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو تمہاری مدد کرے اور تم شکار میں سے تھوڑا سا اسے دے دو وہ کہنے لگے ہمارا شکار ختم ہو گیا ہے ہمارے پاس اس قدر زیادہ نہیں جو ہم آپ کو دے دیں پھر وہاں سے دوسرے ماہی گیروں کے پاس گئے ان سے بھی اسی طرح کہا انہوں نے سلیمان علیہ السلام کی بات سن کر کہا یہ بات ہمارے لئے قابلِ فخر ہے جو کچھ ہمارے پاس ہو گا اس سے آپ کی مدد کریں گے آپ ان کے ساتھ کام کرنے لگے روزانہ رات کو شکار کا حصہ لے کر اپنی گھر والی کے پاس تشریف لاتے۔ ادھر لوگوں نے سلیمان علیہ السلام کی عدالت اور ان کے فیصلے اور کاموں کو اوپرا دیکھا۔ جب جن خبیث نے یہ یقین کر لیا کہ لوگ مجھے سمجھ گئے ہیں تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ "جری" ۱/۱۳۔ قسم کی مچھلی نے آگے بڑھ کر اسے نگل لیا تو اس کے پیٹ میں انگوٹھی کے نور کے شعلے بھڑکنے لگے وہ پانی کے بھنور میں آئی اور شکاریوں کے جال میں پھنس گئی۔ شام کو جب مچھلی تقسیم کی تو شکاریوں نے وہ مچھلی سلیمان علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلی لے کر گھر تشریف لائے اور گھر والوں کو مچھلی پکانے کا حکم دیا جب انہوں نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو گھر انگوٹھی کے نور سے روشن ہو گیا۔ بیوی نے سلیمان علیہ السلام کو بلا کر وہ انگوٹھی دکھائی سلیمان علیہ السلام وہ انگوٹھی پہن کر سجدے میں گر کر اس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے کہ

۱/۱۳۔ بغیر چھلکے کے لمبی مچھلی جسے یہودی نہیں کھاتے۔ القاموس المحیط ۴: ۲۰۴

إلٰهي! لك الحمد على قديم بلائك، وحسن صنيعك إلى آل داود! إلٰهي! أنت ابتدأتهم بالنعم، وأورثتهم الكتاب والحكم والنبوّة، فلك الحمد. إلٰهي! تجود بالكبير وتلطف بالصغير، فلك الحمد، نعماؤك ظهرت فلا تخفى، وبطنت فلا تحصى، فلك الحمد. إلٰهي! لم تسلمني بذنوبي، فلك الحمد، تغفر الذنوب وتستجيب الدعاء، فلك الحمد. إلٰهي! لم تسلمني بجريرتي، فلك الحمد، ولم تخذلني بخطيئتي، فلك الحمد. إلٰهي! فأتمّ نعمتك عليّ، واغفرلي ما سلف، وهب لي ملكاً لا ينبغي لأحد من بعديْ.

اے میرے معبود! تیرے لئے ہیں تمام تعریفیں، تیری پرانی آزمائشوں پر اور آلِ داؤد سے حسنِ سلوک پر۔ اے میرے معبود! تو نے انہیں شروع ہی سے نعمتوں سے نوازا اور کتاب و حکمت اور نبوت کا وارث بنایا تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں۔ اے میرے معبود! تو بڑے کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرتا ہے اور چھوٹے کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہے تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں۔ تیری نعمتیں ایسی ظاہر ہیں جو چھپ نہیں سکتیں اور اتنی زیادہ ہیں جو گنی نہیں جا سکتیں۔ تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ اے میرے معبود! میرے گناہوں کی بدولت مجھے کسی کے سپرد نہ فرما تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں تو گناہوں کو بخشتا ہے دعا کو قبول کرتا ہے تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ تو میری خطا کی وجہ سے مجھے رسوا نہ کر تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں اے میرے معبود! اپنی نعمت کو میرے اوپر پورا فرما اور میری گذشتہ لغزش کو معاف فرما اور مجھے ایسا ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی کے مناسب نہ ہو۔ (چنانچہ آپ کو ایسا ہی ملک عطاء کیا گیا کہ نہ تو ایسی حکومت پہلے کسی نے کی تھی نہ بعد میں کی) ۲/۱۳۔

۲/۱۳۔ یہ روایت بھی اسرائیلیات میں سے ہے اور عصمت انبیاء کے مخالف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ (امداد اللہ انور)

حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ کا واقعہ :

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن (بصریؒ) سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک نبی کے ساتھ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی بھیجی کہ یونس علیہ السلام کو "نینوی" ۳ / ۱۳ والوں کی طرف بھیج دیں تاکہ انہیں میرے عذاب سے ڈرائیں یونس علیہ السلام ناپسندیدگی کے باوجود چلے گئے اور یونس علیہ السلام نہایت مضبوط اور سخت غصے والے تھے اہلِ نینویٰ کو ڈرایا انہوں نے یونس علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کی نصیحت کو رد کر دیا اور پتھر مارے اور بستی سے نکال دیا یونس علیہ السلام اس نبی کے پاس واپس چلے گئے اس نبی نے فرمایا کہ آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں یونس علیہ السلام ان کے پاس واپس آگئے انہوں نے دوبارہ یونس علیہ السلام کو پتھر مارے اور نکال دیا۔ اس نبی نے پھر یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کے پاس واپس بھیج دیا۔ یونس علیہ السلام پھر قوم کے پاس آئے انہوں نے یونس علیہ السلام کو جھٹلایا یونس علیہ السلام نے ان سے عذاب کا وعدہ کیا۔ قوم نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں جب اہلِ نینویٰ نے یونس علیہ السلام کو جھٹلایا اللہ اور اس کی کتاب کا انکار کیا تو یونس علیہ السلام نے قوم کے لئے بددعا کی کہ اے میرے رب! میری قوم کفر پر ڈٹی ہوئی ہے تو ان پر اپنا عذاب نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام پر یہ وحی کی کہ میں تمہاری قوم پر عذاب نازل کرنے والا ہوں۔

یونس علیہ السلام قوم سے تین دن کے بعد عذاب نازل ہونے کا وعدہ کر کے اپنے گھر والوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ کر اہلِ نینویٰ کو دیکھنے لگے اور عذاب کا انتظار کرنے لگے جب ان پر عذاب نازل ہو گیا اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو انہوں نے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے عذاب ان سے ہٹا دیا شیطان یونس علیہ السلام کے

۳ / ۱۳ عراق میں موصل کے علاقہ کی ایک آبادی کا نام اس شہر کو زمانہ قبل مسیح کی مشہور دولت آشور کے جابر حکمران تخریب نے اس دور کے انتہائی جدید تمدن کا نمونہ بنایا تھا۔

پاس آ کر کہنے لگا اے یونس! اگر آپ اپنی قوم کے پاس واپس جائیں گے تو وہ آپ پر تہمت لگائیں گے اور آپ کو جھٹلائیں گے یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے چلتے چلتے دجلہ کے کنارے پر آپہنچے اور کشتی پر سوار ہوئے جب کشتی پانی کے درمیان میں پہنچی اللہ تعالیٰ نے کشتی کو حکم دیا کہ ٹھہر جا کشتی رُک گئی اور اس کے دائیں بائیں دوسری کشتیاں گزرتی رہیں لوگوں نے کہا کہ ہماری کشتی کو معلوم نہیں کیا ہو گیا یونس علیہ السلام نے فرمایا مجھے معلوم ہے وہ یہ کہ اس کے اندر ایک غلام سوار ہے جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے جب تک تم اسے پانی میں نہیں پھینکو گے کشتی نہیں چلے گی سواروں نے پوچھا کہ وہ غلام کون ہے؟ یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہوں لوگوں نے یونس علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا کہ اگر آپ ہیں تو ہم آپ کو نہیں پھینکیں گے۔ اللہ کی قسم! ہم اس مصیبت سے آپ ہی کی وجہ سے نجات پائیں گے یونس علیہ السلام نے فرمایا قرعہ اندازی کر لو جس کا نام قرعہ میں نکلے اسے پانی میں پھینک دو۔ ان کی قرعہ اندازی پر یونس علیہ السلام کا نام نکلا تو انہوں نے پھر بھی یونس علیہ السلام کو پھینکنے سے انکار کیا۔ دوبارہ قرعہ اندازی کی تو بھی یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ تیسری مرتبہ قرعہ اندازی کی تو اب بھی یونس علیہ السلام کا نام نکلا یونس علیہ السلام نے لوگوں سے کہا: اے میری قوم! مجھے پانی میں پھینک کر تم نجات حاصل کر لو تو قوم نے یونس علیہ السلام کو خوف کے ساتھ سے اٹھایا یونس علیہ السلام نے فرمایا مجھے کشتی کے اگلے حصے میں لے جاؤ جب وہ اگلے حصہ میں لے جاکر ڈالنے لگے تو مچھلی نے اپنا منہ کھول لیا یونس علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر فرمایا مجھے کشتی کے پچھلے حصے کی طرف لے جاؤ جب وہ پیچھے لے جاکر اس جانب سے ڈالنے لگے تو مچھلی نے وہاں آکر اپنا منہ کھول لیا یونس علیہ السلام اس کی خوفناک شکل کو دیکھ کر فرمانے لگے مجھے کشتی کے درمیان میں لے جاؤ جب یونس علیہ السلام کو اٹھا کر درمیان کی ایک جانب سے پھینکنے لگے تو مچھلی نے وہاں سے آکر یونس علیہ السلام کو نگلنے کے لئے منہ کھول لیا یونس علیہ السلام نے فرمایا مجھے دوسری طرف لے جاؤ۔ جب وہ درمیان کی

دوسری طرف لے جاکر پھینکنے لگے تو مچھلی نے وہاں سے آ کر منہ کھول لیا یونس علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! مجھے پھینک کر نجات حاصل کرو کیونکہ اس کے علاوہ نجات کا کوئی راستہ نہیں تو قوم نے انہیں پھینک دیا اور مچھلی انہیں پانی میں پہنچنے سے پہلے نگل کر دریا کی تہہ میں چلی گئی۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مچھلی یونس علیہ السلام کو نگل کر دریا میں اپنے ٹھکانے کی طرف چلی گئی پھر زمین کی انتہاء تک لے گئی اور یونس علیہ السلام کو لئے چالیس ۴۰ دن دریا میں پھرتی رہی۔ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں مچھلیوں اور کنکریوں کی تسبیح سنتے رہے اور خود بھی تسبیح تہلیل و تقدیس کرتے رہے اس طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے : سَيِّدِیْ فِی السَّمَآءِ مَسْكَنُكَ وَفِی الْاَرْضِ قُدْرَتُكَ وَ عَجَائِبُكَ سَيِّدِی مِنَ الْجِبَالِ اَهْبَطْتَنِی وَفِی الْبِلَادِ سَيَّرْتَنِی وَفِی الظُّلُمَاتِ الثَّلَاثِ حَبَسْتَنِی اِلٰهِیْ سَجَّنْتَنِیْ بِسِجْنٍ لَمْ تُسَجِّنْ بِهٖ اَحَدًا قَبْلِیْ اِلٰهِیْ عَاقَبْتَنِیْ بِعُقُوْبَةٍ لَمْ تُعَاقِبْ بِهَا اَحَدًا قَبْلِیْ. (اے میرے مالک! آسمان میں تیرا ٹھکانہ اور زمین میں تیری قدرت اور عجائبات ہیں۔ اے میرے مالک! تو نے مجھے پہاڑوں سے اتارا اور شہروں میں پھرایا اور تین اندھیروں میں مجھے قید کیا۔ اے میرے مالک! تو نے مجھے ایسی قید میں ڈالا جس میں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ڈالا اور تو نے میری ایسی گرفت کی کہ مجھ سے پہلے ایسی کسی کی نہ کی) جب چالیس ۴۰ دن پورے ہو گئے اور یونس علیہ السلام کو غم لاحق ہوا۔ فَنَادٰی فِی الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ [۱۴] (تو پکار کی اندھیروں میں کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے تو پاک ہے سو میں ہوں زیادتی کرنے والوں میں سے) فرشتوں نے یونس علیہ السلام کے رونے کو سن کر ان کی آواز پہچان لی اور ان کے رونے پر فرشتے اور آسمان و زمین اور مچھلیاں بھی رونے لگیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے فرشتو! کیوں رو رہے ہو؟ فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب! ہم

---

[۱۴] سورۃ الانبیاء آیت ۸۸-۸۷۔

کمزور اور غمگین کی اوپری جگہ سے آواز سن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا بندہ یونس ہے جسے میں نے لغزش کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں قید کر لیا۔ فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب! کیا یہ وہ نیک بندہ ہے جس کے دن رات آسمانوں میں بہت زیادہ نیک اعمال آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں تو فرشتے اور آسمان و زمین یونس علیہ السلام کی شفاعت کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو یہ فرما کر بھیجا کہ جس مچھلی کے پیٹ میں میں نے یونس علیہ السلام کو قید کیا ہے اس مچھلی سے کہہ دو کہ مجھے میرے بندے کی ضرورت ہے لہٰذا تو نے جہاں سے اس کو نگلا تھا اسی جگہ جا کر ان کو باہر نکال دے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آ کر مچھلی کو یہ خبر دی تو مچھلی یونس علیہ السلام کو لے کر چلی اور یہ کہہ رہی تھی کہ اے میرے رب! میں اور سمندری حیوانات تیرے اس بندے کی تسبیح سے مانوس تھے اور میں نے اپنا پیٹ اس کے لئے جائے نماز بنا دیا تھا جس میں تسبیح کرتے تھے آپ نے میرے پیٹ کو ان کی وجہ سے مقدس بنایا اب محبت کے بعد آپ اسے نکالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان کی لغزش سے در گزر کیا اور ان پر رحم کیا تو مچھلی یونس علیہ السلام کو دجلہ کے کنارے جہاں سے نگلا تھا لے کر آئی جبرئیل علیہ السلام نے مچھلی کے قریب ہو کر اپنا منہ مچھلی کے منہ کے قریب کیا اور کہا السلام علیك یا یونس اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں یونس علیہ السلام نے فرمایا ایسی آواز کو خوش آمدید ہو جس کے بارے میں مجھے خوف تھا کہ یہ کبھی نہیں سن سکوں گا ایسی آواز کے لئے خوش آمدید ہو کہ جس سے میں اپنے مالک کے قریب ہونے کی امید رکھتا ہوں پھر جبرئیل علیہ السلام نے مچھلی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یونس علیہ السلام کو باہر نکال دے مچھلی نے یونس علیہ السلام کو باہر ڈال دیا۔

یونس علیہ السلام پرندے کے اس بچے کی طرح ہو گئے تھے جس کے اوپر بال نہ ہوں جبرئیل علیہ السلام نے انہیں گود میں لے لیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر کدو کی ایک بیل کو اگا دیا جس کے کشادہ سائے سے یونس علیہ السلام سایہ لیتے اور اس کی

ٹہنیوں کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ یونس علیہ السلام اس سے دودھ پیتے جیسے بچہ دودھ پیتا ہے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی طرف ایک پہاڑی بکری بھیج دی جب اس کے تھن دودھ سے بھر جاتے تو وہ یونس علیہ السلام کے پاس آجاتی یونس علیہ السلام بچے کی طرح کم زور پڑے ہوتے اور بکری اپنے تھن یونس علیہ السلام کے منہ میں ڈالتی یونس علیہ السلام اسے چوستے جب سیر ہو جاتے بکری چلی جاتی وہ اس طرح آتی جاتی رہی یہاں تک کہ یونس علیہ السلام قوی ہو گئے اور ان پر نئے بال اگ آئے اور پہلے والی صحت لوٹ آئی ایک قافلہ ان کے پاس سے گزرا انہوں نے یونس علیہ السلام کو کپڑے پہنا دیئے ایک دن سوئے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو حکم دیا کہ کدو کی بیل کو جلادو تو سورج نے اسے جلادیا دھوپ کی تیزی نے یونس علیہ السلام کی جلد کو جلادیا یونس علیہ السلام کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے اندھیروں سے نجات دی اور ایک بیل کا سایہ تو نے عطا کیا پھر اس بیل کو تو نے جلا دیا کیا تو مجھے محروم کرنا چاہتا ہے یہ کہہ کر رونے لگے پھر جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آکر کہنے لگے اے یونس! اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ تو نے اس کو اگایا تھا یونس علیہ السلام نے فرمایا نہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ روتے ہیں؟ جب کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو عطاء کی ہے تو آپ نے ایک لاکھ بیس ہزار کے لئے بد دعا کر کے ان کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیسے کرلیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا کیا آپ بیل پر روتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اگایا اور ایک لاکھ بیس ہزار پر نہیں روتے جنہیں آپ نے ایک ہی صبح ہلاک کرنے کا ارادہ کیا اس وقت یونس علیہ السلام نے اپنا گناہ پہچان لیا اور استغفار کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزش کو معاف کر دیا۔

زُہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب یونس علیہ السلام قوی ہو گئے درخت سے دائیں بائیں نکلتے تھے (سیر کے لئے) ایک دن ایک کمہار کے پاس آئے جو مٹکے بنا رہا تھا یونس علیہ السلام نے اس سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے! تو کیا کر رہا ہے اس

نے جواب دیا میں مٹکے بنارہا ہوں انہیں بیچ کر روزی حاصل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اسے کہو کہ اپنا مٹکا توڑ دے۔ یونس علیہ السلام نے جب اس سے مٹکا توڑنے کو کہا تو وہ غصے ہو گیا اور کہنے لگا آپ کیسے آدمی ہیں ایسی چیز کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں جسے میں خود بنا کر خیر کی امید رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو فرمایا کہ اس آدمی کو نہیں دیکھتے کہ اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کو توڑنے پر کتنا ناراض ہوا اور تم مجھے اپنی قوم کے ہلاک کرنے کے بارے میں کہتے ہو (حالانکہ وہ میرے پیدا کئے ہوئے بندے ہیں) پس آپ کو کیا تکلیف ہے اگر آپ کی قوم کے ایک لاکھ یا اس سے زائد آدمی بچ جائیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کو خوشحالی میں یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تنگی کے وقت یاد کرتے ہیں اور اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں اور جو خوشحالی میں اللہ سے غافل رہے اور پریشانی کے وقت اسے یاد کرے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول نہیں کرتے اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اِنِّی لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادیٰ فِی الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ.[الأنبياء: ۸۷] فَاسْتَجبنالَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَكَذَالِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ .

(اور مچھلی والے کا تذکرہ کیجئے کہ وہ خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر کوئی دارو گیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ پاک ہیں اور میں بے شک قصوروار ہوں۔ سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں) (بیان القرآن ص ۵۵-ج ۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور پاک علیہ السلام نے فرمایا میرے بھائی یونس نے اندھیروں میں یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات دے دی جو غمگین مؤمن یہ دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور کرے گا یہ اللہ

تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے۔ ۱ / ۱۴۱ ؎

(نوٹ) : اس روایت میں بھی اسرائیلی روایات کا دخل ہے اس لئے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ بھی غیر مستند روایات سے محفوظ نہیں ہے۔
اور ہاں ان سے پہلے جو واقعات حضرات انبیاء کرام کی طرف منسوب ہین ان میں بھی کچھ اسرائیلی روایات ہیں ان پر اعتقاد میں احتیاط کی جائے۔

(امداد اللہ)

---

۱ / ۱۴۱ ؎ روی ھذا الحدیث عن سعد بن أبی وقاص مرفوعا بلفظہ الترمذی. کتاب الدعوات. والحاکم بلفظہ المستدرک: ۱ / ۵۰۵ - ۲ / ۳۸۲ ، ۳۸۳.

پچھلی امتوں کے بادشاہوں کی توبہ کے واقعات

طالوت کی توبہ کا واقعہ :

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام نے "جالوت" کو قتل کر لیا اور "طالوت" بنی اسرائیل کو لے کر کامیاب واپس ہوا تو اس نے داؤد علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اپنی آدھی سلطنت ان کو دے دی اور بنی اسرائیل نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ہم طالوت کو معزول کر کے داؤد علیہ السلام کو اپنا حاکم بنائیں گے کیونکہ داؤد "آلِ یہودا" سے ہونے کی وجہ سے بادشاہت کے زیادہ لائق ہیں پس طالوت کو جب اس بات کا علم ہوا اور اس نے اپنی بادشاہت پر خوف کیا تو اس نے داؤد علیہ السلام پر اچانک حملہ کر کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے کچھ وزیروں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ یہ کام اپنی بیٹی کی مدد سے کر سکتے ہیں۔ طالوت اپنی بیٹی کے پاس آ کر کہنے لگا اے میری بیٹی ! میں نے ایک کام کا ارادہ کیا ہے اور میں چاہتا ہوں تو اس کام میں میری مدد کرے بیٹی نے پوچھا۔ وہ کام کیا ہے ؟ طالوت نے کہا کہ میرا داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ اس نے لوگوں کو مجھ سے جدا کر دیا ہے۔ بیٹی نے کہا اے ابا جان ! داؤد حملہ آور اور غضب ناک آدمی ہے مجھے یہ خطرہ ہے کہ اگر آپ اسے قتل نہ کر سکے تو وہ آپ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا کل قیامت کے دن آپ داؤد کے خون کو حلال سمجھنے کی وجہ سے اللہ کے سامنے قاتل بن کر حاضر ہوں گے۔ مجھے آپ پر اور آپ کے حملے پر تعجب ہے اور اسی طرح آپ کی رائے پر بھی میں آپ کو اس گھٹیا رائے کے کیسے سپرد کر سکتی ہوں اور یہ حیلہ داؤد علیہ السلام کے سامنے بہت ہی کمزور ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ اہل زمین میں بہت سخت جان والے ہیں اور موت کے وقت اہلِ زمین میں سب سے زیادہ بہادر آدمی ہیں۔ طالوت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی محبت میں فریفتہ ایک عورت کی بات کو

سننا گوارا نہیں کرتا کہ جس کو خاوند کی محبت نے اپنے باپ کی بات قبول کرنے سے روک دیا اور آگے سے اپنے باپ کو نصیحتیں کرتی ہے اور تو یہ ہوش سے سن لے کہ تجھے میں نے جوبات کی ہے وہ اس وقت کی ہے جب کہ میں نے اپنے نفس کو اپنے داماد کے مارنے پر پورا ابھار لیا ہے۔ تو اسے قتل کر دے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا بیٹی نے کہا آپ مجھے مہلت دیں میں اس کے قتل کرنے کا موقع پا کر آپ کو آگاہ کروں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ طالوت کی بیٹی نے جا کر ایک مشکیزہ لیا اور اسے شراب سے بھر لیا پھر اسے کئی قسموں کی خوشبوئیں لگائیں اس کے بعد اس مشکیزے کو داؤد علیہ السلام کی چارپائی پر لٹا کر اس کے اوپر چادر اوڑھ دی اور داؤد علیہ السلام کو اس قصے کی اطلاع نہ کی اور انہیں ایک علیحدہ کمرے میں داخل کر دیا اور طالوت کو اطلاع کی کہ داؤد کے قتل کے لئے آجاؤ طالوت تلوار لے کر گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیٹی نے کہا یہ داؤد چارپائی پر لیٹا ہوا ہے پس آپ جانیں اور داؤد کا کام جانے طالوت نے اس کے دل کی جگہ پر تلوار رکھی پھر اس تلوار پر زور دے کر اسے پار کر دیا جس سے شراب بہنے لگی اور خوشبو پھوٹنے لگی طالوت نے کہا اے داؤد! تو مر کر اتنا خوشبودار ہے تو تو زندہ رہ کر کتنا خوشبودار تھا اور تو پاک صاف انسان تھا اور طالوت اپنے اس عمل پر بہت نادم ہوا اور رونے لگا اور تلوار لے کر اپنے آپ کو قتل کرنے لگا۔ بیٹی نے کہا اے ابا جان! آپ کو کیا ہو گیا آپ تو اپنے دشمن کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے آرام پہنچایا ہے اور آپ کا ملک آپ کے لئے خالص ہو گیا ہے طالوت نے کہا اے بیٹی! تو جانتی ہے حسد اور عزت نے مجھے اس کے قتل کرنے پر ابھارا اور میں انہیں قتل کر کے جہنمی ہو گیا اور بنی اسرائیل میرے اس کام پر راضی نہیں ہوں گے لہذا میں اپنے آپ کو قتل کرتا ہوں بیٹی نے کہا اے ابا جان! کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ داؤد آپ کے ہاتھ سے قتل نہ ہوئے ہوں، طالوت نے کہا ہاں بیٹی نے داؤد کو کمرے سے نکال کر کہا اے ابا جان! آپ نے انہیں

قتل نہیں کیا یہ داؤد ہیں۔ طالوت اپنے عمل پر شرمندہ ہوا۔
حضرت مکحول کہتے ہیں کہ اہلِ کتاب کا یہ دعویٰ ہے کہ طالوت نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اپنے گناہ سے بری ہونے کی تلاش شروع کر دی پس بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا کے پاس آئے وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے جس اچھے نام سے دعا کرتی اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرتا طالوت نے اس بڑھیا سے کہا میں نے خطا کی ہے جس کا کفارہ صرف ''الیسع علیہ السلام ہی'' بتا سکتے ہیں کیا تو مجھے ان کی قبر پر لے جا کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر دے تاکہ میں ان سے اپنی خطا کے کفارہ کے بارے میں پوچھ لوں۔ اس بڑھیا نے کہا ہاں۔ وہ بڑھیا کو لے کر الیسع کی قبر پر پہنچ گیا بڑھیا نے دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ الیسع نے قبر سے نکل کر کہا: اے طالوت! تمہاری کیا خطا ہے کہ تو نے مجھے اپنی آرام گاہ سے نکال دیا۔ طالوت نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میرا معاملہ مجھ پر مشکل ہو گیا جس کے بارے میں آپ سے پوچھنا ضروری تھا۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے فرمایا: تیری خطا کا کفارہ یہ ہے کہ تو اپنے گھر والوں سمیت جہاد کر یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے پھر حضرت الیسع علیہ السلام اپنی قبر میں واپس چلے گئے اور طالوت جہاد میں شریک ہو گیا یہاں تک کہ وہ گھر والوں سمیت شہید ہو گیا۔

بنی اسرائیل کے ایک شہزادے کی توبہ کا واقعہ:

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر کثرتِ مال اور زیادہ اولاد عطا کی تھی جب اس کا کوئی بیٹا بڑی عمر کا ہو جاتا تو بالوں سے بنے ہوئے، کپڑے (یعنی زاہدوں کا لباس) پہن کر پہاڑ میں چلا جاتا اور درخت کے پتے کھا کر گزارہ کرتا اسی طرح چلتے پھرتے اسے موت آجاتی اس بادشاہ کے کئی بیٹے یکے بعد دیگرے اس طرح کرتے رہے اس بادشاہ کا بڑھاپے میں ایک بیٹا ہوا اس نے اپنی قوم کو بلا کر کہا کہ بڑھاپے میں میرا بیٹا

ہوا ہے تم اپنے اوپر میری شفقت کو جانتے ہو مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں اپنے بھائیوں کا راستہ اختیار نہ کر لے اور تمہارے اوپر یہ ڈر ہے کہ اگر میرے بعد میرا کوئی بیٹا تمہارے اوپر بادشاہ نہ بنا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے لہذا بچپن میں ہی اسے سنبھال لو اور دنیا کی محبت اس کے دل میں راسخ کر دو ہو سکتا ہے میرے بعد یہ تمہارا بادشاہ بن جائے تو بنی اسرائیل نے اس کے لئے میل در میل ایک باغ بنایا جس کے اندر کچھ عرصہ وہ رہا پھر ایک دن سوار ہو کر دیوار کے باہر دیکھا تو کہنے لگا میرا خیال ہے اس دیوار کے باہر کچھ لوگ ہیں اور ایک دوسرا جہان ہے لہذا مجھے یہاں سے نکالو تاکہ میری معلومات میں اضافہ ہو اور میں لوگوں سے ملوں اس کے باپ کو یہ اطلاع کی گئی تو وہ گھبرا گیا اور اس کے اپنے بھائیوں کے طریقے پر چلنے کے امکان سے ڈرا اس نے کہا کھیل وکود کی ہر چیز اس کے پاس جمع کر دو لوگوں نے اس طرح کر لیا دوسرے سال وہ پھر سوار ہوا اور کہنے لگا ابھی تو میں ضرور باہر نکلوں گا اس کے باپ کو یہ اطلاع کی گئی تو اس نے کہا اسے نکال دو تو اسے بیل گاڑی پر جسے زَبَرجَد اور سونے سے مزین کیا گیا تھا بٹھا دیا اس کے ارد گرد لوگوں کی دو قطاریں بن گئیں اسی دوران وہ ایک بیمار آدمی کے پاس سے گزرا تو پوچھنے لگا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے بتایا کہ بیمار آدمی ہے پھر پوچھنے لگا کہ یہ بیماری کسی کسی کو لگتی ہے یا ہر کسی کو لگ سکتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہر کسی کو لگ سکتی ہے۔ تو کہنے لگا کہ میں جس بادشاہت کے جس حال میں ہوں کیا مجھے بھی لگ سکتی ہے لوگوں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا کہ تمہارے اس عیش پر افسوس ہے یہ زندگی تو بے مزہ ہے پس غمگین و پریشان ہو کر واپس آ گیا اس کے باپ کو یہ اطلاع کی گئی تو اس نے کہا ہر لہو ولعب کی چیز اس کے سامنے لے آؤ یہاں تک کہ اس کے دل سے اس پریشانی اور غم کو نکال دو پھر ایک سال ٹھہرنے کے بعد کہنے لگا مجھے نکالو اسے پہلے کی طرح نکالا گیا اسی دوران وہ ایک بوڑھے کے پاس سے گزرا جس کا لعاب منہ سے بہہ رہا تھا۔

شہزادے نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بوڑھا آدمی ہے۔ وہ کہنے لگا کیا یہ بڑھاپا کسی کسی پر آتا ہے یا ہر ایک پر آتا ہے اگر اسے لمبی عمر مل جائے؟

لوگوں نے بتایا یہ ہر ایک پر آتا ہے کہنے لگا تمہارے اس عیش پر افسوس ہے۔ یہ زندگی کسی کے لئے خالص نہیں ہے اس کے باپ کو اس کی اطلاع کی گئی تو اس نے کہا ہر لہو ولعب کی چیز اس کے سامنے جمع کرو تو لوگوں نے جمع کر دی۔ ایک سال ٹھہرنے کے بعد پھر پہلے کی طرح سوار ہوا چلتے چلتے ایک چارپائی کے پاس سے گزرا جسے لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا تھا پوچھنے لگا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک آدمی ہے جو مر چکا ہے تو ان سے کہنے لگا کہ موت کیا چیز ہے۔ اس مردہ کو میرے پاس لے آو۔ وہ لے کر آئے پھر کہنے لگا کہ اسے بٹھاؤ لوگوں نے کہا کہ یہ بیٹھ نہیں سکتا۔ کہنے لگا اسے بلواؤ انہوں نے کہا کہ یہ بول نہیں سکتا پوچھنے لگا اسے کہاں لے جا رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسے مٹی کے نیچے دفنانے کے لئے جا رہے ہیں وہ کہنے لگا اس کے بعد کیا ہوگا تو لوگوں نے کہا: قیامت کے دن یہ کھڑا ہوگا۔ پھر اس نے کہا یہ قیامت کا دن کیا ہے تو لوگوں نے بتایا یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۱۵۔

﴿جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (بیان القرآن ص ۸۳-ج ۱۲)﴾ پھر ہر ایک انسان کو اس کی نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ دیا جائے گا کہنے لگا کیا اس دنیا کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور بھی گھر ہے جس میں تمہیں بدلہ دیا جائے گا لوگوں نے کہا: جی ہاں تو گھوڑے سے گرا اور اپنا چہرہ مٹی پر ملنے لگا اور لوگوں سے کہنے لگا اسی بات سے میں ڈرتا تھا (یعنی موت سے) ہو سکتا ہے کہ یہ میرے اوپر آجائے اور مجھے اس کا پتہ نہ چل سکے۔ یہ میرے اور تمہارے درمیان آخری ملاقات ہے آج کے بعد میرے اوپر تمہارا کوئی راستہ نہیں لوگوں نے کہا: ہم تجھے تمہارے باپ کے حوالے کر کے چھوڑیں گے۔ پھر لوگوں نے اسے اپنے باپ کے حوالے کر دیا اور اس کا خون نکل رہا تھا۔ باپ نے کہا اے بیٹے! یہ کیسا ڈر ہے؟ بیٹے نے کہا اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن ہر چھوٹے اور بڑے کو اس کے اچھے اور برے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پس اس نے اپنے کپڑے

۱۵۔ سورۃ المطففین آیت ٦

منگوا کر پہنے اور کہا : میرا ارادہ کو یہاں سے نکلنے کا پختہ ارادہ ہے جب آدھی رات یا اس سے قریب وقت ہوا تو نکل پڑا۔ جب محل کے دروازے سے نکلنے لگا تو یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ! میں اپنی تقدیر سے بڑھ کر کسی کمی بیشی کا سوال نہیں کرتا۔ اے اللہ! میں چاہتا ہوں کہ کائنات کا نظام برقرار رہے لیکن میں اپنی آنکھ سے ایک نگاہ بھی دنیا کو نہ دیکھوں۔

حضرت بکر بن عبداللہ کہتے ہیں یہ وہ آدمی ہے جو گناہ کو نہ جاننے کے باوجود نکل پڑا اس شخص کا کیا بنے گا جو گناہ کرتا ہے اور اسے جانتا ہے اور توبہ نہیں کرتا۔

صاحب خورنق کی توبہ کا واقعہ :

خالد بن صفوان بن اھتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ "خورنق" ۱۶ اور "سُدیر ۱۷" کی طرف نکلا جس وقت موسم بہار کی پہلی بارش ہو چکی تھی اور دوسری بارش آنے والی تھی اور زمین سرسبز اور خوبصورت ہو چکی تھی اور اس بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے وسیع ملک اور غلبہ عطاء کیا تھا وہ بادشاہ دور دور تک دیکھ کر اپنے ہم نشینوں سے کہنے لگا : یہ کس کا ہے ؟ انہوں نے کہا بادشاہ کا ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا اس جیسی سلطنت کسی کو دی گئی ہے۔ اس کی مجلس میں اتمام حجت کرنے والا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اللہ کے بندوں میں اللہ کی حجت کو قائم کرنے والے لوگوں سے زمین خالی نہیں (یعنی ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی اس قسم کا انسان زمین پر موجود ہوتا ہے) اس نے کہا : اے بادشاہ! آپ نے ایک سوال کیا۔ کیا مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت ہے بادشاہ نے کہا جی ہاں اس نے کہا اے بادشاہ! آپ کا کیا خیال ہے جس بادشاہت میں آپ ہیں کیا آپ اس میں ہمیشہ رہیں گے یا یہ آپ کو وراثت میں ملی ہے پھر آپ سے کسی اور کو وراثت میں مل جائے گی۔ بادشاہ نے کہا

۱۶۔ عراق میں نعمان اکبر کا محل ہے۔ القاموس المحیط ۳ / ۴۳۳

۱۷۔ حیرہ میں ایک معروف مقام کا نام ہے۔ ایک نہر کا نام بھی ہے اور بعض نے کہا "سدیر" بھی خورنق کے قریب واقع ایک محل کا نام ہے جسے نعمان اکبر کسی شاہِ عجم کے لئے بنوایا تھا۔ معجم البلدان، ۴ : ۵۴

یہ وراثۃً منتقل ہونے والی چیز ہے۔ اس آدمی نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ ایسی تھوڑی چیز پر خوش ہو رہے ہیں جس میں آپ تھوڑا سا رہیں گے پھر یہ آپ سے ہمیشہ کے لئے منتقل ہو جائے گی اور کل (قیامت کے دن) آپ پر اس کا حساب بھی ہو گا۔ بادشاہ نے کہا: تیرا ناس ہو۔ پھر اس سے بھاگنے اور بچاؤ کی کیا صورت ہے۔ اور بادشاہ پر کپکپی طاری ہو گئی اس آدمی نے کہا: یا تو آپ اپنی بادشاہت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی خوشی اور غمی میں ' اطاعت کریں اور تکالیف برداشت کریں یا آپ بادشاہت کو چھوڑیں اور شاہی تاج اتار کر اور پرانے کپڑے پہن کر اس پہاڑ میں موت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں بادشاہ نے کہا کہ میں آج رات سوچ کر کل آپ کو ایک راستہ اختیار کرنے کے بارے میں پکی بات بتاؤں گا۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ نے اس آدمی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا میں نے پہاڑ اور بیابانوں کا اور دور دراز شہروں کا راستہ اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور میں نے تاج اتار کر زاہدوں کا لباس پہن لیا ہے اگر آپ میرے رفیق سفر بن سکتے ہوں تو پیچھے نہ ہٹیں وہ دونوں موت تک پہاڑ میں رہ کر عبادت کرتے رہے اور اس کے بارے میں بنو تمیم کے بھائی عدی بن زید عبادی نے یہ اشعار کہے ہیں۔

أَيُّهَا الشَّامِتُ الْمُعَيِّرُ بِالدَّهْرِ
أَنْتَ الْمُبَرَّءُ الْمَوْفُوْرُ !!!!

أَمْ لَدَيْكَ الْعَهْدُ الْوَثِيقُ مِنَ الْاَيَّامِ
بَلْ أَنْتَ جَاهِلٌ مَغْرُوْرٌ

مَنْ رَأَيْتَ الْمَنُوْنَ خَلَّدْنَ أَمْ مَنْ
ذَا عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يُضَامَ خَفِيْرٌ

أَيْنَ كِسْرٰى كِسْرَى الْمُلُوْكِ أَنُوْشِرْوَانُ
أَمْ أَيْنَ قَبْلَهُ سَابُوْرُ

وَبَنُو الْاَصْفَرِالْكِرامُ مُلُوْكُ الرُّوم
لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ مَذْكُوْرُ

وَاَخُوا الْحَضْرِ إِذْبَنَاهُ وَإِذْدَجْلَةُ
تُجْبٰى اِلَيْهِ وَالْخَابُوْرُ

شَادَهٗ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهٗ كِلْسًا
سًا فَلِلطَّيْرِ فِي ذُرَاهُ وَكُوْرُ

لَمْ يَهَبْهُ رَيْبُ الْمَنُوْنُ فَبَادَالْمُلْكُ
عَنْهُ فَبَابُهٗ مَهْجُوْرُ

وَتَذَكَّرْرَبَّ الْخَوَرْنَقِ اِذْاَشْرَفَ
يَوْماً وَلِلْهُدٰى تَفْكِيْرُ

سَرَّهٗ مَالُهٗ وَكَثْرَةُ مَايَمْلِكُ
وَالْبَحْرِ مُعْرِضًا وَالسَّدِيْرُ

فَارْعَوٰى قَلْبُهٗ وَقَالَ وَمَاغِبْطَةُ
حَيٍّ اِلَى الْمَمَاتِ يَصِيْرُ

(۱) اے دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونے والے اور زمانے کو عار دلانے والے کیا تو ہی پورا پورا بری ہے۔ (۲) یا تیرے پاس زمانے کی طرف سے پکا عہد ہے بلکہ تو جاہل اور متکبر ہے۔ (۳) کیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا جس کو زمانے کی گردشوں نے ہمیشہ رہنے دیا ہو یا وہ حوادث سے محفوظ ہو۔ (۴) کہاں گئے کسریٰ اور نوشیرواں اور کہاں گئے ان سے پہلے بادشاہ۔ (۵) اور کہاں گئے بنو الاصفر جو معزز تھے اور روم کے بادشاہ جن کا ذکر تک باقی نہ رہا۔ (۶) اور کہاں گئے حضر ۱۸؎ والے جب اسے آباد کیا تو دجلہ اور خابور ۱۹؎ کا پانی اس میں جمع

کیا جاتا تھا۔(۷) اسے مرمر سے بلند کیا اور چونے سے اسے آراستہ کیا اب اس کی چوٹی میں پرندوں کے گھونسلے رہ گئے۔(۸) گردشِ زمانہ نے اس کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ ملک اس سے ہلاک ہوا اور اس کا دروازہ چھوڑ دیا گیا۔(۹) اور تو خورنق والے کو یاد کر جب اس نے ایک دن گریبان میں جھانکا اور ہدایت کی فکر کی۔ (۱۰) حالانکہ اس کا مال اور اس کی کثیر بادشاہت اسے اچھی لگتی تھی اور سمندر اور سدیر اس کے سامنے تھا۔(۱۱) پس اس کا دل ان چیزوں سے ہٹ گیا اور اس نے کہا کہ زندہ پر کیا رشک کرنا ہے جبکہ موت کی طرف جانا ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ بادشاہ نے اس آدمی سے کہا: اے حکیم! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ فنا اور ختم ہو جانے والی ہے۔ اس آدمی نے کہا: جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا پھر فنا ہونے والی چیز میں کیا خیر ہے۔ اللہ کی قسم! میں تو ہمیشہ کا عیش تلاش کرنا چاہتا ہوں اس نے اپنی بادشاہت کو چھوڑ دیا اور زاہدوں والا لباس پہن کر چل دیا اور حکیم بھی ان کے ساتھ ہو لیا وہ دونوں موت تک عبادت میں لگے رہے اور ان کے بارے میں اسود بن یعفر ۲۰ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

مَاذَا أُوَمِّلُ بَعْدَ آلِ مُحَرِّق
تَرَكُوْا مَنَازِلَهُمْ وَبَعْدَ إِيَادْ

أَهْلُ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِيْرِ وَبَارِق
وَالْقَصْرِ ذِي الشُّرُفَاتِ مِنْ سِنْدَادْ

۱۸۔ عراق میں موصل کے جنوب میں زمانہ قبل مسیح کا ایک تاریخی مقام۔ قدیم تہذیب وفن کا شاہکار شہر تھا۔ وہاں کے آثار میں ایک نسوانی مجسمہ بغداد میں موجود ہے۔ (المنجد فی الأعلام ص: ۲۲۲)

۱۹۔ دریاءِ فرات سے نکلنے والی سب سے بڑی نہر جس میں اور کئی نہریں آملتی ہیں۔ اس کی لمبائی ۳۲۰ کلو میٹر ہے۔ شام کے شہر حسکۃ تک کے علاقہ کو سیراب کرتی ہے اور شام وعراق کے قدیم تجارتی سنگم قرقیسیہ پر دریاءِ فرات سے مل جاتی ہے۔

۲۰۔ قبیلہ تمیم کے سرداروں سے ہے اور زمانۂ جاہلیت کا شاعر بھی تھا۔ سن ۲۲ قبل ہجری میں وفات پائی۔

نَزَلُوْابِاَنْقِرَةٍ يَسِيْلُ عَلَيْهِمْ
مَاءُ الْفُرَاتِ يَجِيْءُ مِنْ اَطْوَادِ

اَرْضٌ تَخَيَّرَهَالِطِيْبِ مَقِيْلِهَا
كَعْبُ بْنُ مَامَةَ وَابْنُ اُمِّ دُؤَادِ

جَرَتِ الرِّيَاحُ عَلٰى مَحَلِّ دِيَارِ هِمْ
فَكَاَنَّمَا كَانُوْا عَلٰى مِيْعَادِ

فَاَرَى النَّعِيْمَ وَكُلَّ مَايُلْهٰى بِهٖ
يَوْماً يَصِيْرُ اِلٰى بَلِيٍّ وَنَفَادِ

(۱) آلِ محرق اور ایاد ۲۱ے کے بعد میں کیا امید رکھوں جو اپنے ٹھکانوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔(۲) اہلِ خورنق اہلِ سدیر اور اہلِ بارق اور سنداد ۲۲ے کے بڑے عالی شان محلوں والے۔(۳) انقرہ ۲۳ے میں جنہوں نے ٹھکانہ بنایا فرات کا پانی پہاڑوں سے آکر ان کے سامنے بہتا تھا۔(۴) ایسی زمین جسے کعب بن مامہ اور ابن ام دؤاد نے اپنے آرام کے لئے پسند کیا۔(۵) ان کے محلات پر ہوائیں جاری ہوئیں گویا کہ مقررہ وقت کے لئے تھے۔(۶) میں نعمتیں اور ہر لہو ولعب کی چیز کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن پرانی اور ختم ہو جائیں گی۔

ایک بادشاہ کی توبہ کا واقعہ :

عون بن عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک واقعہ سنایا گویا کہ وہی اس کے مصداق تھے میں نے انہیں یہ واقعہ سنایا کہ ہم سے پہلے ایک بادشاہ نے ایک عمدہ عمارت بنوائی پھر کھانا تیار کر کے لوگوں کو دعوت دی اور خود دروازے پر بیٹھ گیا ہر نکلنے والے سے

۲۱ے معد بن عدنان کی اولاد میں سے عرب کا قبیلہ ہے۔
۲۲ے حیرہ کے نیچے ایک نہر ہے۔
۲۳ے حیرہ کے مضافات میں واقع ایک علاقہ کا نام ہے۔

پوچھنے لگا کہ تم نے اس عمارت میں کوئی عیب دیکھا ہے؟ وہ لوگ کہتے : نہیں۔ اسی دوران آخر میں کچھ لوگ آئے جن کے اوپر چادریں تھیں۔بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس عمارت میں کوئی عیب دیکھا ہے؟انہوں نے کہا : جی ہاں۔اس عمارت میں دو عیب ہیں۔بادشاہ نے کہا : میں تو ایک عیب پر بھی راضی نہیں ہوں ۔ تم نے دو کون سے دیکھے ہیں انہوں نے جواب دیا : یہ گھر ویران ہو جائے گا اور اس کا مالک مر جائے گا بادشاہ نے پوچھا کیا تمہیں کسی ایسے گھر کا علم ہے جو ویران نہ ہو اور اس کا گھر والا مرے نہیں۔انہوں نے جواب دیا : آخرت کا گھر۔ انہوں نے بادشاہ کو آخرت کی دعوت دی بادشاہ نے ان کی بات قبول کر لی اور کہا اگر میں کھلم کھلا تمہارے ساتھ آؤں گا تو میری رعایا مجھے نہیں چھوڑے گی لیکن فلاں فلاں جگہ میں تم سے مل جاؤں گا۔بادشاہ نے ان کے پاس پہنچ کر کچھ زمانہ ان کے ساتھ گزارا پھر ان سے کہنے لگا میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا آپ کیوں جاتے ہیں کیا آپ کو ہمارا کوئی عمل ناگوار گزرا ہے بادشاہ نے جواب دیا : نہیں۔انہوں نے کہا پھر کس چیز نے آپ کو جانے پر ابھارا ہے۔بادشاہ نے کہا تم مجھے پہچانتے ہو اور میرے گذشتہ حال کو سامنے رکھ کر میرا اکرام کرتے ہو۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں : گویا کہ ایک دفعہ یہی واقعہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ پیش آیا۔ تو میں مسلمۃ کے پاس گیا اور اسے خبر دی پھر مسلمۃ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور مسلمۃ نے پہلے سے یہ حدیث عمر کے سامنے بیان کر چکا تھا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا : تو ہلاک ہوا اے مسلمۃ! تیرا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی پر ایسی ذمہ داری ڈالی گئی ہو جس کا وہ متحمل نہ ہو سکتا ہو اور اپنے رب عزوجل کی طرف بھاگ جائے تو اس پر کوئی حرج ہے؟ مسلمۃ نے کہا : اے امیر المؤمنین! حضرت محمد ﷺ کی امت میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، اللہ کی قسم اگر تو نے ایسا کیا تو لوگ تجھے اپنی تلواروں سے قتل کر دیں گے۔ عمر نے کہا تو ہلاک ہوا اے مسلمۃ! مجھ پر وہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے جس کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ عمر اس کو دہراتے رہے اور مسلمۃ قسم کھا کر اسے یہی جواب دیتے رہے حتی کہ خاموش ہو گیا۔

امرؤالقیس کندی کی توبہ کا واقعہ :

ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امرؤالقس کندی پہلے لوگوں سے عادات میں بہت مختلف تھا۔ لمبا لمبا وقت لہو و لعب میں گزارتا ایک دن جنگل میں شکار کرنے کے ارادے سے گھوڑے پر سوار ہوا تو اپنے ساتھیوں سے جدا ہوگیا۔ اسی دوران ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو مُردوں کی ہڈیاں جمع کر کے الٹ پلٹ کر رہا تھا۔

امرؤالقس نے پوچھا : میں آپ کا جو بُرا حال دیکھ رہا ہوں جسم آپ کا کمزور ہے ، رنگ بدلا ہوا ہے اور اس جنگل میں تنہا بیٹھے ہیں اس کا کیا ماجرا ہے اس نے کہا میں ایک سفری سواری پر ہوں دو نگہبان مجھے ایک ایسی منزل کی طرف ہانک رہے ہیں جو تنگ ہے ، تاریک گڑھے والی ہے اور بُرے ٹھکانے والی ہے۔ پھر وہ مجھے مٹی کے پردوں کے نیچے آزمائشوں اور ہلاکتوں کے سپرد کر دیں گے۔ اگر ایک دن میں اس منزل کو چھوڑ دوں اس کی تنگی ، ظلم اور وحشت کے ہوتے ہوئے تو زمین کے کیڑے مکوڑے میرے جسم اور پٹھوں کو کھا جائیں یہاں تک کہ میں ریزہ ریزہ ہو جاؤں اور میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں۔ پھر بھی ایک نہ ایک دن یہ آزمائشیں اور تکلیفیں ختم ہو جائیں گی لیکن اس کے بعد قیامت کے دن کے لئے اٹھایا جاؤں گا اور اعمال کا بدلہ لینے کے لئے حاضر کیا جاؤں گا۔ میں نہیں جانتا کہ دو ٹھکانوں میں سے کس کے بارے میں مجھے حکم کیا جائے گا۔ جس شخص نے اس سفر کی طرف جانا ہو وہ کس طرح لذت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ بادشاہ اس شخص کی بات سن کر اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔ اے آدمی ! تیری بات نے میرے عیش کو مکدر کر دیا اور میرا دل گھبرا گیا اور اپنی بات میرے سامنے دہراؤ اور میرے سامنے اپنا دین بیان کر وہ آدمی امرؤالقیس سے کہنے لگا میرے سامنے جو ہڈیاں ہیں کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں امرؤالقیس نے کہا : جی ہاں۔ اس نے کہا : یہ ان بادشاہوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں دنیا نے اپنی زیب و زینت کے ساتھ دھوکے میں ڈالے رکھا اور ان کے دلوں پر غالب ہوگئی پس اس

پچھاڑنے والے دن کی طرف رجوع کرنے سے ان کو غافل رکھا یہاں تک کہ ان پر موت آگئی موت نے ان سے ساری امیدیں چھڑا دیں اور دنیا کی تروتازگی ان سے سلب کرلی ایک دن یہ ہڈیاں جوڑی جائیں گی پھر انہیں جسم بنا کر ان کے اعمال کے مطابق انہیں بدلہ دیا جائے گا یا تو سکون کے گھر کی طرف یا ہلاکت کی جگہ کی طرف۔ یہ کہہ کر وہ آدمی غائب ہو گیا جس کا نشان تک نہ ملا۔ امرؤالقیس کے ساتھی جب اس کے پاس آپہنچے تو اس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور اس کے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں اور وہ بیمار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ جب رات چھا گئی تو اپنے جسم سے بادشاہت کا لباس اتار کر زاہدوں کا لباس پہن لیا اور اسی رات کو وہاں سے نکل پڑا یہ اس کی بادشاہت کا آخری وقت تھا۔

ایک یمنی بادشاہ کی توبہ کا واقعہ :

بیان کیا جاتا ہے کہ یمن کے دو بادشاہوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ ان میں سے ایک نے دوسرے پر فتح پا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو جدا کر دیا اور تخت اور شاہی محل اس کے لئے مزین کیا گیا لوگ اسے آراستہ کرنے کے بعد اطلاع کے لئے بادشاہ کے پاس آئے تاکہ وہ شاہی محل میں آجائے بادشاہ اس محل میں آنے کے ارادے سے ایک گلی سے گزر رہا تھا تو راستے میں ایک آدمی نے جسے مجنون کہا جاتا تھا بادشاہ کو یہ اشعار سنائے۔

تَسَمَّعْ مِنَ الْاَيَّامِ اِنْ كُنْتَ حَازِماً
فَاِنَّكَ فِيْهَا بَيْنَ نَاهٍ وَآمِرِ

وَكَمْ مَلِكٍ قَدْ رُكِّمَ التُّرْبُ فَوْقَهُ
وَعَهْدِىْ بِهٖ بِالْاَمْسِ فَوْقَ الْمَنَابِرِ

اذا كُنْتَ فِى الدُّنْيَا بَصِيْراً فَاِنَّمَا
بلا غُلَتْ مِنْهَا مِثْلُ زَادِ الْمُسَافِرِ

اِذَا اَبْقَتِ الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ دِيْنَهٗ
فَمَا فَاتَهٗ مِنْهَا فَلَيْسَ بِضَائِرِ

(۱) اگر تو ہوشیار ہے تو زمانے میں ایک بات سن لے۔ تو اس زمانے میں حکم کرنے والے اور روکنے والے کے درمیان ہے۔ (۲) کتنے بادشاہ ایسے ہیں جن پر مٹی کے ڈھیر لگادیئے گئے حالانکہ کل میں نے انہیں منبروں پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ (۳) جب تو دنیا کے اندر بصیرت رکھتا ہے تو دنیا سے تیرے لئے زیادہ سے زیادہ مسافر کے توشے کی طرح ہونا چاہئے۔ (۴) جب دنیا کسی آدمی پر اس کا دین باقی رکھ لے پس جو دنیا فوت ہو گئی ہے اس میں کوئی نقصان نہیں۔

بادشاہ نے اس مجنون آدمی سے کہا: تو نے سچ کہا ہے اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا اور پہاڑ میں چلا گیا، اپنے ساتھیوں سے قسم لی کہ میرے پیچھے کوئی نہ آئے یہ اس کی بادشاہت کا آخری وقت تھا اور یمن کچھ دنوں تک بغیر بادشاہ کے رہا یہاں تک کہ اس کے لئے ایسے آدمی کو چنا گیا جس کو انہوں نے سردار بنایا۔

بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی توبہ کا واقعہ:

حضرت عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں عابد تھا جس کے پاس صرف اونی جبہ اور ایک مشک تھی جس میں لوگوں کے لئے پانی بھر لاتا تھا جب اس کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں نے دنیا کی صرف دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک جبہ اور ایک مشک اور میں قیامت کے دن انہیں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا لہذا جب میں مر جاؤں تو یہ فلاں بادشاہ کو دے دینا تاکہ جہاں وہ اور دنیا اٹھائے گا وہاں یہ دو چیزیں بھی اٹھالے گا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو بادشاہ کو اس زاہد کی بات کی اطلاع کی گئی۔ بادشاہ نے کہا یہ عابد تو اپنا جبہ اور مشکیزہ اٹھانے سے عاجز رہا اور میں اتنی بڑی دنیا اٹھالوں گا۔ بادشاہ نے جبہ لے کر پہن لیا اور مشکیزہ لے لیا اور اپنے ملک سے نکل گیا اور لوگوں کو پانی پلاتا رہا۔

بنی اسرائیل کے ایک اور بادشاہ کی توبہ کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ سے یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنا ایک خلیفہ مقرر کر لیا وہ خلیفہ چاندنی رات کو بیت المقدس کی چھت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنے گذشتہ زمانے کو یاد کیا تو ایک رسی لٹکا کر نیچے اتر کر چلا گیا رسی وہیں لٹکی رہ گئی مصر کے علاقے میں سمندر کے کنارے پر آپہنچا۔ لوگوں کو اینٹیں بناتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگا کہ یہ اینٹیں کیسے بناتے ہو لوگوں نے اسے بتایا وہ اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کے ساتھ اینٹیں بنانے لگا اور اس مزدوری پر گذارہ کرنے لگا۔ جب نماز کا وقت آتا تو وضو کر کے نماز پڑھ لیتا۔ اس علاقے کے سردار کو یہ خبر ملی کہ ہمارے پاس ایک مزدور اس اس طرح کرتا ہے۔ سردار نے اسے اپنے پاس تین مرتبہ بلایا لیکن وہ انکار کرتا رہا وہ سردار اپنی سواری پر سوار ہو کر خود اس کے پاس آیا۔ جب اس نے سردار کو آتے ہوئے دیکھا تو بھاگ گیا سردار نے اس کا پیچھا کر کے کہا کہ میں نے آپ سے ایک بات کرنی ہے اس نے رک کر بادشاہ کی بات سنی اور اسے بتایا کہ میں بادشاہ تھا اور میں اس اس طرح اپنے رب کے خوف سے بھاگا ہوا ہوں تو سردار نے کہا میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہے یہاں تک کہ مصر کے ایک ریتلے علاقے میں ان کی موت واقع ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں وہاں ہوتا تو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی نشانی سے ان کی قبروں کو پہچان لیتا۔

نبی کے پوتے اور عابد کے بیٹے کی توبہ کا واقعہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس سے لوگوں کو بہت تعجب تھا ایک دن انہوں نے اپنے نبی کے سامنے اس عابد کی تعریف کرتے ہوئے اس کا تذکرہ کیا ان کے نبی نے فرمایا جیسے تم کہہ رہے ہو

اس میں یہ ساری صفات ہیں۔ لیکن اس نے ایک شرعی حکم کو چھوڑ رکھا ہے۔ عابد کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا پھر میں (شرعی حکم کو چھوڑ کر) اپنے کو کیوں تھکا رہا ہوں وہ وہاں سے اتر کر اپنے نبی کے پاس آیا۔ نبی کے ارد گرد لوگ جمع تھے اور وہ اس عابد کو شکل و صورت سے پہچانتے نہیں تھے۔ عابد نے سلام کر کے کہا : اے اللہ کے نبی! آپ کے سامنے میرا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا میں واقعی اس طرح ہوں لیکن ایک شرعی حکم کا تارک ہوں۔ میں دن رات لوگوں سے جدا ہو کر شرعی حکم کی تلاش میں ہی تو اپنے آپ کو تھکا رہا ہوں۔ نبی نے پوچھا تم فلاں ہو؟ اس نے جواب دیا : جی ہاں۔ نبی نے فرمایا کہ آپ نے اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا نہیں کی لیکن آپ نے شادی نہیں کی۔ عابد نے پوچھا کیا صرف یہی بات ہے؟ نبی نے جب دیکھا کہ اس عابد کے نزدیک یہ معمولی سا عمل ہے۔ تو فرمانے لگے اگر لوگ تمہاری طرح کرنے لگ جائیں تو مسلمانوں کو دشمن کے حملے سے کون بچائے گا اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ کون لے گا اور نماز کا ذکر کیا۔ عابد نے ان سے کہا اے اللہ کے نبی آپ نے سچ فرمایا۔ میں اس کو حرام نہیں سمجھتا لیکن میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان عورت سے شادی کروں اور اپنے فقر و مفلسی کی وجہ سے اسے تنگ کروں اور میرے پاس اس کے اوپر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے اور مالدار لوگ مجھے رشتہ نہیں دیتے۔ نبی نے ان سے فرمایا : صرف یہی بات ہے؟ عابد نے کہا : جی ہاں۔ صرف یہی بات ہے۔ تو اس پر نبی نے فرمایا : میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کرتا ہوں۔ اس نے کہا : مجھے منظور ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر نبی نے اپنی بیٹی کی شادی اس عابد سے کر دی اور ان کا ایک لڑکا ہوا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس بچے کی پیدائش پر بنی اسرائیل نے سب بچوں سے زیادہ خوشیاں منائیں بنی اسرائیل کہنے لگے یہ ہمارے نبی اور ہمارے عابد کا بیٹا ہے اور ہمیں امید ہے کہ بہت ترقی کرے گا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو بُت پرستوں کی مجلس میں جانے لگا اور ان سے گہرے تعلقات قائم کر لئے اور وہ بھی اس کے پاس کثرت سے آنے لگے ایک دن ان بُت پرستوں سے کہنے لگا

تم لوگ زیادہ ہو اس کے باوجود لوگ تمہارے اوپر غالب ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا ایک سردار ہے جو ان کی سرپرستی کرتا ہے جبکہ ہمارا کوئی سردار نہیں۔ اس نے کہا: صرف یہی وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو ان سے کہنے لگا میں تمہارا سردار ہوں۔ انہوں نے کہا کیا واقعی آپ ہماری سرپرستی کریں گے اس نے کہا: ہاں۔ نبی اور اس کے باپ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس کا والد بنی اسرائیل کے ساتھ مل کر نبی کے پاس آ گیا۔ اس لڑکے کی طرف پیغام بھیجا اور اسے نصیحت کی کہ اسلام کی طرف لوٹ آ۔ اس نے انکار کر دیا۔ نبی اور اس کے والد لڑکے کی طرف نکلے بنی اسرائیل اور بُت پرستوں کا آمنا سامنا ہوا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ بہت لوگ قتل ہوئے اور نبی اور اس لڑکے کا والد دونوں شہید ہو گئے۔ بنی اسرائیل شکست کھا گئے۔ اس لڑکے نے بنی اسرائیل کو مارنے کے لئے ان کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل کے احبار (یعنی علماء) پہاڑوں میں چلے گئے اور لوگ اس لڑکے کے پورے پورے فرمانبردار ہو گئے اور اس نے سوچا کہ بنی اسرائیل کو ختم کر کے ہی ملک مضبوط ہو سکتا ہے۔ پہاڑوں میں ان کے پیچھے انہیں مارنے کے لئے لوگ بھیج دیئے اور اس کی بادشاہت مضبوط ہو گئی۔ جب بنی اسرائیل کے علماء نے اس کے ظلم کو دیکھا تو کہا ہم نے اسے اور اس کی بادشاہت کو چھوڑ دیا ہے اور یہ ہمیں نہیں چھوڑ رہا ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ واپس ہوئے ہم اپنے نبی اور اپنے عابد کا ساتھ دینے سے بھاگے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے لہٰذا ہم جمع ہو کر اللہ سے توبہ کر کے اس کا مقابلہ کریں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو اپنا امیر بنایا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے جذبات نے انہیں موت پر ابھارا اور وہ توبہ کر کے بُت پرستوں کی طرف نکلے پہلے دن صبح سے شام تک لڑائی جاری رہی دوسرے دن بھی دونوں فریقوں کے درمیان رات تک لڑائی جاری رہی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تیسرے دن ہمت کے ساتھ انہوں نے بہت سخت لڑائی کی۔ ان کے امیر نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے ہماری توبہ قبول کرلی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بہادری ہمارے اوپر اتر رہی ہے اور ہوا ہمارے حق میں چل رہی ہے اگر تم اس کے پکڑنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اسے قتل نہ کرنا۔
راوی کہتے ہیں کہ تیسرے دن رات تک لڑائی جاری رہی دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی نہ بھاگا جب شام کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سچی توبہ کو پہچان لیا تو اپنی مدد نازل فرمائی اور بُت پرستوں کو شکست دی بنی اسرائیل اس لڑکے کو صحیح سالم پکڑ کر لے آئے۔ بنی اسرائیل اپنے امیر کے پاس جمع ہو گئے۔ امیر نے ان سے مشورہ لیا کہ ہم میں سے ایک آدمی جو ہمارے نبی اور ہمارے باپ کا قاتل ہو وہ بُت پرستوں سے مل کر ہم پر چڑھائی کرے اور ہمیں شہروں کے اندر بکھیر دے ایسے آدمی کی کیا سزا ہے؟ بعضوں نے کہا کہ اسے جلا دیں، بعضوں نے کہا اس کے ہاتھ کاٹ دیں، بعضوں نے کہا اسے سخت سزا دیں۔ جب بھی کوئی شخص مشورہ دیتا تو امیر کہتا کہ ان سزاؤں سے تو یہ جلدی مر جائے گا۔ بنی اسرائیل نے کہا: پھر آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ جو مناسب سمجھیں وہی کریں۔ امیر نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے زندہ لٹکا دیں، کھانے پینے کے لئے کچھ نہ دیں اور نہ ہی اسے جان سے ماریں یہ اسی حالت پر مر جائے۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ آپ ایسے ہی کر دیں لہذا اسے زندہ لٹکا دیا گیا اور اس پر پہرے دار بٹھا دیئے گئے تین دن تک وہ اس حال میں رہا۔ تیسرے دن شام کو جب اسے موت کا یقین آ گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے معبودوں کو پکارا۔ پہلے ان معبودوں میں سے افضل کو پکارا اس نے کوئی جواب نہ دیا پھر اس سے نیچے والے کو۔ یہاں تک کہ سب (معبودوں) کو پکارا۔ آخر کسی نے جواب نہ دیا۔ جب آدھی رات ہو گئی تو اس نے یہ دعا کی: اے میرے باپ دادا کے معبود! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی اور میں نے تیرے علاوہ ان معبودوں کو پکارا اگر ان کے پاس کوئی خیر ہوتی تو یہ میری بات کا جواب دیتے تو ہی میری مغفرت کر اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔ (جب اس نے یہ دعا کی) تو اس کی گرہیں کھل گئیں اور وہ شاخ

سے نیچے گر پڑا۔
ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اپنے بتوں کو پکارنا شروع ہوا تو کسی نے اسے جواب نہ دیا۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: اے حنّان، اے منّان! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے عرش سے لے کر زمین تک ہر معبود باطل ہے صرف تو ہی ایک معبود ہے۔ تو میری مدد فرما۔ راوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا اس نے اسے سولی سے کھول کر نیچے اتارا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہرے دار اسے پکڑ کر اپنے امیر کے پاس لے آئے اور بنی اسرائیل اکٹھے ہو گئے۔ امیر نے ان سے مشورہ کیا کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھول دیا اور آپ ہم سے اس کے بارے میں مشورہ لیتے ہیں۔ امیر نے کہا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے چاہا کہ تم سے مشورہ لے لوں۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے اسے چھوڑ دیا۔
حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ اللہ کی قسم! بنی اسرائیل میں اس کے بعد اس سے بہتر اور افضل کوئی شخص نہ تھا۔

ایک بادشاہ اور غیر اللہ کو پوجنے والی قوم کی توبہ کا واقعہ:

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا جو اپنے رب کا نافرمان تھا۔ مسلمانوں نے اس سے لڑائی کر کے اسے صحیح سالم پکڑ لیا پھر مسلمانوں نے مشورہ کیا کہ کس طرح اسے قتل کیا جائے سب کا اس رائے پر اتفاق ہوا کہ اس کو دیگ میں ڈال کے اس کے نیچے آگ بھڑکائی جائے۔ اور اس کو قتل نہ کیا جائے تاکہ یہ عذاب کا مزا چکھ لے لہٰذا انہوں نے اسی طرح ہی کیا اس نے اپنے معبودوں کو ایک ایک کر کے پکارنا شروع کیا کہ اے میرے فلانے معبود! میں تیری عبادت کرتا تھا اور تیرے لئے نماز پڑھتا تھا اور تیرا چہرہ صاف کرتا تھا تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے جب اس نے دیکھ لیا کہ وہ اسے کوئی

نفع نہیں دے رہے تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا : لاالہ الااللہ اور اخلاص کے ساتھ دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس پر آسمان سے بارش برسائی جس نے اس آگ کو بجھا دیا اور تیز ہوا آئی وہ دیگ اٹھا کر آسمان و زمین کے درمیان اسے گھمانے لگی اور وہ لاالہ الااللہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی قوم کے پاس پھینکا جو غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اور وہ لا الہ الااللہ کہہ رہا تھا انہوں نے اسے دیگ سے باہر نکال کر پوچھا کہ تیرا کیا قصہ ہے۔ اس نے کہا میں بنی فلاں کا بادشاہ ہوں اور میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تو وہ لوگ اس واقعے کو سن کر ایمان لے آئے۔

کنعان اور اس کی قوم کی توبہ کا واقعہ :

ابنِ سمعان بعض اہلِ علم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ظالم بادشاہ جسے کنعان کہا جاتا تھا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی ظالم اور سرکش نہیں تھا اور ذوالکفل اس سے چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اس کی بادشاہت میں رہ کر اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کنعان کو کہا گیا کہ تمہارے ملک میں ایک ایسا آدمی ہے جو تمہارے حالات خراب کر سکتا ہے اور لوگوں کو تمہارے غیر کی عبادت کی دعوت دیتا ہے بادشاہ نے اسے پیغام بھیج کر بلوایا تاکہ اسے قتل کر دے جب اسے بادشاہ کے پاس لایا گیا تو بادشاہ نے پوچھا یہ خبر جو مجھے پہنچی ہے کہ تو میرے غیر کی عبادت کرتا ہے، کیسی ہے؟ ذوالکفل نے بادشاہ سے کہا کہ آپ میری بات سن کر سمجھیں اور غصے نہ ہوں کیونکہ غصہ نفس کا دشمن ہے جو کہ نفس اور حق کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور نفس کو اس کی خواہشات کی طرف بلاتا ہے جو آدمی ہر چیز پر قادر ہو اس کے لئے غصہ مناسب نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ بات کریں۔ ذوالکفل نے بات شروع کی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بات شروع کی پھر ذوالکفل نے کہا : کہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ معبود ہیں۔ آپ کی جس پر بادشاہت ہے اسی کے معبود ہیں یا ساری مخلوق کے۔ اگر صرف اپنی رعیت کے معبود ہیں تو جو آپ کی رعیت میں نہیں ہے ان کے لئے معبود ہونے میں آپ کا

کوئی نہ کوئی شریک ہے اور اگر آپ ساری مخلوق کے معبود ہیں تو آپ کا معبود کون ہے ؟ بادشاہ نے کہا : تیرا بھلا ہو پھر میرا کون معبود ہے ؟ ذوالکفل نے کہا : جو آسمانوں اور زمینوں کا معبود ہے وہی ان کو اور اس سورج ، چاند ستاروں کو پیدا کرنے والا ہے تو اللہ سے ڈر اور اس کی سزا سے بچ جا اگر تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کر لے تو میں تمہارے لئے ثواب اور اس کے پڑوس میں ہمیشہ رہنے کی امید رکھتا ہوں۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ آپ مجھے بتائیں جو آپ کے معبود کی عبادت کرے اس کا کیا بدلہ ہے؟ ذوالکفل نے کہا : جب وہ مر جائے تو جنت اس کا بدلہ ہے۔ بادشاہ نے پوچھا : جنت کیا ہے؟ ذوالکفل نے جواب دیا : جنت وہ گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنے اولیا کا ٹھکانا بنایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا اس حال میں کہ وہ جوان ہوں گے ، امرد ہوں گے ، تینتیس سال کے ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کردے گا۔ یہ نعمتوں میں رہیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے ایسے جوان ہوں گے کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا ہمیشہ رہیں گے کبھی نکالے نہیں جائیں گے زندہ رہیں گے موت نہیں آئے گی۔ نعمتوں ، خوشیوں اور لذتوں میں ہوں گے بادشاہ نے پوچھا جو اس کی نافرمانی کرے اور اس کی عبادت نہ کرے اس کا کیا بدلہ ہے؟ ذوالکفل نے کہا : جہنم ہے۔

بیڑیوں سے باندھ کر شیاطین کے ساتھ جہنم میں داخل کردیئے جائیں گے ہمیشہ عذاب میں رہیں گے کبھی موت نہیں آئے گی بہت بڑی ذلت میں ہوں گے اور جہنم کے فرشتے انہیں لوہے کے ہتھوڑوں سے ماریں گے ان کا کھانا زقوم ٢٤ اور کانٹے ہوں گے اور ان کا پینا کھولتا ہوا پانی ہوگا۔ بادشاہ کا دل نرم ہو گیا اور اپنی گذشتہ زندگی پر رونے لگا اور ذوالکفل سے پوچھا کہ اگر میں اللہ پر ایمان لے آؤں تو میرے لئے کیا انعام ہوگا ذوالکفل نے جواب دیا کہ جنت ہوگی بادشاہ نے کہا میرے لئے اس کا کون ذمہ دار ہوگا ذوالکفل نے کہا میں اس کا ذمہ دار ہوں اور

٢٤۔ جہنم میں کانٹے دار ایک درخت ہے۔

تمہارے لئے ایک پرچی لکھتا ہوں جب تم اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنا اس پرچی میں جو کچھ ہے اس کا مطالبہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ یہ تمہیں سب کچھ پورا پورا دے دے گا کیونکہ وہ قادر ہے اور قاہر ہے وہ تمہیں پورا دے گا بلکہ اور زیادہ دے گا۔ بادشاہ اس بارے میں تھوڑی دیر سوچ کر ذوالکفل سے کہنے لگا ٹھیک ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ذمے پرچی لکھ دو۔ ذوالکفل نے بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم لکھ کر یہ کلمات لکھے: هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ الْكَفِيْلُ عَلَى اللّٰه تعالٰى لِكَنْعَانَ الْمَلِكِ ثِقَةً مِّنه بِاللّٰه تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا وَلِكَنْعَانَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِكَفَالَةِ فُلَانٍ اِنْ تَابَ وَرَجَعَ وَعَبَدَاللّٰهَ اَنْ يُّدْ خِلَهُ الْجَنَّةَ وَيُبَوِّئَهُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ وَاَنَّ لَهٗ عَلَى اللّٰه مَالِاَوْلِيَآئِهٖ وَاَنْ يُّجِيْرَهٗ مِنْ عَذَابِهٖ فَاِنَّهٗ رَحِيْمٌ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاسِعُ الرَّحْمَةِ سَبَقَتْ رَحْمَتُهٗ غَضَبَهٗ.

﴿یہ اللہ تعالیٰ کے فلاں کفیل کا خط ہے کنعان بادشاہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس بات کا یقین کرتے ہوئے جو شخص اچھے اعمال کرے اس کا اجر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اور اگر کنعان توبہ کر لے اور اللہ کی طرف رجوع کر کے اس کی عبادت میں لگ جائے تو اللہ تعالیٰ پر کنعان کے لئے فلاں کفیل کی یہ ذمہ داری ہے اسے جنت میں داخل کرے گا اور جہاں وہ (بادشاہ) چاہے گا اسے ٹھکانہ دے گا اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کے لئے وہ انعامات ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے لئے ہیں اور اسے اپنے عذاب سے بچائے گا کیونکہ وہ ایمان والوں پر رحم کرنے والا ہے۔ وسیع رحمت والا ہے اور اس کی رحمت اس کے غصے پر حاوی ہے﴾ پھر پرچی پر دستخط کر کے کنعان کے حوالے کر دیا۔ کنعان نے اسے کہا کیا آپ میری رہنمائی فرمائیں گے کہ اب میں کیا کروں۔ ذوالکفل نے کہا: آپ کھڑے ہو جائیں اور غسل کر کے نئے کپڑے پہنیں کنعان نے اس طرح کر لیا پھر ذوالکفل نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے اور شرک سے بری ہونے کا حکم دیا کنعان نے یہ بھی کر لیا پھر کنعان نے ذوالکفل سے پوچھا کہ میں اپنے رب کی عبادت کیسے کروں؟ ذوالکفل نے اسے شریعت کے احکام اور نماز سکھائی اس نے ذوالکفل سے کہا کہ اس

معاملے کو چھپاتے رہنا اور جب تک میں زاہدوں کے ساتھ نہ مل جاؤں اس وقت تک ظاہر نہ کرنا۔

راوی کہتے ہیں کنعان ملک چھوڑ کر چھپ کر نکل گیا اور عابدوں کے ساتھ جا ملا اور مختلف بیابان طے کرتا رہا اس کی رعیت نے اسے گم پا کر تلاش کرنا شروع کر دیا جب وہ اسے تلاش نہ کر سکے تو کہنے لگے کہ ذوالکفل کو تلاش کرو یہی ہے جس نے ہمارے معبود کو دھوکا دیا ہے کچھ لوگ بادشاہ کی تلاش میں نکل پڑے اور ذوالکفل چھپ گیا ایک مہینے کی مسافت طے کر کے بادشاہ کو تلاش کر لیا۔ جب بادشاہ کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کے سامنے سجدے میں گر گئے بادشاہ نماز سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کو سجدہ کرو اور کسی مخلوق کو سجدہ مت کرو کیونکہ میں آسمان، زمین، سورج، چاند کے رب پر ایمان لے آیا ہوں اس نے ان کو نصیحت کی اور انہیں ڈرایا بادشاہ کو درد شروع ہوا اور موت کا وقت آ گیا اس نے اپنے ساتھیوں کو یہ وصیت کی کہ مجھ سے نہ ہٹنا کیونکہ دنیا میں میرا یہ آخری وقت ہے جب میں مر جاؤں تو مجھے دفنا دینا اور وہ پرچی نکال کر ان کے سامنے پڑھی۔ انہوں نے جو کچھ اس میں تھا اس کو یاد کر لیا اور جان لیا۔ بادشاہ نے ان سے کہا کہ یہ فلاں کی پرچی ہے اس نے میرے لئے اپنے رب کے ذمہ لکھی ہے جو کچھ اس میں ہے وہ میں اپنے رب سے پورا پورا وصول کروں گا لہذا اس پرچی کو میرے ساتھ دفنانا جب وہ فوت ہو گیا انہوں نے اس تجہیز و تکفین کی اور وہ پرچی اس کے سینے پر رکھ کر اسے دفنا دیا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا وہ یہ پرچی لے کر ذوالکفل کے پاس آیا اور کہا: اے ذوالکفل! تیرے رب نے تمہاری کفالت کی وجہ سے کنعان کو پورا پورا بدلہ دے دیا ہے۔ اور یہ وہ پرچی ہے جو تو نے اس کے لئے لکھی تھی اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں اپنی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ اسی طرح کرتا ہوں۔ جب فرشتہ وہ پرچی ذوالکفل کے پاس لے کر آیا تو لوگوں کے سامنے معاملہ ظاہر ہو گیا وہ ذوالکفل سے کہنے لگے تو نے ہمارے بادشاہ کو ورغلایا اور دھوکا دیا ذوالکفل نے ان سے کہا نہ ہی میں نے اسے ورغلایا اور نہ

ہی اسے دھوکا دیا لیکن میں نے اسے اللہ کی طرف بلایا اور اس کے لئے جنت کا ضامن بنا اور تمہارا بادشاہ ایسے ایسے وقت میں فوت ہو گیا ہے اور تمہارے ساتھیوں نے اسے دفنایا ہے اور وہ یہ پرچی ہے جو میں نے اس کے لئے لکھی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے پورا پورا بدلہ دیا ہے اور یہ پرچی میری بات کی تصدیق ہے تم اپنے ساتھیوں کے واپس آنے تک انتظار کرو انہوں نے ذوالکفل کو قید کر لیا جب ان کے ساتھی واپس آئے لوگوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ انہوں نے ان آنے والوں سے پوچھا کہ جو پرچی تم نے اس کے ساتھ دفنائی تھی اسے پہچانتے ہو انہوں نے کہا : ہاں۔ پھر انہوں نے پرچی نکال کر ان آنے والوں کے سامنے پڑھی ساتھیوں نے کہا یہی وہ پرچی ہے جو اس کے پاس تھی اور ہم نے اسے فلاں دن دفنایا تھا۔ انہوں نے وہی دن بتایا جو ذوالکفل نے بتایا تھا وہ سارے ذوالکفل کے ہاتھ پر ایمان لے آئے اور اس کی اتباع کرنے لگے ایمان لانے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تک پہنچ گئی اور ذوالکفل ان کے لئے ایسے ہی کفیل بنا جیسے کنعان کیلئے بنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ذوالکفل رکھ دیا۔ (یعنی ذمہ داری اٹھانے والا)۔

بعض توبہ کرنے والی امتوں کا ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی توبہ کا واقعہ :

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے بچھڑے کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے توبہ مانگنے کے لئے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ان کے لئے سوائے اپنی جانوں کو قتل کرنے کے توبہ کی کوئی اور صورت نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے پاس واپس جاکر فرمایا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ صرف اس صورت میں قبول کرے گا کہ تم اپنے آپ کو قتل کر دو۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۲۵؎ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا تمہارے خالق کے نزدیک ۲۶؎ انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرتے ہیں اور اپنے کئے پر شرمندہ ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے یہ وعدہ کیا کہ قتل اور فیصلہ کے وقت صبر کرنا۔ انہوں نے کہا جی ہاں (اس معاہدے کو پورا کریں گے) صبح کو وہ سارے کے سارے گھروں کے صحنوں میں نکل آئے جو مجرم نہیں تھے موسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ تلواریں لے کر جو ملے اسے قتل کر دیں۔ وہ لشکر کی صورت میں نکلے اور کہا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی جگہ بیٹھا رہے اور نہ اپنی آنکھ اٹھائے اور نہ اپنے پاؤں سے کسی کو روکے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ کر دے۔ پس انہیں قتل کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کا کوئی آدمی اپنی قوم کے پاس آتا اور وہ اپنے گھروں کے صحن میں بیٹھے ہوتے انہیں آکر ترغیب دیتا یہ تمہارے بھائی تمہارے پاس تلواریں سونتے ہوئے آئے ہیں لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ وہ شخص جو اپنے بندھن کو کھول دے یا اپنی جگہ سے کھڑا ہو یا نہیں

---

۲۵ - سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۵۴۔

۲۶ - بیان القرآن ج ۱ ص ۳۲۔

گھور کر دیکھے یا ہاتھ پاؤں سے اپنا بچاؤ کرے اس پر اللہ کی اور اللہ کے فرشتوں کی لعنت ہو وہ آمین کہتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب انہیں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہم اپنے والدین اور اپنی اولاد اور اپنے بھائیوں کو کیسے قتل کریں گے۔ راوی فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اندھیرا اتار دیا۔ جس کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتا تھا پھر انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہماری توبہ کی قبولیت کی کیا نشانی ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تلواریں اور ہتھیار اُٹھ جائیں کوئی اثر نہ کریں اور اندھیرا چھٹ جائے۔ راوی فرماتے ہیں۔ انہوں نے قتل شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس قدر خون بہا جو ناف تک پہنچ گیا اور وہ اس میں ڈوبنے لگے اور بچے چیخنے لگے اور پکارنے لگے کہ اے موسیٰ! معافی چاہتے ہیں معافی چاہتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے سامنے روئے تو اللہ نے رحمت نازل فرمائی اور ہتھیار اُٹھ گئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے آواز دی کہ اپنے بھائیوں سے ہتھیار اٹھالو رحمت نازل ہوگئی ہے اور اندھیرا چھٹ گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کے مقتولین شہداء ہیں اور ان کے زندہ بخشے ہوئے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام جب اپنی قوم کے ایمان لانے سے ناامید ہوگئے تو ان کے لئے بد دعا کی کہا اے اللہ! میری قوم تو کفر پر ہی ڈٹی ہوئی ہے تو ان پر اپنا عذاب نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں تمہاری قوم پر عذاب نازل کرنے والا ہوں۔ یونس علیہ السلام ان سے تین دن بعد عذاب نازل ہونے کا وعدہ کر کے اپنے گھر والوں کو لے کر اس بستی سے نکل گئے اور ان کے دونوں چھوٹے بچے بھی ان

کے ساتھ تھے۔ اور پہاڑ پر چڑھ کے اہلِ نینویٰ کو دیکھنے لگے اور عذاب کا انتظار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ داروغہ جہنم سے کہو کہ جو کے دانے کے برابر جہنم سے ایک چنگاری نکال دے اور یہ لے جا کے اہلِ نینویٰ کا احاطہ کرو۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کیا یونس علیہ السلام کی قوم نے اس وقت عذاب اترتا ہوا دیکھا جو وقت یونس علیہ السلام نے بتایا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب انہوں نے عذاب کے نازل ہونے کا یقین کر لیا تو شرمندہ ہوئے اور انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ یونس علیہ السلام نے انہیں سچ کہا تھا اور یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے کے لئے نکلے تو انہیں تلاش نہ کر سکے پھر مشورہ کیا کہ ہم سب جمع ہو کر اللہ سے توبہ کریں لہٰذا وہ تل الرماد اور تل التوبہ ۱ / ۲۶ ؎ کے مقام کی طرف نکلے۔ مرد اور عورتیں اور جوان سب نکلے اور اپنے ساتھ اپنے جانوروں کو بھی لے گئے۔ بچوں کو اور ان کی ماؤں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور اپنے سروں پر مٹی ڈالنے لگے۔ اپنے پاؤں کے نیچے کانٹے بچھانے لگے اور ٹاٹ اور اون کے کپڑے پہن لئے۔ پھر اونچی آواز سے رونے لگے اور دعا مانگنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سچی توبہ کو جان لیا۔ فرشتوں نے عرض کیا۔ اے اللہ! تیری رحمت ہر شے پر وسیع ہے اگر تو اولادِ آدم کے ان بڑوں کو عذاب دینا چاہتا ہے تو چھوٹے بچوں اور چوپاؤں کا کیا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبریل! ان سے عذاب کو اٹھالو۔ میں نے ان کی توبہ قبول کر لی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فلولا کانت قریۃٌ امنت فنفعھا ایمانُھا الّا قومَ یُونُسَ لمّا امنوا کشفنا عنھُم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدُّنیا ومتّعنٰھُم الٰی الحین۔ ۲۷ ؎ چنانچہ کوئی ایسی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا۔ ہاں مگر

---

۱ / ۲۶ تل التوبہ: نینویٰ کے قریب دجلہ کی شرقی جانب شہر موصل کے بالمقابل ایک ٹیلہ ہے جہاں کوئی زیارت گاہ تھی۔ بعض نے کہا ایک عام ٹیلہ ہے چونکہ قوم یونس نے وہاں جا کر توبہ کی تھی اور وہ توبہ قبول ہوئی اس کو تل التوبہ کہتے ہیں۔ معجم البلدان ۲ / ۴۰۴۔

۲۷ ؎ سورۃ یونس آیت نمبر ۹۸۔

یونس علیہ السلام کی قوم جب وہ ایمان لائے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص تک عیش دیا۔ ۲۸ے
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی۔ یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ . یا حَیُّ مُحْیِ الْمَوْتیٰ و یَا حَیُّ لَا اِلٰہَ اِلَّااَنْتَ. ﴿اے وہ ذات جو اس وقت زندہ تھی جب کوئی زندہ نہ تھا اے وہ ذات جو زندہ رہنے والی ہے اور مُردوں کو زندہ کرنے والی ہے اے وہ ذات جو زندہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں﴾ جب انہوں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کو ان سے ہٹالیا۔
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ کی روایت میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ سے نجات دی تو واپس آئے اور اپنی قوم کے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جو بکریاں چرا رہا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے چرواہے سے پوچھا اے اللہ کے بندے! تم کون ہو۔ اس نے کہا میں یونس بن متی کی قوم کا آدمی ہوں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا کہ یونس کا کیا بنا اس نے کہا مجھے ان کا حال معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے بہتر اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچے تھے۔ انہوں نے ہمیں عذاب کے بارے میں خبر دی جو وقت انہوں نے ہمیں بتایا۔ اسی وقت عذاب آ گیا۔ پھر ہم نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا۔ ہم یونس علیہ السلام کو تلاش کر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں کوئی خبر سنی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس دودھ ہے اس نے کہا جس ذات نے یونس علیہ السلام کو عزت دی اس کی قسم جب سے حضرت یونس ہم سے جدا ہوئے ہیں اس وقت سے نہ آسمان سے بارش اتری ہے اور نہ زمین سے گھاس اُگا ہے۔ یونس علیہ السلام نے کہا تم یونس کے الہ کی قسمیں کھاتے ہو اس نے کہا ہم حضرت یونس علیہ السلام کے معبود کے غیر کی قسم نہیں کھاتے۔ ہمارے شہر میں حضرت یونس علیہ السلام کے معبود کے غیر کی قسم کھا کر

۲۸ے بیان القرآن ج ۵ ص ۳۰.

کوئی شخص کوئی کام کرتا ہے تو اس کی زبان گدی سے کھینچ لی جاتی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اس سے کہا یہ بات ان میں کب سے پیدا ہوئی۔ اس نے کہا جب سے اللہ نے عذاب ہم سے دور کیا۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ میرے پاس ایک بھیڑ لے آؤ وہ چرواہا حضرت یونس علیہ السلام کے پاس خشک دودھ والی بھیڑ لے آیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس کے پیٹ پر پھیرا۔ پھر اسے کہا کہ اللہ کے حکم سے دودھ اتار دے۔ بھیڑ نے دودھ اتارا حضرت یونس علیہ السلام نے اس کا دودھ نکالا اسے خود بھی پیا اور چرواہے نے بھی پیا۔ چرواہے نے کہا۔ اگر حضرت یونس علیہ السلام زندہ ہیں تو آپ ہی ہیں۔ یونس علیہ السلام نے کہا اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں میرا سلام کہو اور بادشاہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو شخص یونس علیہ السلام کو دیکھنے کی خبر میرے پاس لائے گا اور اس پر دلیل لائے گا تو میں اس کے لئے اپنی بادشاہت چھوڑ دوں گا اور اسے اپنی جگہ بٹھا دوں گا۔ اور میں یونس علیہ السلام کی صحبت اختیار کر لوں گا۔ لہذا اس چرواہے نے کہا۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ لوگ مجھے کہیں گے تو نے بادشاہ کے اعلان کی وجہ سے خبر دی ہے اور تو بادشاہت کی لالچ کرتا ہے اور تو جھوٹ بولتا ہے اور ہماری قوم میں جو جھوٹ بولتا ہے اس کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کے نزدیک معزز آدمی ہیں لہذا اگر میں بغیر دلیل کے انہیں یہ خبر دوں گا تو مجھے جھٹلا کر قتل کر دیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ جس بکری کا ہم نے دودھ پیا ہے یہی بکری تمہاری سچائی کی گواہی دے گی اور ایک پتھر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ یہ پتھر بھی تمہاری گواہی دے گا۔ اس چرواہے نے جا کر یونس علیہ السلام کا سلام پہنچایا اور خبر دی تو قوم نے اسے جھٹلا دیا۔ اور جب بکری اور پتھر نے گواہی دی تو سب جمع ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کی یاد پر رونے لگے اور حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ نہ سکے اور انہوں نے چرواہے سے کہا تو ہم سے بہتر ہے اور ہمارا سردار ہے کہ تو نے یونس علیہ السلام کو دیکھ لیا ہے۔ پھر انہوں نے چرواہے کو بادشاہ بنا دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم میں تجھ سے

زیادہ بلند مرتبے والا کوئی نہیں۔ جب تم نے یونس علیہ السلام کو دیکھ لیا ہے تو اس کے بعد ہم تمہاری نافرمانی نہیں کریں گے اور اس چرواہے نے ان پر چالیس سال بادشاہت کی۔

ایک نبیؑ کی قوم کی توبہ کا واقعہ :

حضرت سعید بن سنان الحمصی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کی قوم پر عذاب اترنے والا ہے اس نبی نے اپنی قوم کو اس کی اطلاع کی اور انہیں حکم کیا کہ اپنے برگزیدہ لوگوں کو نکال کے توبہ کریں اور فرمایا کہ اپنی قوم کے تین برگزیدہ آدمیوں کو توبہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف نکالو تو قوم سے تین آدمی نکلے۔

(۱) ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ ! تو نے ہمیں اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام پر اتاری ہوئی تورات میں یہ حکم کیا ہے جب ہمارے دروازے پر کوئی مانگنے والا آئے تو ہم اس کے سوال کو رد نہ کریں لہذا ہم سائل بن کر تیرے دروازے پر آئے ہیں لہذا تو ہمارے سوالوں کو رد نہ کر۔ (۲) دوسرے نے کہا اے اللہ ! تو نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام پر اتاری جانے والی تورات میں ہمیں یہ حکم کیا ہے کہ جو ہم سے زیادتی کرے ہم اسے معاف کریں۔ ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی تو ہمیں معاف فرما۔ (۳) تیسرے نے کہا اے اللہ ! تو نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام پر اتاری جانے والی کتاب میں اپنے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم کیا اور ہم تیرے بندے اور تیرے غلام ہیں تو ہمیں عذاب سے آزاد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں معاف کر دیا۔

سابقہ اُمتوں کے چند توبہ کرنے والوں کے واقعات

اصحاب انصار کی توبہ کا واقعہ :

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرماتے تھے پہلے زمانے کی بات ہے۔ تین آدمی سفر کر رہے تھے کہ بارش برسنے لگی انہوں نے ایک غار میں پناہ لی ابھی وہ غار میں داخل ہوئے ہی تھے کہ پہاڑ سے ایک پتھر لڑھکتا ہوا آیا جس نے غار کے منہ کو ان پر بند کر دیا انہوں نے محسوس کیا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ ایک آدمی نے دعا مانگتے ہوئے کہا اے اللہ ! میرے ماں باپ بہت زیادہ بوڑھے ہو گئے تھے اور میں اپنے اہلِ و عیال سے پہلے ان کو دودھ پلاتا تھا۔ ایک روز مجھے چراگاہ کی تلاش دور لے گئی۔ جب میں شام کو واپس (دیر سے) لوٹا تو ماں باپ سو چکے تھے۔ میں دودھ نکال کر حسبِ معمول ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ سو چکے تھے۔ ان کا جگانا بھی ناگوار نظر آیا اور ان کو دودھ پلانے سے پہلے اہلِ و عیال کو دودھ پلانا بھی ناگوار گزرا۔ میں رات بھر دودھ کا پیالہ ہاتھ میں اٹھائے ماں باپ کے پاس کھڑا رہا۔ اور ان کو بے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا اور بچے میرے پاؤں کے پاس بھوک سے روتے چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی وہ نیند سے بیدار ہوئے تو انہیں پہلے دودھ پلایا اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے اس پتھر کی مصیبت کو دور فرما جس میں ہم مبتلا ہیں پتھر تھوڑا سا سرک گیا۔ لیکن غار سے نہ نکل سکتے تھے۔ دوسرے نے کہا۔ اے اللہ ! میرے چچا کی بیٹی تھی جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ بھلی معلوم دکھائی دیتی تھی (ایک روایت میں ہے) میری محبت اس کے ساتھ غیر معمولی تھی جیسا کہ مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے اس سے تکمیل خواہش کا ارادہ کیا لیکن اس نے انکار کیا یہاں تک کہ اس کو قحط سالی

نے آدبایا وہ میرے پاس آئی میں نے اس کو اس شرط پر کہ وہ میرے ساتھ تخلیہ میں بیٹھے ایک سو بیس دینار دینے کی رضامندی کا اظہار کیا چنانچہ وہ رضامند ہو گئی۔ جب میں نے اس پر قابو پالیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور ناجائز مہر نہ توڑ میں وہاں سے اٹھا حالانکہ اس لڑکی کی شدید محبت سے دوچار تھا اور ان دیناروں کو وہیں چھوڑ کر آ گیا جو میں نے اس کو دیئے تھے۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطاء فرما چنانچہ پتھر ہٹ گیا لیکن باہر نکلنے کی گنجائش نہ تھی۔ تیسرے نے کہا اے اللہ! میں نے چند مزدور اجرت پر لگائے تھے ایک مزدور کے علاوہ سبھی مزدوروں کو ان کی اجرت دے دی مگر ایک مزدور اپنی مزدوری کو کم سمجھتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا میں اس کی مزدوری کو تجارت میں لگا کر بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ مال بہت زیادہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ میرے پاس آیا اس نے کہا اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دیجئے۔ میں نے کہا جو کچھ تو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے سب تیرا مال ہے اونٹ گائے بکریاں غلام سب تیرے ہیں اس نے کہا اے بندۂ خدا! میرے ساتھ مذاق مت کر۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا تو وہ شخص تمام مال لے کر چلا گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے تو ہم سے ہماری مصیبت دور فرما۔ چنانچہ پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا اور وہ باہر نکل کر چل دیئے۔

کفل کی توبہ کا واقعہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ کفل بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا اس کے پاس ایک عورت آئی اسے اس نے زنا کرنے کی شرط پر ساٹھ دینار دیئے۔ جب وہ زنا کے لئے بیٹھا تو وہ عورت کانپ گئی اور رو پڑی۔ کفل نے عورت سے

پوچھا کیوں رو رہی ہے کیا میں نے تجھے مجبور کیا ہے عورت نے کہا تو نے مجبور تو نہیں کیا لیکن میں نے زنا کبھی نہیں کیا۔ کفل نے کہا جب تو نے یہ کام کبھی نہیں کیا ابھی تو اس کے لئے کیوں آمادہ ہوئی۔ عورت نے کہا کہ مجھے ضرورت نے اس پر مجبور کیا۔ اس نے عورت کو چھوڑ دیا۔ اور کہا چلی جا اور دینار بھی تیرے ہیں۔ پھر اس نے قسم کھا کر کہا اللہ کی قسم کفل کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ اسی رات کو اس کا انتقال ہو گیا۔ صبح کو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت کر دی۔ ۲۹ ؎

ایک عابد اور بدکار عورت کی توبہ کا واقعہ :

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بدکار عورت تھی جس کو (دنیا کا) تہائی حسن دیا گیا تھا جو سو دینار لے کر زنا پر تیار ہوئی اس پر ایک عابد کی نگاہ پڑ گئی۔ عابد کے دل میں اس کی محبت بیٹھ گئی وہ چلا گیا اور اپنے ہاتھ سے مزدوری اور محنت کے سو دینار جمع کر کے اس عورت کے پاس آ گیا اور اسے پورا قصہ سنایا کہ میرے دل میں تیری محبت بیٹھ گئی تھی میں چلا گیا اور ہاتھ سے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کر کے تیرے پاس لایا ہوں۔ عورت نے اندر آنے کی اجازت دے دی اور اس کا سونے کا پلنگ تھا اس پر بیٹھ کر اس عابد سے کہنے لگی کہ آجا۔ جب وہ آکر بیٹھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت (یعنی قیامت کا دن) کو یاد کیا تو اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس سے کہنے لگا مجھے چھوڑ دے میں جانا چاہتا ہوں اور یہ سو دینار تیرے ہیں۔ عورت نے کہا تجھے کیا ہو گیا تو تو ابھی یہ کہہ رہا تھا مجھے دیکھ کر تیرے دل میں محبت پیدا ہوئی اور محنت مزدوری کر کے تو نے سو دینار جمع کئے جب تو مجھ پر پورا پورا قادر ہو گیا تو اب تو کہتا ہے مجھے چھوڑ دے۔ عابد نے جواب دیا کہ اللہ کا خوف اور اللہ کے سامنے کھڑا ہونا مجھے یاد آ گیا۔ اب تو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ مبغوض لگتی ہے۔ وہ فاحشہ عورت کہنے لگی۔ اگر تو سچا ہے

---

۲۹ ؎ الترمذی کتاب صفة القيامة ب ٤٨ حديث نمبر ٢٤٩٦

تو تیرے علاوہ میرا کوئی اور خاوند نہیں ہو گا۔ عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے میں جاتا ہوں۔ اس عورت نے کہا نہیں۔ اس شرط پر چھوڑ دوں گی کہ تو مجھ سے شادی کرلے۔ عابد نے پھر انکار کر دیا۔ اس عورت نے کہا۔ اس شرط پر چھوڑتی ہوں۔ اگر میں تیرے پاس پہنچ گئی تو تو مجھ سے نکاح کرے گا۔ عابد نے کہا شاید ایسے ہو جائے۔ عابد اپنے اوپر کپڑے اوڑھ کے اپنے شہر کی طرف نکل پڑا۔ اس عورت نے تائب ہو کر اپنے کردار پر شرمندہ ہو کر وہاں سے کوچ کر لی اور عابد کے شہر میں پہنچ گئی۔ اس عابد کا گھر اور اس کا نام پوچھا۔ لوگوں نے اسے اس عابد کا گھر بتلایا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے عابد سے کہا گیا کہ ملکہ تمہارے پاس آرہی ہے۔ جب عابد نے اسے آتا ہوا دیکھا تو ایک سسکی لی اور مر گیا۔ اس عورت نے کہا کہ تو مجھ سے نکاح کرنے سے چوک گیا۔ کیا کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہے لوگوں نے بتلایا کہ اس کا ایک بھائی ہے جو فقیر آدمی ہے۔ اس عورت نے کہا کہ اس کی محبت کی وجہ سے اس کے بھائی سے ہی نکاح کر لیتی ہوں لہذا اس عابد کے بھائی سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے سات انبیاء پیدا فرمائے۔

بانسری بجانے والے کی توبہ کا واقعہ :

بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بانسری بجانے والا اپنے پڑوسی کی لڑکی سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس لڑکی کو اس کے گھر والوں نے کسی دوسری بستی میں کام کے لئے بھیجا۔ اس نے جا کر اس لڑکی کو ورغلایا۔ اس لڑکی نے کہا کہ میں تجھ سے تیری بہ نسبت زیادہ محبت کرتی ہوں لیکن تو یہ کام مت کر کیونکہ میں اللہ سے ڈرتی ہوں۔ اس جوان نے کہا کہ تو اللہ سے ڈرتی ہے اور میں اللہ سے نہ ڈروں۔ توبہ کر کے واپس آ گیا۔ اسے پیاس نے اتنا ستایا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا۔ بنی اسرائیل کا ایک رسول اس کے پاس سے گزرا اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ اس جوان نے بتایا کہ مجھے پیاس ستا رہی ہے۔ اس رسول نے کہا کہ آجا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بستی میں پہنچنے

تک سایے کا انتظام کر دے۔ وہ جوان کہنے لگا۔ میرا تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے اس رسول نے کہا کہ میں دعا مانگوں گا تو آمین کہنا۔ رسول نے دعا مانگی اس جوان نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے بستی میں پہنچنے تک ان کے لئے سایے کا انتظام فرما دیا۔ جب وہ جوان اپنے گھر جانے لگا تو وہ بادل اس کی طرف مائل ہو گئے۔ رسول واپس آیا اور کہنے لگا۔ تم نے تو یہ کہا تھا کہ تمہارا تو کوئی عمل قابلِ ثواب نہیں اور میں نے دعا کی تم نے صرف آمین کہی اور یہ سایہ دار بادل بستی تک ہمارے ساتھ آیا اور ابھی تمہارے ساتھ ہو گیا مجھے اپنا حال سناؤ۔ اس نے اپنا پورا قصہ بیان کیا۔ رسول نے کہا کہ توبہ کرنے والے کا اللہ کے ہاں وہ درجہ ہے جو کسی کا نہیں۔
(فائدہ) اس توبہ کرنے والے کے ساتھ اللہ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ لوگوں کو توبہ کی ترغیب ہو ورنہ کوئی توبہ کرنے والا کسی نبی اور رسول کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (امداد اللہ)

روٹی والے کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابو بردہؒ فرماتے ہیں میرے والد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو اپنے بیٹوں سے کہا اے میرے بیٹو! صاحبِ رغیف کو یاد کرو کہ یہ ایسا عابد تھا جو ستر سال تک اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتا رہا ایک دن عبادت خانہ سے نیچے اترا تو شیطان نے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک عورت کو لا کر کھڑا کیا وہ اس عورت کے ساتھ سات دن یا سات راتیں رہا۔ پھر اس کی عقل سے گمراہی کا پردہ ہٹا تو تائب ہو کر وہاں سے نکلا۔ ہر قدم پر نماز پڑھتا اور سجدہ کرتا۔ ایک چبوترے پر اسے رات گزارنی پڑی جس پر بارہ مسکین تھے۔ تھکاوٹ نے اسے گھیر رکھا تھا۔ دو آدمیوں کے درمیان میں سو گیا۔ وہاں ایک راہب تھا وہ روزانہ رات کو ان کے پاس روٹیاں بھیجتا اور ہر آدمی کو ایک روٹی دیتا تھا۔ اور روٹی والا آیا اور اس نے ہر آدمی کو ایک ایک روٹی دی اور اس آدمی کے پاس سے گذرا اور یہ سمجھا کہ یہ بھی مسکین ہے اسے ایک روٹی دے دی تو یہ آدمی جس کو اس نے روٹی نہ دی۔ اس نے تقسیم کرنے والے سے کہا کہ تو نے مجھے روٹی نہیں دی۔ تقسیم

کرنے والے نے کہا۔ تمہارا کیا خیال ہے میں نے تمہیں روٹی نہیں دی۔ تم کسی سے پوچھو میں نے کسی کو دو روٹی تو نہیں دی۔ پوچھنے پر سب نے کہا کہ کسی کو دو روٹی نہیں ملی۔ تو روٹی دینے والے نے کہا: اللہ کی قسم آج رات تو میں تجھے کچھ نہ دوں گا۔ اس توبہ کرنے والے نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود صبح ہونے تک بھوک سے مر گیا۔ پھر حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا اے میرے بیٹو! روٹی والے کو یاد کرو۔ فرمایا کہ ستر سال کی عبادت کو سات راتوں سے موازنہ کیا گیا تو سات راتیں عبادت سے بھاری ہو گئیں پھر سات راتوں کا ایک روٹی سے موازنہ کیا گیا تو وہ روٹی بھاری ہو گئی۔

بنی اسرائیل کے ایک راہب کی توبہ کا واقعہ :

مغیث بن سمی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے عبادت خانے میں ساٹھ سال تک عبادت کرتا رہا۔ ایک دن بارش ہوئی اس نے زمین کی طرف دیکھا تو زمین اسے اچھی لگی۔ دل میں خیال آیا کہ اگر نیچے اتر کر زمین میں چلوں اور اسے دیکھوں تو کیا اچھا ہو گا وہ نیچے اترا اور اپنے ساتھ ایک روٹی بھی لایا۔ ایک عورت اس کے سامنے آئی۔ وہ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا اور اس سے زنا کر لیا۔ اسی حال میں اس کی موت آگئی۔ موت سے پہلے اس کے پاس ایک مانگنے والا آیا تو وہ روٹی اسے دے دی۔ اور مر گیا۔ اس کے ساٹھ سال کے عمل کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور اس کے گناہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ گناہ والا پلڑا جھک گیا۔ پھر گناہ والے پلڑے کے مقابلہ میں وہ روٹی رکھی گئی تو روٹی والا پلڑا گناہ والے پلڑے سے بھاری ہو گیا۔

ایک عابد کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں ایک عابد نے ایک عورت کی ران پر ہاتھ رکھ کے بات کی پھر وہ چلا گیا اور اپنا ہاتھ آگ میں رکھ دیا۔ یہاں تک کہ ہاتھ جل گیا۔

پاؤں والے کی توبہ کا واقعہ :

عبد الرحمٰن بن زید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد

اپنے عبادت خانے میں طویل زمانہ تک عبادت کرتا رہا۔ ایک دن اس نے نیچے جھانک کر ایک عورت کو دیکھا۔ عورت کی محبت دل میں بیٹھ گئی اور اس سے گناہ کرنے کے ارادے سے نیچے اترنے کے لئے اپنی ٹانگ نکالی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے گذشتہ عبادت کی وجہ سے بچالیا۔ اس نے دل میں سوچا کہ میں کیا کام کرنے کے ارادہ سے نکل رہا ہوں تو اپنے ارادے پر شرمندہ ہوا۔ جب اپنی ٹانگ اندر لے جانے کا ارادہ کیا تو کہا ہائے افسوس یہ وہ ٹانگ ہے جو اللہ کی نافرمانی کے ارادے سے نکلی۔ اب یہ میرے گرجے میں میرے ساتھ واپس آئے گی اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اسے گرجے کے باہر ہی چھوڑ دیا۔ وہ گرجے سے باہر لٹکی رہی اسے ہوائیں اور بارش اور سردی گرمی لگتی رہی۔ یہاں تک کہ کٹ کر نیچے گر گئی۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور بعض کتابوں میں ذوالرِّجل کے لقب سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔

برخ عابد کی توبہ کا واقعہ:

حضرت کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل پر قحط پڑ گیا۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بارش کی دعا کرانے کے لئے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ پہاڑ کی طرف نکلو۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکل پڑے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر چڑھ گئے تو یہ اعلان کیا۔ جس آدمی نے کوئی گناہ کیا ہو وہ میرے پیچھے نہ آئے (اس اعلان پر) آدھے سے زیادہ لوگ واپس چلے گئے پھر دوسری مرتبہ اعلان کیا جس آدمی نے کوئی گناہ کیا ہو وہ میرے پیچھے نہ آئے۔ دوبارہ اعلان سن کر ایک اندھے آدمی کے علاوہ جسے برخ العابد کہا جاتا تھا سارے کے سارے واپس چلے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برخ العابد سے فرمایا کی تو نے میرا اعلان نہیں سنا۔ اس نے کہا جی ہاں سنا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اس نے کہا میرے خیال کے مطابق مجھ سے کوئی گناہ نہیں ہوا۔ ہاں ایک عمل ہے۔ اگر وہ گناہ ہے تو میں واپس

چلا جاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا عمل ہے اس نے کہا کہ میں ایک مرتبہ راستے میں جا رہا تھا۔ ایک حجرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اس سلب شدہ آنکھ سے اندر دیکھ لیا لیکن مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ وہ مرد ہے یا عورت پھر میں نے اپنی آنکھ سے کہا کہ میرے اعضاء میں سے تو ہی گناہ کی طرف سبقت لے گئی۔ اس کے بعد تو میرے جسم کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا میں نے آنکھ میں انگلی ڈالی اور اسے اکھیڑ کر باہر پھینک دیا۔ اگر یہ گناہ ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ گناہ نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا اے برخ! تو بارش کی دعا مانگ۔ اس نے یہ دعا مانگی۔ قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ مَاعِنْدَكَ لَا يَنْفَدُ وخَزَائِنُكَ لَاتفْنىٰ وَاَنْتَ بِالْبُخْلِ لَا تُرْمىٰ فَمَا هٰذَا الَّذِیْ لَاتعْرَفُ بِهٖ اِسْقِنَا الْغَيْثَ اَلسَّاعَةَ السَّاعَةَ. ﴿اے قدوس! اے قدوس! جو نعمت تیرے پاس ہے وہ ختم نہیں ہوگی اور تیرے خزانے کبھی فنا نہیں ہوں گے اور تو بخل کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا۔ یہ کیا حالت ہے جس کی وجہ سے تو پہچانا نہیں جا رہا۔ ابھی ابھی ہمارے لئے بارش برسا دے۔﴾

راوی کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور برخ کیچڑ میں لت پت ہو کر واپس آئے۔ (یعنی بہت بارش ہوئی)

ایک گناہ گار بندے کی توبہ کا واقعہ :

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل پر قحط پڑا۔ لوگ جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے کلیم اللہ! ہمارے لئے اپنے رب سے بارش برسانے کے بارے میں دعا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں لے کر ایک میدان میں نکلے ان کی تعداد ستر ہزار سے کچھ زائد تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اِلٰهِیْ اِسْقِنَا غَيْثَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ وَارْحَمْنَا بِالْاَطْفَالِ الرُّضَّعِ وَالْبَهَائِمِ الرُّتَّعِ وَالْمَشَائِخِ الرُّكَّعِ ﴿اے اللہ! ہم پر بارش برسا اور ہم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول

دے۔ دودھ پینے والے بچوں، چرنے والے جانوروں اور جھکنے والے بوڑھوں کی وجہ سے ہم پر رحم فرما۔ یہ دعا کرنے کے بعد آسمان اور زیادہ صاف ہوگیا اور دن زیادہ گرم ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے معبود! اگر تیرے ہاں میرا مرتبہ پرانا ہوچکا ہے تو نبی امی حضرت محمد ﷺ جن کو تو آخری زمانے میں مبعوث کرے گا ان کے مرتبے کی وجہ سے ہم پر رحم فرما۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تمہارا مرتبہ میرے ہاں پرانا نہیں ہوا اور نہ آپ کا میرے ہاں مرتبہ کم ہے لیکن تمہارے اندر ایک بندہ ہے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے۔ لوگوں میں اعلان کرو۔ وہ تمہارے درمیان سے نکل جائے۔ اسی کی وجہ سے میں نے تم پر بارش روکی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے میرے معبود اور سردار! میں کمزور بندہ ہوں اور میری آواز کمزور ہے یہ ستر ہزار سے کچھ زیادہ ہیں میری آواز کہاں پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آواز لگانا آپ کا کام ہے اور پہنچانا میرا کام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے چالیس سال سے اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے والے بندے! تو ہمارے اندر سے نکل جا۔ تیری وجہ سے ہم پر بارش رکی ہوئی ہے۔ وہ گناہ گار بندہ کھڑا ہوا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نہ نکلا۔ پھر اس نے یقین کر لیا کہ میں ہی اس سے مراد ہوں اور اپنے دل میں سوچا کہ اگر ان کے درمیان سے نکلتا ہوں تو بنی اسرائیل کے سامنے رسوا ہوتا ہوں اور اگر ان کے ساتھ بیٹھتا ہوں تو یہ میری وجہ سے محروم ہوتے ہیں اس نے اپنا سر گریبان میں ڈالا اور اپنے افعال پر شرمندہ ہو کر یہ دعا کی۔ اے میرے معبود اور میرے سردار! میں نے چالیس سال تیری نافرمانی کی اور تو نے مجھے ڈھیل دی۔ اب میں تیرا فرمانبردار بن کر تیرے پاس آیا ہوں تو میری توبہ قبول کر لے۔ اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ ایک سفید بادل اٹھا جس نے مشکیزوں کے منہ کی طرح بارش برسائی (اتنی زیادہ بارش ہوئی جیسے مشکیزے کو بھر کر اس کا منہ کھول دیا جائے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ

!کس کی وجہ سے تو نے ہم پر بارش فرمائی حالانکہ ہم میں سے تو کوئی نہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! جس کی وجہ سے بارش روکی تھی اسی کی وجہ سے بارش برسائی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ! یہ فرمانبردار بندہ مجھے دکھادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! جب وہ میرا نافرمان تھا تو میں نے اسے رسوا نہیں کیا جب وہ میرا فرمانبردار ہو گیا ہے تو اب میں اسے کیسے رسوا کروں اے موسیٰ! میں چغلخوروں سے نفرت کرتا ہوں اور میں خود چغلخور بن جاؤں۔

ایک سرکش نوجوان کی توبہ کا واقعہ :

حضرت وھب بن منبہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک سرکش نوجوان تھا۔ اس کے بدکردار ہونے کی وجہ سے بستی والوں نے اسے بستی سے نکال دیا۔ شہر کے باہر ایک بے آباد میدان میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہاں پہنچ کر اس کو غسل دیں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور یہ اعلان کر دیں جس شخص کے گناہ زیادہ ہوں۔ وہ اس کے جنازے میں شریک ہو تاکہ میں اس کے گناہ کو بخش دوں۔ اور اس کو میرے پاس اٹھا کر لاؤ (یعنی اس کو جلدی دفناؤ) تاکہ میں اس کا اکرام کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں اعلان کیا۔ بہت سے لوگ جمع ہو کر اس کے پاس گئے تو اسے پہچان لیا۔ انہوں نے کہا۔ اے اللہ کے نبی! یہ تو وہی فاسق ہے جس کو ہم نے بستی سے نکالا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ بات سن کر تعجب میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ لیکن جب اس بیابان میں اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے دائیں بائیں دیکھا اسے کوئی دوست اور کوئی رشتہ دار نظر نہ آیا اور یہ خیال کیا کہ میں اس بیابان میں اکیلا اجنبی اور ذلیل پڑا ہوا ہوں۔ اس نے میری طرف آنکھ اٹھائی اور کہا الٰھی

عَبْدٌ مِنْ عِبادِكَ غرِيْبٌ فِي بلاَ دِكَ لَوْعَلِمْتُ اَنْ عَذَابي يَزِيْدُ فِيْ مُلكِكَ وعفوكَ عنيَ يُنقِصُ مِنْ مُلْكِكَ لَماسَئَلْتُكَ الْمغفرَةَ وَلَيْسَ لي مَلجأٌ وَلاَ رجاءٌ الاّاَنْتَ وقدْ سمعتُ فِيْ مااَنْزَلْتَ اَنَّكَ قُلْتَ اِنِي اَنَا الْغفُوْرُ الرَّحِيْمُ فلاتُخيِبْ رَجائِي ﴾ اے اللہ! میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں، تیری سلطنت میں اجنبی ہوں، اگر میں یہ جان لیتا کہ مجھے عذاب دینا تیری بادشاہت کو بڑھائے گا اور مجھے معاف کرنا تیری بادشاہت کو گھٹائے گا تو میں تجھ سے بخشش کا سوال نہ کرتا۔ تیرے سوا میرا کوئی ٹھکانہ اور جائے امید نہیں اور جو تو نے اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا ہے کہ بیشک میں بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہوں۔ یہ میں سن چکا ہوں لہذا مجھے نا امید نہ کر۔﴾

اے موسیٰ! کیا مجھے یہ اچھا لگتا تھا کہ میں اس کی دعا کو رد کر دیتا جبکہ یہ اس حال میں اجنبی تھا۔ اس نے میری طرف مجھے ہی وسیلہ بنایا اور میرے سامنے زاری کی۔ میری عزت کی قسم۔ اگر یہ روئے زمین کے تمام گناہگاروں کے لئے مجھ سے بخشش کا سوال کرتا تو میں انہیں بخش دیتا۔ اس کی اجنبیت کی ذلت کی وجہ سے اے موسیٰ! میں بیگانے کا ٹھکانہ ہوں اور اس کا حبیب ہوں اور اس کا طبیب ہوں اور اس پر شفقت کرتا ہوں۔

بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کی توبہ کا واقعہ :

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے دو مرد ایک مسجد کی طرف گئے۔ ان میں سے ایک مسجد میں داخل ہو گیا اور دوسرا مسجد کے باہر بیٹھ کر کہنے لگا کہ میرے جیسا آدمی جس نے اللہ کی نافرمانی کی ہو وہ اللہ کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تو اسے صدیقین میں لکھ دیا گیا۔

اور بنی اسرائیل کے ایک آدمی سے گناہ سرزد ہو گیا۔ وہ اس پر غمگین ہوا۔ وہ اس پریشانی کی وجہ سے چکر کھانے لگا اور یہ کہنے لگا کہ میں اپنے رب کو کیسے راضی کروں گا اسے بھی صدیقین میں لکھ دیا گیا۔

ایک نافرمان آدمی کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ربیعہ بن عثمان تیمی کہتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے خیر اور توبہ کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش تلاش کرتا ہوں پھر جنگل کی طرف نکل گیا اور چیخ کر یہ کہنے لگا یَاسَمَاءُ اِشْفَعِیْ لِیْ یَاجِبَالُ اِشْفَعِیْ لِیْ یَااَرْضُ اِشْفَعِیْ لِیْ یَامَلَائِکَۃُ اِشْفَعِیْ لِیْ ﴿اے آسمان! تو میرا سفارشی بن جا، اے پہاڑ تو میرا سفارشی بن جا، اے زمین! تو میری سفارشی بن جا، اے فرشتو! تم میرے سفارش بن جاؤ﴾ اور اسے بہت پریشانی لاحق ہوئی، بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا فرشتے نے اسے اٹھا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول کر لی ہے اس آدمی نے کہا۔ اللہ کے ہاں میرا سفارشی کون بنے گا۔ فرشتے نے کہا تیرا ڈر تیرے لئے اللہ کے ہاں سفارشی بنے گا۔

ظالم بستی سے نکلنے والے کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو بستیاں تھیں۔ ایک کے رہنے والے نیک ۳۰؎ اور دوسری کے ظالم ۳۱؎ ایک آدمی نیک بستی کے ارادے سے ظالم بستی سے نکلا۔ اس دوران ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی۔ اس کے بارے میں فرشتے اور شیطان کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ شیطان نے کہا۔ اس نے کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔ (لہذا یہ جہنمی ہے) فرشتے نے کہا یہ توبہ کے ارادے سے نکلا تھا (لہذا جنتی ہے) ان کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کی مسافت کو ناپا جائے کس بستی کے زیادہ قریب ہے۔ جب پیمائش کی تو وہ نیک بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب پایا گیا لہذا اس کی مغفرت کر دی گئی۔

۳۰؎ جس کے رہنے والے نیک تھے۔

۳۱؎ جس کے رہنے والے ظالم تھے۔

سو انسانوں کے قاتل کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا پہلی قوموں میں ایک آدمی نے ننانوے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس نے معلوم کرنا چاہا کہ اس وقت روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے۔ ایک راہب کی نشاندھی کی گئی اس نے راہب سے کہا میں نے ننانوے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے کیا توبہ کی کوئی صورت ہے راہب نے کہا نہیں اس نے راہب کو بھی قتل کر ڈالا چنانچہ سو کی تعداد پوری ہو گئی پھر اس نے دریافت کیا کہ روئے زمین پر کون بڑا عالم ہے چنانچہ ایک عالم کے متعلق بتایا گیا اس نے اس عالم سے کہا کہ میں سو آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں کیا توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس عالم نے جواب دیا۔ ہاں توبہ کی قبولیت سے کون سی چیز رکاوٹ بن سکتی ہے۔ فلاں علاقے میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں تو بھی ان کی رفاقت میں اللہ کی عبادت میں شمولیت اختیار کر اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ آنا وہ بری زمین ہے۔ وہ شخص چل دیا۔ جب نصف مسافت پر پہنچا تو فوت ہو گیا اب اس کے متعلق رحمت کے اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا رحمت کے فرشتوں کا موقف تھا کہ یہ انسان تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے تو کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا چنانچہ فیصلے کے لئے ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا تمام نے اس کو ثالث تسلیم کر لیا اس نے کہا دونوں طرف کی زمین ناپ لو۔ جس طرف کی مسافت کم ہو گی اس کا استحقاق اس بنیاد پر ہو گا۔ جب زمین کو ناپا گیا تو جس طرف وہ جا رہا تھا اس کی مسافت کم نکلی اس بنیاد پر رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح کو اپنے قبضے میں کر لیا۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں ہم سے حضرت حسن نے بیان کیا کہ جب اس نے دیکھا کہ موت آنے لگی ہے تو اپنے آپ کو نیکیوں کی بستی کی طرف گھسیٹا۔ بس اسی

وجہ سے اللہ نے اسے نیکوں کی بستی کے قریب اور برے لوگوں کی بستی سے دور کر دیا لہٰذا اسی سے فرشتوں نے اسے نیکوں کے ساتھ ملا دیا۔ ۱/ ۳۱ ؎

بنی اسرائیل کے ایک چور کی توبہ کا واقعہ:

حضرت وھیب بن الورد فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں میں سے ایک آدمی ایک چور کے پاس سے گزرے جو اپنے قلعہ میں تھا۔ جب چور نے انہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں توبہ کا شوق پیدا کر دیا۔ اس نے اپنے دل میں سوچا یہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں اللہ کی روح اور اللہ کا کلمہ ہیں اور یہ ان کا حواری ہے اور اے بد بخت! تو کون ہے تو بنی اسرائیل کا ایک چور ہے جو ڈکیتی کرتا ہے اور مال چھینتا ہے اور خون بہاتا ہے پھر وہ اپنے افعال پر شرمندہ ہو کر تائب ہو کر ان کی طرف اتر آیا۔ جب ان سے مل گیا تو اپنے جی میں سوچا کہ تو ان دونوں کے ساتھ چلنا چاہتا ہے۔ تو ان کے ساتھ ساتھ چلنے کا اہل نہیں ہے تو مجرم اور گناہگار کی طرح ان کے پیچھے چل۔ راوی کہتے ہیں حواری نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پہچان لیا اور اپنے جی میں کہا کہ اس بد بخت خبیث کو دیکھو اور ہمارے پیچھے اس کے چلنے کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مافی الضمیر کو جان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی بھیجی کہ حواری اور چور کو حکم دیں کہ دونوں اپنا عمل نئے سرے سے شروع کریں چور کی تو میں نے مغفرت کر دی ہے اس کی توبہ اور ندامت کی وجہ سے اور حواری کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اس کی خود پسندی کی وجہ سے۔

ایک بستی کے گمراہوں اور بدکار لڑکیوں کی توبہ کا واقعہ:

حضرت حسن ابو جعفر کہتے ہیں کہ لقمان حبشی ایک آدمی کے غلام تھے وہ انہیں بازار میں بیچنے کے لئے آیا۔ جب کوئی انہیں خریدنے کے لئے آتا تو یہ اسے کہتے تم

۱/ ۳۱ ؎ رواہ البخاری فی کتاب الأنبیاء، حدیث رقم ۳٤۷۰ و مسلم فی کتاب التوبة، حدیث رقم ۲۷٦٦ – و أحمد فی مسندہ ۳/ ۲۰–۲۱

مجھے خرید کر کیا کرو گے وہ کہتا میں آپ سے فلاں فلاں خدمت لوں گا یہ ان سے کہتے۔ آپ کے سامنے میری ایک ضرورت ہے یہ کہ آپ مجھے نہ خریدیں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی انہیں خریدنے کے لیئے آیا انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم مجھے خرید کر کیا کرو گے۔ اس نے کہا میں آپ کو اپنے دروازے پر چوکیدار بناؤں گا۔ انہوں نے کہا آپ مجھے خرید لیں۔ وہ انہیں خرید کر اپنے گھر لے آیا اور اس کے مالک کی تین بیٹیاں تھیں جو بستی کے اندر گمراہی پھیلاتی تھیں جب ان کا مالک اپنی زمین کی طرف جانے لگا تو ان سے کہا۔ میں نے ان لڑکیوں کا کھانا اور ضروریات مہیا کر دی ہیں جب میں نکل جاؤں تو دروازہ بند کر کے اسکے پیچھے بیٹھ جانا اور میرے آنے تک اسے نہ کھولنا (مالک کے جانے کے بعد ان لڑکیوں نے لقمان سے کہا دروازہ کھولو۔ انہوں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ لڑکیوں نے لقمان کا سر زخمی کیا اور خون بہہ پڑا جب لقمان کا سردار آیا تو لقمان نے اسے کوئی خبر نہ دی۔ دوسرے دن پھر اس سردار نے نکلتے وقت کہا کہ میں نے ان کی ضروریات انہیں پہنچادی ہیں لہذا تم دروازہ ہرگز نہ کھولنا جب وہ نکل گیا تو لڑکیاں ان کے پاس آ کر کہنے لگیں کہ دروازہ کھولو۔ انہوں نے انکار کیا۔ تو لڑکیاں ان کا سر زخمی کر کے واپس چلی گئیں۔ یہ بیٹھے رہے جب ان کا سردار آیا تو اسے کچھ نہ بتایا۔ بڑی لڑکی نے یہ کہا کہ یہ کیسا حبشی غلام ہے کیا یہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے زیادہ لائق ہے؟ اللہ کی قسم میں ضرور توبہ کروں گی۔ اس نے توبہ کر لی۔ چھوٹی نے کہا کہ حبشی غلام اور یہ بڑی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مجھ سے زیادہ لائق ہیں؟ اللہ کی قسم! میں ضرور توبہ کروں گی۔ اس نے بھی توبہ کر لی۔ درمیان والی لڑکی نے کہا۔ کیا یہ دونوں اور یہ حبشی غلام اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مجھ سے زیادہ لائق ہیں۔ اللہ کی قسم میں ضرور توبہ کروں گی۔ اس نے بھی توبہ کر لی۔ بستی کے گمراہوں نے کہا۔ کیا یہ حبشی اور فلاں کی بیٹیاں ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لائق ہیں انہوں نے بھی توبہ کر لی اور وہ بستی کے عابد بن گئے۔

صاحبِ فاحشہ کی توبہ کا واقعہ :

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک آدمی فاحشہ عورت سے زنا کر کے نہر میں نہانے کے لئے داخل ہوا تو پانی نے اسے آواز دی اے فلاں ! کیا تجھے شرم نہیں آتی ؟ کیا تو اس گناہ سے توبہ نہیں کرتا ؟ کیا تو یہ ارادہ نہیں کرتا کہ یہ گناہ دوبارہ نہیں کروں گا۔ وہ پانی سے خوفزدہ ہو کر نکل آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ ایک پہاڑ پر آیا جس میں بارہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے وہ ان کی صحبت میں رہنے لگا جب وہاں پر قحط نازل ہوا تو وہ پہاڑ سے نیچے اترے گھاس وغیرہ کو تلاش کرنے کے لئے وہ اس نہر کے پاس سے گزرے۔ اس آدمی نے انہیں کہا میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا انہوں نے پوچھا کیوں ؟ وہ کہنے لگا اس لئے کہ وہاں کوئی ایسی شئے ہے جو میرے گناہ پر مطلع ہے لہذا مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ وہ مجھے دیکھ لے۔ وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے تو نہر نے انہیں آواز دی اے عبادت کرنے والو! تمہارے ساتھی کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ یہ کہتا ہے کہ یہاں کوئی ایسی شئے ہے جو میرے گناہ سے واقف ہے لہذا میں اس کے سامنے آنے سے حیا کرتا ہوں۔ نہر نے کہا سبحان اللہ کہ جب تمہاری اولاد یا تمہارے رشتہ دار توبہ کرلیں اور اپنے والد کی محبوب چیز کی طرف لوٹ آئیں کیا تم اس پر ناراض ہو گے ؟ تمہارے ساتھی نے توبہ کرلی ہے اور جو کام مجھے پسند ہے اس کی طرف رجوع کرلیا ہے لہذا میں بھی اس سے محبت رکھتی ہوں۔ اس کے پاس جا کر اسے اطلاع کردو اور میرے کنارے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو۔ اس کے ساتھیوں نے جا کر اسے اطلاع کی وہ ان کے ساتھ آگیا۔ کچھ زمانہ نہر کے کنارے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے پھر صاحبِ فاحشہ کا انتقال ہو گیا تو نہر نے انہیں آواز دی۔ اے عبادت کرنے والو! اور اے زاہد بندو! اسے میرے پانی سے غسل دو اور اسے میرے کنارے پر دفن کرو تا کہ یہ قیامت کے دن میرے قریب سے اٹھایا جائے۔ اس کے ساتھیوں

ابو خیثمہ ہو۔ جب قریب آگئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو خیثمہ! تمہارے لئے یہی بہتر تھا پھر انہوں نے حضور ﷺ کو اپنا پورا واقعہ سنایا۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم نے اچھا کیا ۳۲ ؎ اور ان کے لئے دعا بھی کی۔

حضرت مخشن بن حُمَیّر رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ :

راوی بیان کرتے ہیں کہ منافقین کا ایک گروہ تھا جن میں قبیلہ اشجع کے ایک آدمی مخشن بن حُمَیّر جو حضور پاک علیہ السلام کے ساتھ بنو سلمہ کا حلیف ہے یہ بھی تھا۔ یہ تبوک جا رہے تھے کہنے لگے کہ تم بنو الاصفر کے قتال کو دوسروں کے قتال کی طرح سمجھتے ہو؟ اللہ کی قسم کل کو ہم رسیوں میں بندھے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی بات سے آگاہ کیا یہ حضور ﷺ کے پاس عذر چاہنے کے لئے آئے اور مخشن بن حمیر نے عرض کی اے اللہ کے رسول! مجھے میرے اور میرے باپ کے نام نے بٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ان کو معاف فرما دیا۔ ان نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ ۳۳ ؎ ﴿اگر ہم تمہارے ایک گروہ کو معاف کر دیں﴾ راوی فرماتے ہیں۔ یہی گروہ ہے جسے اللہ نے معاف فرمایا۔ پھر ان کا نام عبدالرحمٰن بن حمیر رکھا گیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ایسی جگہ شہادت مانگی جہاں کسی کو ان کا پتہ نہ چل سکے لہذا یہ یمامہ کے دن شہید ہوئے اور ان کا نشان تک نہ مل سکا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ :

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے اپنے والد سے یہ بیان کرتے ہیں کہ میں کسی غزوہ میں حضور ﷺ سے پیچھے نہیں رہا۔ البتہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکا اور غزوہ بدر میں نہ شریک ہونے والے مورد عتاب نہ ہوئے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان قریش کے قافلے کے لئے نکلے تھے۔ بلا ارادہ اللہ

---

۳۲ ۔ الاستیعاب ج ٤ ص ٥٢، ٥٣، فتح الباری ج ٨ ص ١١٩۔

۳۳ ۔ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ٦٨۔

تعالیٰ نے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کروادیا۔ عقبہ کی رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جہاں ہم نے اسلام پر ڈٹے رہنے کا پختہ عہد کیا میرے نزدیک اس کی بجائے جنگ بدر میں شریک ہونا زیادہ محبوب نہ تھا اگرچہ عام طور پر لوگوں میں غزوہ بدر کا چرچا بہ نسبت بیعت عقبہ کے بہت زیادہ ہے غزوہ تبوک میں میرے پیچھے رہنے کا واقعہ یوں ہے کہ میں ان دنوں بہ نسبت دوسرے غزوات کے زیادہ قوت کا مالک اور بہت مالدار تھا خدا کی قسم اس سے قبل مجھے کبھی دو سواریاں میسر نہیں آئیں۔ لیکن اس جنگ میں میرے پاس دو سواریاں موجود تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی کسی محاذ پر جنگ کرنے کے لئے تیاری فرماتے تو اس کو پردۂ اخفاء میں رکھتے ہوئے دوسرے محاذ کا نام لیتے۔ لیکن جنگ تبوک کے لئے جب رسول اللہ ﷺ تیاری فرمارہے تھے تو گرمی شدت سے پڑ رہی تھی۔ سفر لمبا تھا لق ودق جنگلات کو طے کرنا تھا۔ دشمن تعداد میں زیادہ تھے۔ اس لئے آپؐ نے واشگاف الفاظ میں محاذ کا تعین فرمایا تاکہ وہ جنگ کی مکمل تیاری کریں۔ مسلمانوں کی تعداد کافی تھی کسی رجسٹر میں ان کے ناموں کا اندراج نہ تھا پس جو شخص جنگ میں شریک نہ ہوتا جب تک کہ اس کے متعلق وحی نازل نہ ہوتی اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہ چلتا۔ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ سے جنگ کے لئے نکلے تو اس وقت میوہ جات پک چکے تھے اور درختوں کے سائے گھنے ہو چکے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا میلان پھلوں اور درختوں کے سایوں میں رہنے کی طرف زیادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان جنگ کی تیاری کر چکے تھے میں صبح کے وقت جنگ کی تیاری کے لئے آمادہ ہوتا مگر میرا ارادہ تشنۂ تکمیل رہتا اور دل ہی دل میں سوچتے ہوئے کہہ اٹھتا کہ میں جب چاہوں گا کر گزروں گا تمام وسائل میسر ہیں۔ میں اسی کشمکش میں رہا لیکن لوگوں نے سفر کی تیاریاں مکمل کر لیں چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح سویرے جنگِ تبوک کے لئے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے لیکن میں سفر کے سامان کی تیاری نہ کر سکا دوسرے روز بھی کچھ کئے بغیر واپس آ گیا مسلسل

میری یہی کیفیت رہی۔ مجاہدین محاذ کی طرف تیزی سے جارہے تھے مجھے برابر یہ خیال دامن گیر رہا کہ میں جب بھی نکل پڑا تو ان سے جاملوں گا۔ کاش میں اس خیال کو عملی جامہ پہنا دیتا لیکن میرے مقدر میں یہ نہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں مدینہ کے بازاروں میں نکلتا تو مجھے یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا کہ سوائے منافقین اور معذور، کمزور انسانوں کے میرے جیسا مجھے کوئی نظر نہ آتا۔ تبوک پہنچ کر آپ ﷺ نے مجھے یاد فرمایا۔ پاس بیٹھنے والے لوگوں سے پوچھا۔ کعب بن مالکؓ کا کیا بنا۔ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ اس کو اس کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف دیکھنے نے روک لیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ چونک اٹھے۔ کہنے لگے تم نے غلط کہا۔ بخدا اے اللہ کے رسول! اس کے متعلق ہم تو سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ اسی دوران آپ ﷺ نے ایک سفید پوش آدمی کو ریگستان میں آتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا "ابو خیثمہ" ہوگا، تو واقعی وہ ابو خیثمہ ہی نکلا۔ یہ وہ انسان تھے جس پر منافقین نے زبان طعن دراز کی تھی جب اس نے ایک صاع کھجوریں خیرات کی تھیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے وطن کی جانب آرہے ہیں تو مجھے غم واندوہ نے گھیر لیا اور میں جھوٹ بنانے کے لئے سوچنے لگا۔ اب کون سی تدبیر کل مجھے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی سے بچا سکے گی۔ گھر والوں میں سے جو لوگ سمجھدار تھے ان سے مدد طلب کر رہا تھا۔ پھر جب مجھے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب آنے والے ہیں تو فرسودہ خیالات ذہن سے محو ہونے لگے۔ اور میں نے محسوس کیا دروغ گوئی سے مجھے نجات حاصل نہیں ہوگی پس میں نے سچ بولنے کا عزم کر لیا۔ ابھی صبح رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے درمیان بیٹھ جاتے حسبِ معمول جب آپ ﷺ نے ایسا کیا تو تبوک سے پیچھے رہنے والے لوگ عذر خواہی کرتے

ہوئے قسمیں اٹھاتے ہوئے آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ یہ لوگ اسی سے کچھ زائد تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی ظاہری حالت کو دیکھ کر ان کے عذر کو قبول فرمایا۔ ان سے بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور ان کی باطنی حالت کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ بالآخر میں حاضر ہوا اسلام کیا۔ آپ ﷺ مسکرائے تو ضرور لیکن ناراض دکھائی دیتے تھے۔ فرمایا آؤ میں آپ کے سامنے جاکر بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پیچھے رہ جانے کی کیا وجہ تھی کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسولِ خدا! اگر میں آپ کے علاوہ کسی دنیادار انسان کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً میں عذر خواہی کرتا ہوا اس کی ناراضگی سے نجات حاصل کر لیتا مجھے نکتہ آفرینی کا ملکہ حاصل ہے لیکن خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں اگر جھوٹ کہہ کر آپ ﷺ کو راضی کر لیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا اور اگر میں سچی بات کہہ دوں تو آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اچھے انجام کی امید ہے۔ خدا کی قسم مجھے کچھ عذر نہیں تھا خدا کی قسم میں کبھی اتنا مضبوط اور مالدار نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے سچ کہہ دیا ہے۔ چلے جاؤ اللہ تمہارا فیصلہ فرمائیں گے بنو سلمہ کے کچھ لوگ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگے مجھ سے کہا خدا کی قسم اس سے پہلے ہمارے علم میں تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ تجھ سے کوئی عذر بھی نہ پیش کیا جاسکا جیسا کہ دیگر پیچھے رہ جانے والوں نے عذر پیش کئے۔ تمہارے قصور کی معافی کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ لوگ مجھے ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاکر اپنی پہلی بات کی تکذیب کر دوں لیکن میں نے ان سے پوچھا کیا اس معاملہ میں میرے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے انہوں نے کہا ہاں تیرے ساتھ دو آدمی اور بھی ہیں جنہوں نے وہی بات کہی ہے جو تو نے کہی ہے اور نبی ﷺ نے جو بات تجھ سے کہی ہے ان سے بھی وہی بات کہی ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا مرارہ بن ربیع عامری رضی اللہ عنہ اور

ھلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے جب میرے سامنے دو نیک انسانوں کا نام لیا جو غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے اور میرے لئے اسوہ تھے ان کا نام سننے کے بعد میں اپنے پہلے موقف پر قائم رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگِ تبوک میں نہ شریک ہونے والوں میں صرف ہم تینوں کے مقاطعہ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ لوگ ہم سے کنارہ کشی اختیار کر گئے اور بالکل بدل گئے۔ یہاں تک کہ میرے لئے گویا زمین بدل چکی تھی اور اس سے کچھ جان پہچان نہ تھی۔ پچاس روز تک ہماری کیفیت یہی رہی میرے دونوں ساتھی کمزور تھے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ البتہ میں نوجوان طاقتور تھا۔ ادائیگی نماز کے لئے مسجد میں جاتا بازاروں میں گھومتا لیکن کوئی شخص مجھ سے گفتگو نہ کرتا۔ ادائیگی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضری دیتا سلام کہتا۔ دل میں خیال کرتا میرے سلام کے جواب میں آپ ﷺ نے لب مبارک ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھنی شروع کر دیتا اور نظریں چرا کر دیکھتا جب میری مشغولیت نماز میں ہوتی تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے اور جب میری توجہ آپ ﷺ کی طرف ہوتی۔ تو آپ ﷺ اعراض فرماتے۔ خلاصہ یہ کہ جب مسلمانوں کی جفاکشی درازتر ہوگئی تو میں ایک روز ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اس کے پاس پہنچا۔ ابو قتادہ میرے چچازاد بھائی اور بہترین دوست تھے میں نے سلام کیا مگر خدا کی قسم اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ابو قتادہ! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو میرے متعلق جانتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت ہے؟ وہ خاموش رہا۔ میں نے دوبارہ خدا کا واسطہ دیا اس دفعہ بھی وہ چپ رہا پھر میں نے تیسری بار واسطہ دے کر پوچھا تو اس نے صرف اتنا کہا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے اس کے اس جواب سے میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے میں دیوار پھاند کر واپس چلا آیا۔ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں گھوم پھر رہا تھا کہ ملک شام کا ایک باشندہ کسان جو مدینہ کی منڈی میں غلہ فروخت کرنے آیا تھا۔ میرے متعلق پوچھ رہا تھا کہ مجھے

کعب بن مالک کا پتہ بتایئے جواباً لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا اس نے میرے پاس پہنچ کر میرے ہاتھ میں غسان کے بادشاہ کا خط پکڑایا میں چونکہ لکھنا جانتا تھا میں نے پڑھا اس میں تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (رسول اللہ ﷺ) نے تجھ پر زیادتی کی ہے حالانکہ اللہ نے تجھے ذلت اور گمنامی کا مقام نہیں دیا۔ پس تم ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہاری حوصلہ افزائی کریں گے۔ میں نے خط پڑھنے کے بعد کہا یہ بھی میری ایک آزمائش ہے۔ فوراً میں نے اس کو تنور میں جھونک دیا۔ جب پچاس دنوں سے چالیس دن گزر گئے اور وحی بھی خاموش رہی تو ایک روز رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک قاصد آیا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرو اور قربت نہ کرو۔ میرے دوسرے دو ساتھیوں کی طرف بھی اسی قسم کا پیغام بھجوایا گیا میں نے اپنی بیوی سے کہا اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ فرمادیں۔ ھلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی عورت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ یارسول اللہ ﷺ ھلال بن امیہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے کوئی خادم بھی نہیں رکھتا کیا اگر میں اس کی خدمت کرتی رہوں تو آپ اس کو ناگوار فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن اس کو قربت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم اس میں کوئی حرکت ہی نہیں ہے اور جب سے یہ واقعہ رونما ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک برابر رو رہا ہے۔ میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا اگر تم بھی رسول اللہ سے اجازت طلب کرلو۔ اس لئے کہ آپؐ نے ھلال بن امیہ کی عورت کو خدمت کرنے کی اجازت عطاء فرمادی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا اور نہیں معلوم آپ کیا جواب دیں گے پھر میں تو ایک نوجوان انسان ہوں۔ اسی طرح دس راتیں گزر گئیں۔ کل پچاس راتیں گزر چکی تھیں پچاسویں رات کی صبح میں نے صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر ادا کی اور میری حالت بالکل وہی تھی جس کی نقشہ کشی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمائی ہے کہ میں اپنی جان سے بیزار ہو چکا تھا اور زمین باجود

وسیع ہونے کے تنگ ہو چکی تھی اچانک میں نے سلع پہاڑی پر بلند آواز کے ساتھ ایک منادی کرنے والے کی آواز کو سنا کہ اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ میں فوراً سجدے میں گر پڑا اور مجھے معلوم ہوا کہ امید کی کرنیں جلوہ افروز ہو رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمالی ہے۔ لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لئے چل دیئے تھے میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے کے لئے لوگ پہنچے اور میری طرف ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اسلم قبیلہ کا ایک آدمی دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اس کی آواز گھوڑ سوار سے پہلے پہنچی۔ جب وہ میرے پاس آیا جس کی آواز کو میں نے سنا کہ وہ مجھے خوشخبری سنا رہا ہے تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم اس وقت میں صرف ان دو کپڑوں کا ہی مالک تھا اور میں نے عاریۃً دو کپڑے لے کر پہن لئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے چل پڑا۔ راستہ میں لوگ جماعتوں کی شکل میں مجھے توبہ کی قبولیت پر مبارکباد پیش کر رہے تھے اور مجھے کہہ رہے تھے۔ مبارک ہو خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ میں مسجد میں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھے تھے۔ مجھے آتا دیکھ کر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میری طرف لپکا مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔ خدا کی قسم مہاجرین سے اس کے علاوہ کوئی دوسرا انسان نہ اٹھا، چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی اس پیشوائی کو کبھی فراموش نہ فرماتے۔ کعب بیان کرتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا تو آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک رہا تھا فرمایا خوش ہو جاؤ۔ جب سے تمہاری والدہ نے تمہیں جنا ہے آج کا دن تمہارے لئے سب سے بہترین ہے میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ بشارت نامہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ دمک اٹھتا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اس سے ہم آپ کی خوشی معلوم کرتے تو جب میں آپؐ کے سامنے جا کر بیٹھا۔ میں نے عرض

کیا۔ یارسول اللہ! میری توبہ کی تکمیل تب ہو گی کہ میں اپنے تمام مال سے دستبرداری اختیار کرتا ہوا اللہ اور اس کے رسول کی خدمت میں صدقہ پیش کروں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ مال اپنے قبضہ میں رکھو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کیا تو میں خیبر کے حصہ کو اپنے قبضہ میں کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی بدولت نجات دی ہے۔ اب میری توبہ کی تکمیل سے ہے کہ پوری زندگی سچ بولوں۔ اللہ کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سچ بولنے کا عہد کیا تو میں نہیں سمجھتا کہ سچائی کے متعلق مجھ سے زیادہ کسی مسلمان کی آزمائش ہوئی ہو اور خدا کی قسم اس دن سے لے کر آج تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے جھوٹ سے محفوظ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النبیَ وَالْمُهَا جرِیْنَ وَالْاَ نصَار الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِی سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رءوفٌ رَّحِیْمٌ. ۳۴۔

﴿بیشک خدا نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو باوجود اسکے کہ ان میں سے بعضوں کے دل جلد پھر جانے کو تھے مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے، پھر خدا نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بیشک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا اور مہربان ہے۔﴾ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوا حتیٰ اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسهُمْ وَظَنُّوا اَنْ لَّامَلْجَاَمِنَ اللّٰهِ اِلَّآاِلَیْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا. اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْ اللّٰهَ وَكُوْنُوامَعَ الصَّادِقِیْنَ. ۳۵۔

﴿اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دو بھر ہو گئیں اور انہوں نے

۳۴۔ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۱۷۔

۳۵۔ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۱۸، ۱۱۹۔

جان لیا کہ خدا (کے ہاتھ) سے خود اس کے سوا کوئی پناہ نہیں پھر خدا نے ان پر مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کریں یقیناوہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور راستبازوں کے ساتھ رہو) حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے نوازا ہے۔ مجھ پر اس سے بڑا اور کوئی انعام نہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا ورنہ جھوٹ بولنے سے میں تباہ و برباد ہو جاتا۔ جیسا کہ جھوٹ بولنے والے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کو جس قدر برا قرار دیا ہے شاید دوسرے مجرموں کو اتنا مذموم قرار نہیں دیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ. ۳۶ ۔

٭ جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تمہارے اوپر خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان پر در گزر کرو۔ سو ان کی طرف التفات نہ کرنا۔ یہ ناپاک ہیں اور جو کام یہ کرتے رہے ہیں ان کے بدلے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ یہ تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ لیکن اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ گے تو خدا تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔ ٭ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارا تین آدمیوں کا معاملہ ان لوگوں سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا جن کی عذر خواہی اور قسموں کو قبول کر لیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی لیکن ہمارے معاملہ کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا فیصلہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ وہ تین آدمی جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا اس آیت کا مطلب یہ لینا (کہ وہ تین آدمی جو جنگ تبوک سے پیچھے رہ گئے شریک نہ ہو سکے) صحیح نہیں ہے۔

---

۳۶ ۔ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۹۶،۹۵۔

حضرت ابو لبابہؓ کی توبہ کا واقعہ :

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جو غزوۂ تبوک میں حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنے آپ کو ستون کے ساتھ باندھ دیا اور قسم کھائی کہ نہ میں اپنے آپ کو کھولوں گا نہ کھانے کی کوئی چیز چکھوں گا نہ کچھ پیوں گا یہاں تک کہ مجھ پر موت واقع ہو جائے یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے۔ وہ سات دن اسی حال میں رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہاں تک کہ بے ہوش ہونے کے قریب ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ انہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول کر لی ہے انہوں نے کہا میں اپنے آپ کو نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ حضور ﷺ تشریف لا کر خود مجھے اپنے ہاتھ سے کھولیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے آ کر انہیں اپنے ہاتھ سے کھولا۔ پھر ابو لبابہ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! میری توبہ یہ ہے کہ میری قوم کی جس بستی میں یہ گناہ سرزد ہوا اس سے ہجرت کر لوں اور اپنا مال اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کر دوں آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو لبابہ! تمہارے لئے تہائی صدقہ کرنا کافی ہے۔

حضرت سائب بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ نے حضور ﷺ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ آپ ہماری طرف کوئی قاصد بھیجیں جس وقت قریظہ پر محاصرہ سخت ہو چکا تھا آپ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اپنے حلیفوں کے پاس جاؤ۔ کیونکہ انہوں نے اوس میں سے تمہیں چنا ہے ابو لبابہ فرماتے ہیں میں ان کے پاس پہنچا جس وقت کہ ان پر محاصرہ سخت ہو چکا تھا وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے اے ابو لبابہ! ہم تمام لوگوں کو چھوڑ کر تمہارے موالی بنتے ہیں۔ کعب بن اسد کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے ابو بشیر! ہم نے تمہارے معاملے میں اور تمہاری قوم کے معاملے میں حدائق اور بعاث کے دن اور ہر اس لڑائی کے دن جس میں تم شریک تھے وہ تم بخوبی جانتے ہو۔ اور ہمارے اوپر اس

وقت محاصرہ سخت ہو چکا ہے اور ہم ہلاک ہو رہے ہیں اور محمد ﷺ نے ہمارے قلعہ سے جدا ہونے سے انکار کر دیا ہے یہاں تک کہ ہم ان کے حکم پر اتر آئیں۔ اگر آپ کا نبی ہمیں چھوڑ دے تو ہم شام یا خیبر میں چلے جائیں گے اور کبھی ان کے خلاف جمع ہو کر ان کے مخالفین کی تعداد کو نہیں بڑھائیں گے۔ ہمارے حال کو تم دیکھ رہے ہو ہم نے دوسروں پر آپ کو ترجیح دی ہے کیونکہ محمد ﷺ انکار کر چکے ہیں مگر اس صورت میں کہ ہم ان کے حکم پر اتر آئیں۔ ابو لبابہ نے کہا جی ہاں یا تو تم ان کے حکم پر اتر آؤ اور اپنے حلق یعنی ذبح ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت ابو لبابہ کہتے ہیں کہ میں نادم ہوا اور میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی۔

۳۷ ؎

حضرت کعب نے کہا اے ابو لبابہ! تمہیں کیا ہو گیا عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی۔ حضرت ابو لبابہ فرماتے ہیں میں ان کے قلعے سے نیچے اتر آیا۔ میری داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور لوگ میرے واپس آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے قلعے کے پیچھے ایک دوسرا راستہ اختیار کر کے مسجد میں پہنچ کر اپنے آپ کو باندھ دیا اور حضور ﷺ کو میرے جانے کی اور میرے کارنامے کی خبر پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے گا اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ اگر یہ میرے پاس آتا تو میں اس کے لئے استغفار کرتا۔ جب یہ میرے پاس نہیں آیا اور چلا گیا تو اسے چھوڑ دو۔

معمر زہری سے بیان کرتے ہیں ابو لبابہ نے اپنے آپ کو سات دن سخت گرمی کے موسم میں باندھے رکھا نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور کہا میں اسی حال میں یا مر جاؤں گا یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے وہ اسی حال میں سات دن رہے یہاں تک کہ بہت مشکل سے آواز سنتے تھے اور حضور ﷺ ان کو صبح شام دیکھتے رہتے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی۔ انہیں اطلاع کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول کرلی ہے اور حضور ﷺ نے انہیں کھولنے کے لئے اپنا قاصد بھیجا

---

۳۷ ؎ حضور ﷺ کا راز بتانے کی وجہ سے

انہوں نے اپنے لئے قاصد کے کھولنے سے انکار کر دیا پھر حضور ﷺ نے خود آ کرانہیں کھولا۔

حضرت ابو ہریرۃؓ کا زانیہ عورت کو فتویٰ دینے سے توبہ کا واقعہ :

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک رات حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد باہر نکلا۔ تو میں ایک راستے میں کھڑی ہوئی نقاب پوش عورت کے پاس سے گزرا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ اے ابو ہریرہ! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا گناہ ہے۔ اس نے کہا میں نے زنا کیا اور اس سے پیدا ہونے والے بچے کو میں نے مار ڈالا۔ میں نے اسے کہا تو خود ہلاک ہوئی تو نے دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ اللہ کی قسم تیرے لئے کوئی توبہ کی گنجائش نہیں۔ اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئی۔ اور کچھ دیر بعد ہوش میں آ کر چلی گئی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں فتویٰ دے رہا ہوں اور حضور ﷺ ہم میں موجود ہیں۔ میں نے صبح کو حضور ﷺ کو خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! گذشتہ رات ایک عورت نے مجھ سے اس طرح کا مسئلہ پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کی قسم۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا تو اس آیت سے کیسے غافل ہو گیا تھا۔ والَّذِیْنَ لاَ یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ وَلاَ یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرمَ اللّٰہُ اِلاَّ بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثاماً یُضٰعَفْ لہ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیامَۃِ وَیَخْلُدْفِیْہٖ مھاناً الاَّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وعَمِلَ عَملاً صَالِحاً فاولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہ سَیِّاٰتِھِمْ حَسنَاتٍ وکَانَ اللّٰہ غَفُوْرا رَحِیْماً. ۳۸ ؎ اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا

---

۳۸ ؎ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۸ تا ۷۰.

سے اس کو سابقہ پڑے گا (اور) قیامت کے روز اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آوے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت کرے گا اور اللہ تعالیٰ غفور ہے اور رحیم ہے ۳۹۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے پاس سے نکل کر مدینہ کی گلیوں میں دوڑ رہا تھا اور یہ اعلان کر رہا تھا اس طرح کی عورت کا مجھے کون پتہ بتائے گا بچے کہنے لگے کہ ابو ہریرۃ مجنون ہو گیا ہے۔ جب رات ہوئی تو میں اس عورت سے اسی جگہ ملا اور اسے حضور پاک ﷺ کی بات کی خبر دی اور اسے بتایا کہ اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے۔ اس نے پھر خوشی سے ایک چیخ ماری اس کے بعد کہا کہ میرا باغ مسکینوں کے لئے اس گناہ کی وجہ سے صدقہ ہے۔

ثعلبہ بن عبد الرحمنؓ کی توبہ کا واقعہ :

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انصار کے ایک نوجوان ثعلبہ بن عبد الرحمن مسلمان ہوئے اور حضور پاک ﷺ کی خدمت کر کے پھر بھی اپنے کو کم درجہ سمجھتے تھے اور حضور ﷺ نے انہیں اپنی ایک ضرورت کے لئے بھیجا وہ ایک انصاری صحابی کے دروازے کے پاس سے گزرے۔ ایک انصاری عورت پر ان کی نگاہ پڑی جو نہار ہی تھی اس خوف سے کہ حضور ﷺ پر میرے اس گناہ کے بارے میں وحی اتر آئے گی نکل کر بھاگ گئے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ایک پہاڑ میں داخل ہو گئے حضور پاک علیہ السلام نے چالیس دن انہیں گم پایا جبریل علیہ السلام حضور پاک ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا اے محمد ﷺ! آپ کا رب آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ آپ کی امت کا ایک آدمی ان پہاڑوں میں میری پناہ لے رہا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر اور اے سلمان! دونوں جاؤ اور ثعلبہ بن عبد الرحمن کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ مدینے کے پہاڑی

---

۳۹ - بیان القرآن ج ۸ ص ۵۶.

راستوں سے نکلے تو مدینہ کے ایک چرواہے کو ملے جس کا نام زفافہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس چرواہے سے پوچھا کہ ان پہاڑوں میں تمہیں کسی نوجوان کے بارے میں علم ہے جس کا نام ثعلبہ ہے۔ چرواہے نے کہا شاید آپ اس آدمی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو جہنم کے خوف سے بھاگا پھر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تجھے کس نے بتایا کہ وہ جہنم کے خوف سے بھاگا ہوا ہے۔ اس چرواہے نے کہا کہ جب رات ہوتی ہے تو ان پہاڑوں سے نکل کر ہمارے پاس آجاتا ہے اپنا سر ہاتھ پر رکھے ہوئے یہ آواز لگاتا ہے کہ اے اللہ! تو میری روح قبض کر لیتا اور میرے جسم کو ختم کر دیتا لیکن تو مجھے قیامت کے دن رسوانہ کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اس کی تلاش میں ہیں اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ جب رات ہوئی تو پہاڑوں سے نکل کر ان کے پاس آگئے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ پکار رہے تھے۔ اے اللہ! تو میری روح قبض کر لے اور میرے جسم کو ختم کر دے اور مجھے قیامت کے دن رسوانہ کر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت ان کے پاس گئے اور ان سے پیار سے بات کی انہوں نے کہا۔ اے عمر! کیا حضور ﷺ کو میرے گناہ کا پتہ چل گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ہاں کل کو آپ کا تذکرہ فرمایا اور مجھے اور سلمان کو آپ کی تلاش میں بھیجا انہوں نے کہا اے عمر! جب حضور ﷺ نماز پڑھ رہے ہوں مجھے اس وقت آپ کے پاس لے جانا۔ (ان کو لے جانے کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ جلدی میں جا کر صف میں کھڑے ہو گئے۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ کی قرءات سنی تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو پوچھا اے عمر اور اے سلمان! ثعلبہ کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ ثعلبہ ہیں۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اسے ہلایا تو وہ ہوش میں آئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا۔ مجھ سے تجھے کس چیز نے غائب کر دیا تھا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے گناہ نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی

آیت نہ بتاؤں جو گناہوں اور برائیوں کو مٹا دیتی ہے اس نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ پڑھو ربنا آتنا فی الدُّنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃِ حسنۃً وقنا عذاب النّار ۴۰ ۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے ﴿۶﴾ اس نے عرض کی یارسول اللہ! میرا گناہ بہت بڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ اللہ کا کلام اس سے بھی بڑا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں گھر واپس جانے کا حکم دیدیا پھر وہ آٹھ دن بیمار رہے پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ کو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی خبر ہے؟ کیونکہ وہ تو غم کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ آپ علیہ السلام اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کا سر اپنی گود مبارک میں رکھا۔ اس نے اپنا سر آپ ﷺ کی گود سے ہٹا لیا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو نے اپنا سر میری گود سے کیوں ہٹایا ہے۔ اس نے عرض کی اس لئے ہٹایا ہے کہ یہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اس نے عرض کی میری ہڈی اور چربی اور کھال کے درمیان چیونٹی کی چال محسوس ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا خواہش رکھتے ہو۔ اس نے عرض کی اپنے رب کی مغفرت چاہتا ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آ کر عرض کی اے محمد ! آپ کا رب آپ کو سلام کہہ رہا ہے اگر میرا بندہ زمین بھر گناہ لے کر آئے تو میں اسے زمین بھر مغفرت عطا کروں گا۔ آپ ﷺ نے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام سنایا تو انہوں نے ایک چیخ ماری اور انتقال کر گئے۔

عمرو بن مالک رُواسیؒ کی توبہ کا واقعہ :

عمر بن مالک رُواسی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد اور

---

۴۰ - سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰۱

بنو کلاب کے کچھ لوگوں نے بنی اسد پر لوٹ مار کی۔ تو بنو کلاب نے بنی اسد کو قتل کیا اور ان کی عورتوں سے مذاق کیا یہ خبر حضور ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے ان کے لئے بد دعا کی اور ان پر لعنت بھیجی۔ مالک کو یہ خبر پہنچی تو وہ اپنے ہاتھ باندھ کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اللہ آپ سے راضی ہوں۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ وہ پھر گھوم کر آپ کے سامنے آگئے پھر عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔ آپ ﷺ نے پھر اس سے اعراض کر لیا وہ تیسری مرتبہ پھر آپ کے پاس آگئے پھر یہی عرض کی۔ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔ اور اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کی جائے تو اللہ راضی ہو جاتا ہے پھر آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تو نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی اور اللہ سے استغفار کر لی؟ اس نے کہا جی ہاں پھر آپ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ وَارْضَ عَنْهُ ﴿اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول کر لے اور اس سے راضی ہو جا﴾

ایک مالدار صحابیؓ کی توبہ کا واقعہ :

سعید بن ایمن حضرت کعب بن سور کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کو بیان فرما رہے تھے تو ایک فقیر آدمی آ کر ایک مالدار کے ساتھ بیٹھ گیا تو اس مالدار نے اپنے کپڑے اس فقیر سے سمیٹ لئے۔ (اس کو دیکھ کر) حضور ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا آپ نے فرمایا ارے فلاں کیا تمہیں اس کا خوف نہیں کہ تمہارا غنیٰ اس پر غالب آ جائے یا اس کا فقر تم پر غالب آ جائے اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا غنیٰ میں شر بھی ہو سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ ہاں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارا اغنا تمہیں جہنم میں لے جائے اور اس کا فقر اسے جنت میں لے جائے اس نے عرض کی اس سے نجات کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا تو اس سے بھائی چارہ کر لے اس نے کہا یہ تو میں کروں گا۔ دوسرے

فقیر نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا پھر اپنے بھائی کے لئے استغفار کر اور اس کے لئے دعا کر۔

ابو سفیان بن حارثؓ کی توبہ کا واقعہ :

عبد الرحمن بن ثابت کہتے ہیں کہ ابو سفیان بن حارث حضور ﷺ کے رضاعی بھائی تھے انہیں بھی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا تھا اور حضور ﷺ سے محبت کرتے تھے اور آپ کے ہم عمر بھی تھے۔ جب آپ ﷺ کو نبوت ملی تو یہ آپ ﷺ کے ایسے دشمن بنے کہ ان جیسا دشمن کوئی بھی نہ بنا۔ حضور ﷺ کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجو کرتے تھے۔ بیس سال حضور ﷺ کے دشمن بنے رہے مسلمانوں کی اور حضور ﷺ کی ہجو کرتے رہے جہاں بھی قریش حضور ﷺ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے جاتے یہ ان سے پیچھے نہ رہتے (یعنی قریش کے ساتھ شریک ہوتے تھے) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں کس کی صحبت اختیار کروں گا اور کس کے ساتھ رہوں گا اسلام کفر پر غالب آچکا ہے میں اپنے بیوی بچوں کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ یہاں سے نکلنے کی تیاری کرو۔ محمد ﷺ کا یہاں پر آنا قریب ہو چکا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تم یہ دیکھنے کے بعد کہ عرب و عجم نے محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے اب بھی ان کی دشمنی کی کوشش میں ہو۔ حالانکہ تم اور لوگوں کی بنسبت ان کی نصرت کے زیادہ حقدار تھے۔ میں نے اپنے غلام مذکور سے کہا اونٹوں اور گھوڑوں کو جلدی لے آؤ پھر ہم چل پڑے اور ہم نے ابواء[42] میں پڑاؤ ڈالا۔ اور میں نے حضور ﷺ سے آگے پڑاؤ ڈالا اور میں انجان بنا رہا اس خوف سے کہ کہیں مارا نہ جاؤں۔ اور حضور ﷺ میرے خون کی نذر مان چکے تھے پھر میں ایک میل کے قریب پیدل چلا اور لوگ جماعت در جماعت آرہے تھے۔ میں آپ ﷺ سے ایک طرف ہٹ گیا۔ جب آپ ﷺ اپنی جماعت میں تشریف لائے تو میں آپ

۴۲۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک شہر کا نام ہے اور اسی مقام پر حضرت آمنہ کی قبر ہے۔

کے سامنے آیا۔ جب آپ نے مجھے اچھی طرح دیکھ لیا تو مجھ سے دوسری طرف چہرہ پھیر لیا۔ میں پھر آپ کے سامنے آگیا آپ نے دوسری طرف اپنا چہرہ پھیر لیا اور کئی مرتبہ اسی طرح مجھ سے اعراض فرمایا تو مجھے نئے اور پرانے خیالات نے گھیر لیا۔ اور میں نے سوچا کہ میں آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی مار دیا جاتا (تو کیا اچھا ہوتا؟) پھر میں آپ کی شفقت کو یاد کرنے لگا تو یہ خیالات رک گئے اور مجھے اس بات کا یقین تھا کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ میرے اسلام لانے سے بہت خوش ہوں گے۔ حضور ﷺ سے میری رشتہ داری کی وجہ سے۔ جب مسلمانوں نے حضور ﷺ کے اعراض کو دیکھا تو انہوں نے بھی مجھ سے اعراض کیا۔ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) مجھے اعراض کرتے ہوئے ملے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ ایک انصاری کو میرے اوپر غیرت دلا رہے ہیں اور وہ انصاری مجھ سے کہنے لگے۔ اے اللہ کے دشمن! تو ہی ہے جو حضور ﷺ کو اور آپ کے صحابہؓ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور تو حضور ﷺ کی دشمنی میں مشرق و مغرب تک پہنچا۔ میں نے اپنی طرف سے تھوڑا سا جواب دیا تو وہ میرے اوپر چڑھ گئے اور بلند آواز کرنے لگے۔ یہاں تک کہ مجھے اس نے لوگوں کے درمیان جھنڈ کی طرح کر دیا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ لوگ میرے اس معاملے سے خوش ہو رہے ہیں۔

ابو سفیان کہتے ہیں میں اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا۔ اے میرے چچا! مجھے یہ امید تھی کہ حضور ﷺ میری رشتہ داری کی وجہ سے میرے اسلام لانے پر خوش ہوں گے اور ہوا وہ جو آپ نے دیکھ لیا۔ لہذا آپ حضور ﷺ سے مجھ سے راضی ہونے کے بارے میں بات چیت کریں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم ایسا معاملہ دیکھنے کے بعد میں حضور ﷺ سے کبھی بات نہیں کروں گا کیونکہ میں آپ ﷺ کو بڑا سمجھتا ہوں اور آپ سے ڈرتا ہوں۔ ہاں کسی صاحب مرتبہ کے ذمے لگاتا ہوں میں نے کہا اے میرے چچا جان! آپ مجھے کس کے سپرد کرو گے انہوں نے کہا۔ وہ یہ شخص ہیں (یعنی علی

رضی اللہ عنہ) میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل کر بات کی تو انہوں نے بھی مجھے ویسا ہی جواب دیا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور کہا اے چچا جان! جو آدمی مجھے بُرا بھلا کہہ رہا ہے اس کو مجھ سے روک دیں۔ انہوں نے پوچھا۔ وہ کیسا آدمی ہے میں نے کہا گندمی رنگ کا ہے۔ پست قد ہے اور پیٹ بڑا ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان زخم ہے۔ وہ کہنے لگے یہ نعیمان بن حارث نجاری ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نعیمان کو بلوا کر کہا اے نعیمان! ابو سفیان حضور ﷺ کا چچازاد بھائی ہے اور میرا بھتیجا ہے اگر حضور ﷺ ان پر ناراض ہیں تو عنقریب راضی ہو جائیں گے۔ لہذا اسے برا بھلا کہنے سے رک جاؤ۔ وہ بڑی کوشش کے بعد بُرا بھلا کہنے سے رُک گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اب میں ان کے پیچھے نہیں پڑوں گا۔ ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ٹھکانے کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ جحفہ چلے گئے۔ نہ مجھ سے آپ ﷺ بات کرتے نہ کوئی مسلمان بات کرتا اور آپ ﷺ جہاں بھی پڑاؤ ڈالتے میں آپ کے دروازے پر بیٹھ جاتا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا جعفر بھی ہوتا۔ آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو اعراض فرماتے۔ میں اسی حال میں آپ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شریک ہوا۔ میں اس جماعت میں تھا جو آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتی۔ آپ ﷺ نے ابطح مقام میں پڑاؤ ڈالا۔ میں آپ کے خیمہ کے دروازے کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے پہلے کی نسبت نرمی سے دیکھا اور شاید آپ مسکرائے بھی۔ آپ کے پاس بنو عبدالمطلب کی عورتیں آئیں ان کے ساتھ میری بیوی بھی تھی۔ اس نے حضور ﷺ کو میرے بارے میں نرم کیا۔ آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے اور میں آپ کے سامنے تھا۔ اور کسی حال میں آپ سے جدا نہیں ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ہوازن کی طرف نکلے۔ میں آپ کے ساتھ نکلا۔ اور آپ ﷺ کے مقابلے کے لئے اتنے عرب جمع ہوئے کہ اس سے پہلے اتنے کبھی نہیں ہوئے تھے اور وہ اپنی بیویوں اور بچوں اور جانوروں کو لے کر نکلے۔ جب میں ان سے ملا میں نے جی میں کہا آج حضور ﷺ میری قربانی کو دیکھ لیں گے۔ جب

ہم آمنے سامنے ہوئے تو انہوں نے ایسا زوردار حملہ کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر فرمایا۔ ثم ولیتم مدبرین (پھر تم پیٹھ پھیر کے بھاگ گئے) حضور ﷺ اپنی خچری پر ثابت قدم رہے اور آپ نے اپنی تلوار سونت لی میں اپنے ہاتھ میں تلوار سونتے ہوئے گھوڑے سے اتر کر اس میں گھس گیا اور میں نے اس کا پرتلہ توڑ دیا۔ اللہ جانتا ہے کہ اس سے صرف موت چاہتا تھا اور آپ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی خچری کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ دوسری جانب سے میں نے پکڑ لیا۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ آپ کا بھائی اور چچا کا بیٹا ابو سفیان بن حارث ہے آپ ان سے راضی ہو جائیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس سے راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام دشمنیوں کو بخش دیا۔ آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں ڈالا پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ اے میرے ہم عمر بھائی! پھر آپ نے حضرت عباس کو حکم فرمایا کہ اعلان کرو۔ یااصحاب سورۃ البقرۃ یَااَصْحَابَ السَّمْرَةِ یَاَلَلْمُهَاجِرِیْنَ یَا لَلْاَنْصَار یَالَلْخَزْرَجْ (اے سورۃ بقرہ والو، اے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والو، اے مہاجرین اے انصار، اے خزرج) ان سب نے جواب دیا اے اللہ کے داعی! ہم حاضر ہیں وہ ایک آدمی کی طرح لوٹے۔ اور نیامیں توڑ ڈالیں۔ اور نیزوں کو سیدھا کر لیا اور نیزوں کے سروں کو جھکا لیا اور طاقتور جوان کی طرح دوڑتے ہوئے آئے میں نے اس ہیئت سے اندیشہ کیا کہ آپ ﷺ کو کہیں تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو گھیر لیا۔ اور مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ آگے بڑھ کر مخالفین پر وار کرو۔ میں نے ایسا حملہ کیا کہ ان سب کو ان کی جگہ سے بھگا دیا۔ آپ ﷺ میرے پیچھے اور قوم کے آگے آرہے تھے۔ تھوڑی دیر میں ہی میں نے انہیں ایک فرسخ کے قریب دھکیل دیا اور وہ ہر طرف بکھر گئے۔ حضرت عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اس دن آپ ﷺ کو دیکھا آپ کے ساتھ صرف ابو سفیان بن حارث تھے میں نے آپ کے پاس آکر آپ کی خچری کی لگام کو پکڑ لیا میری آواز بلند

تھی آپ ﷺ نے فرمایا اعلان کروائے انصار کی جماعت اور کیکر کے نیچے بیعت والو، تو میں نے اعلان کیا، یا معشر الانصار یا اصحاب السمرہ تو صحابہ کرام (میرے اعلان پر) لبیک لبیک کہتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے آئے جیسے اونٹ اپنے بچوں کی طرف دوڑتے ہوئے اور آواز نکالتے ہوئے جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسے جلدی سے آئے جیسے گائے اپنی اولاد پر مہربان ہو کر تیزی سے آتی ہے صحابہ کرام نے نیزوں کو سیدھا کیا ہوا تھا یہاں تک کہ مجھے مشرکین کے نیزوں کی بہ نسبت صحابہ کے نیزوں سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچنے کا زیادہ خطرہ لاحق ہو گیا اور بلند آواز سے لبیک لبیک کہہ رہے تھے راوی کہتے ہیں آپ ﷺ اس دن ابو سفیان بن حارث کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ ابو سفیان ہتھیاروں سے لیس تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کی خچری کی لگام پکڑ رکھی تھی آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے ابو سفیان نے (خود ہی جواب دیا) یہ آپ کا ماں شریک بھائی ہے (یا یوں کہا) آپ کا بھائی ابو سفیان بن حارث ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں، میرے بھائی مجھے زمین سے کنکریاں اٹھا کر دو۔ ابو سفیان نے آپ ﷺ کو کنکریاں اٹھا کر دیں تو آپ ﷺ نے وہ کنکریاں کافروں کے چہروں پر پھینکیں اور فرمایا شاھت الوجوہ وہ کنکریاں کافروں پر ایسی پھیل گئیں گویا کہ بادل ان پر ابر سا ہے وہ کافروں کی آنکھوں میں جا لگیں جس سے کفار کو شکست ہو گئی۔

ابن عبدالبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو سفیان بن حارث ہمارے پاس سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ادھر آ۔ میں تجھے اپنا وہ چچازاد بھائی دکھاؤں جو شاعر تھا اور مسلمانوں کی ھجو کرتا تھا۔ جو شخص سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو گا اور سب سے اخیر میں نکلے گا اور اپنی نظر ادھر اُدھر نہیں پھیرے گا (یہ میرا چچازاد بھائی ہو گا) اور یہ روایت کی جاتی ہے کہ ابو سفیان حضور ﷺ سے حیا کی وجہ سے آپ کی طرف سر نہیں اٹھاتے تھے۔ اور اپنی موت کے وقت انہوں نے کہا میرے اوپر نہ رونا کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یہ

حضور علیہ ﷺ کی وفات پر بہت روئے اور یہ اشعار بھی کہے۔

اَرِقْتُ وَبَاتَ لَيْلِى لَا يَزُوْلُ
وَلَيْلُ اَخِى الْمُصِيْبَةُ فِيْهِ طُوْلُ

وَاَسْعَدَنِى الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيْمَا
اُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ قَلِيْلُ

لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَجَلَّتْ
عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

فَاَضْحَتْ اَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا
تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ

فَقَدْنَا الْوَحْىَ وَالتَّنْزِيْلَ فِيْنَا
يَرُوْحُ بِهٖ وَيَغْدُوْ جِبْرَئِيْلُ

وَذَاكَ اَحَقُّ مَاسَأَلَتْ عَلَيْهِ
نُفُوْسُ النَّاسِ اَوْكَادَتْ تَسِيْلُ

نَبِىٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا
بِمَا يُوْحٰى اِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ

وَيَهْدِيْنَا فَلَايَخْشٰى عَلَيْنَا
ضَلَالًا وَالرَّسُوْلُ لَنَادَلِيْلُ

اَفَاطِمُ اِنْ جَزِعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ
وَاِنْ لَمْ تَجْزَعِىْ فَهُوَ السَّبِيْلُ

فقبرُ ابیكِ سیّدُ كُلَّ قَبْرٍ
وَفیْه سیّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

۱۔ رات کو نیند نہ آنے کی وجہ سے میری رات لمبی ہو گئی اور میرے بھائی کی رات کی مصیبت لمبی رہی۔

۲۔ اور رونے نے میری مدد کی۔ یہ اس لئے کہ اس میں مسلمانوں کی تکلیف تھوڑی تھی۔

۳۔ جس رات رسول ﷺ کی روح مبارک قبض ہوئی اس رات کو ہماری مصیبت زیادہ اور بڑی ہو گئی۔

۴۔ ہماری زمین کے کنارے اپنے رہائش سے خالی ہونے کی وجہ سے ہماری طرف مائل ہو گئے۔ (یعنی زمین تنگ ہو گئی)

۵۔ ہم نے وحی کو اور قرآن کو اپنے اندر سے گم کر دیا جسے جبریل صبح شام لے کر آتے تھے۔

۶۔ جس چیز پر لوگوں کی جانیں بہی ہیں یا بہیں گی اس کے سب سے زیادہ لائق وہ نبی ﷺ تھے۔

۷۔ وہ ایسے نبی تھے جو وحی اور اپنے کلام سے ہمارے شک کو دور کرتے تھے۔

۸۔ اور ہمیں ہدایت کی رہنمائی کرتے تھے جب تک رسول ﷺ ہمارے رہبر تھے ہمیں اپنے اوپر گمراہی کا کوئی خوف نہیں تھا۔

۹۔ اے فاطمہ! اگر تو جزع فزع کرے تو یہ بھی عذر کی وجہ سے ہے اور اگر تو جزع فزع نہ کرے تو یہ بہترین طریقہ ہے۔

۱۰۔ تیرے باپ کی قبر سب قبروں کی سردار ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے سردار رسول ﷺ ہیں۔

عبداللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ :

ھبیرہ بن ابی وھب مخزومی، ام ھانی بنت ابی طالب کے خاوند اور عبداللہ بن زبعریؓ

فتح مکہ کے دن نجران بھاگ گئے تھے۔ یہ دونوں شاعر تھے اور مسلمانوں کی ھجو کرتے تھے۔اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن زبعری قریش کے بڑے شاعر تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دینے کے ارادے سے ان کی طرف کچھ شعر بھیجے۔

لَا تَعْدَمَنْ رَجُلاً اَحَلَّكَ بُغْضُهٗ
نَجْرَانَ فِيْ عَيْشٍ اَحَذَّ لَئِيْمْ

بُلِيتْ قَنَاتُكَ فِي الْحُرُوْبِ فَاُلْفِيتْ
خَمَّانَةً جَوْفَاءَ ذَاتَ وَصُوْمْ

غَضِبَ الْاِلٰهُ عَلَى الزِّبَعْرىٰ وَابْنِهٖ
وَعَذَابُ سُوْءٍ فِي الْحَيَاةِ مُقِيْمُ

۱۔ جس شخص کے بغض نے تجھے زندگی میں نجران پہنچادیا اس سے بغض مت رکھ۔ کیا یہ تھوڑی بد بختی ہے۔

۲۔ تیرے نیزے لڑائیوں میں پرانے ہو گئے انہیں کمزور کھوکھلا اور عیب دار پایا گیا۔

۳۔ زبعری اور اس کے بیٹے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے اور زندگی کے اندر بُرا عذاب بھی ساتھ ہے۔

جب ابن زبعری کے پاس حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے یہ شعر پہنچے تو وہ وہاں سے نکلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ ھبیرہ نے ان سے کہا اے میرے چچازاد بھائی! تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم کہ میں نے محمد ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے کہا کیا تم محمد ﷺ کا اتباع کر لو گے؟ ابن زبعری نے کہا جی ہاں۔ ھبیرہ نے کہا کہ کاش میں تمہارے علاوہ کسی اور کی صحبت اختیار کرتا اللہ کی قسم۔ میرا یہ گمان کبھی بھی نہیں تھا کہ تم محمد ﷺ کی اتباع کر لو گے۔

ابن زبعری نے کہا۔ بنو حارث بن کعب کے ساتھ کس بنیاد پر قائم رہو گے اور میں اپنے چچازاد بھائی اور لوگوں میں سب سے بہتر اور سب سے نیک ہیں اس کو چھوڑ دوں اور اپنی قوم میں اور اپنے گھر میں رہوں ؟ لہذا ابن زبعری وہاں سے چل کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنھم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ یہ ابن زبعری ہے اس کے چہرے میں اسلام کا نور ہے۔ جب یہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو کہا السّلام علیك یا رسُول اللّٰه میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ تحقیق میں آپ کا دشمن بنا رہا اور آپ کے خلاف لوگوں کو جمع کیا اور آپ کی دشمنی میں اونٹ گھوڑے پر سوار ہو کر اور پیدل چل کر کوشش کی۔ پھر میں آپ سے ڈر کر نجران بھاگ گیا۔ اور کبھی بھی اسلام کے قریب آنے کا ارادہ نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھلائی کا ارادہ فرمایا اور میرے دل میں اسلام کا شوق اور اسلام کی محبت ڈال دی۔ اور پچھ میں نے گذشتہ گمراہی کا تذکرہ بھی کیا۔ اور ان بتوں کی اتباع کا تذکرہ کیا جو بھی عقلمند کو نفع نہیں دے سکتے یہ پتھر کے بنے ہوئے تھے جن کی عبادت کی جاتی تھی ان کے لئے جانوروں کو ذبح کیا جاتا تھا۔ وہ نہیں جانتے کہ کون میری عبادت کر رہا ہے کون نہیں کر رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی۔ تحقیق اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور ابن زبعری نے جس وقت مسلمان ہوئے تو یہ اشعار کہے۔

منع الرُّقاد بلابلٌ وهُمُومٌ
واللّيْلُ مُعْتلجُ الرُّواقِ بهيمٌ

ممّا اتانيْ انّ احْمدَ لامنيْ
فيه فبتُّ كما نبيُّ محْمُومٌ

يَاخَيْرَمَنْ حَمَلَتْ عَلَى اَوْصَالِهَا
عَيْرَانَةٌ سُرُحُ الْيَدَيْنِ غَشُوْمُ

اِنِّیْ لَمُعْتَذِرٌ اِلَيْكَ مِنَ الذِیْ
اَسْدَيْتُ اِذْانَا فِی الضَّلَالِ اَهِيْمُ

اَيَّامَ تَأْمُرُنِیْ بَاغْوٰی خُطَّةٍ،
سُهُمٌ وَتَأْمُرُنِیْ بِهَا مُخْزُوْمُ

وَاَمُدُّ اَسْبَابَ الرَّدٰی وَيَقُوْدُنِیْ
اَمْرُ الْغُوَاةِ وَاَمْرُهُمْ مَشْئُوْمُ

فَالْيَوْمَ اٰمَنْ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ
قَلْبِیْ وَمُخْطِیْ هٰذِهٖ مَحْرُوْمُ

مَضَتِ الْعَدَاوَةُ وَانْقَضَتْ اَسْبَابُهَا
وَدَعَتْ اَوَاصِرُبَيْنَنَا وَحُلُوْمُ

فَاغْفِرْفِدٰی لَكَ وَالِدَیَّ كِلَاهُمَا
زَلَلِیْ فَاِنَّكَ رَاحِمٌ مَرْحُوْمُ

وَعَلَيْكَ مِنْ عِلْمِ الْمَلِيْكِ عَلَامَةٌ
نُوْرٌ اَغَرُّوَخَاتَمٌ مَخْتُوْمُ

اَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهٗ
شَرَفًا وَبُرْهَانُ الْاِلٰهِ عَظِيْمُ

وَلَقَدْ شَهِدْتُ بِاَنَّ دِيْنَكَ صَادِقٌ
حَقٌّ وَاَنَّكَ فِی الْعِبَادِ جَسِيْمٌ

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ اَحْمَدَ مُصْطَفٰى
مُتَقَبَّلٌ فِي الصَّالِحَاتِ كَرِيْمٌ

قَرْمٌ تَفَرَّعَ فِي الْذرٰى مِنْ هَاشِمٍ
فَرْعٌ تَمَكَّنَ فِي الذُّرٰى وَاَرُوْمٌ

۱۔ سونے والوں کو بلبلوں اور غموں نے روک دیا اور رات شروع ہی سے سخت سیاہ ہو گئی۔
۲۔ جو خبر میرے پاس پہنچی کہ احمد نے مجھے ملامت کی ہے تو میں نے بخار کی حالت میں رات گزاری۔
۳۔ اے وہ خیر جس کو چست اونٹ اور اچک لینے والے تیز رفتار گھوڑے نے مفاصل اعضاء پر اٹھائے رکھا۔
۴۔ میں آپ کے سامنے ان گناہوں سے معذرت کرتا ہوں جنہیں میں نے اس وقت کیا جب میں گمراہی میں ملوث تھا۔
۵۔ ان دنوں میں مجھے عقلمند باطل عقائد کا حکم دیتے تھے اور مخزومی بھی مجھے اسی کا حکم کرتے تھے۔
۶۔ اور میں مردود ہونے کے اسباب کو کھینچ رہا تھا اور باغیوں کا حکم مجھے کھینچ رہا تھا حالانکہ ان کا حکم منحوس تھا۔
۷۔ آج میں محمد ﷺ پر اپنے دل سے ایمان لاتا ہوں اور ان کا خطاکار محروم ہے۔
۸۔ دشمنی گزر گئی اور اس کے اسباب ختم ہو گئے بردباری اور تعلقات نے ہمیں آپس میں ملا لیا۔
۹۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ میری لغزشوں کو معاف فرمائیں کیونکہ آپ رحم کرنے والے ہیں اور رحم کئے ہوئے ہیں۔
۱۰۔ اور آپ پر بادشاہ کے علم کی نشانی ہے اور چمکتا ہوا نور ہے اور آپ خاتم ہیں۔ اور آپ پر نبوت ختم کی گئی ہے۔

جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پھر مجھے آپ کی شفقت، آپ کا فضل، آپ کی نیکی اور اپنے پر زیادتی کرنے والے کو درگزر کرنا یاد آیا۔ اے اللہ کے رسول! ہم مشرک تھے۔ اللہ نے آپ کے ذریعے سے ہمیں ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہمیں ہلاکت سے بچایا لہذا میری جہالت کی بناء پر جو آپ کو تکلیف پہنچی ہو اس سے درگزر فرمائیں۔ میں اپنی غلطیوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابن ھبار رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کو برا بھلا کہنے اور تکلیف دینے کے درپے تھا اور میں رسوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بصیرت دی اور مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ ھبار رضی اللہ عنہ کے عذر سے سر نیچے کئے ہوئے تھے اور فرمارہے تھے کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ اور اسلام اپنے سے پہلی لغزشوں کو مٹا دیتا ہے اور ھبار زبان دراز آدمی تھے۔ اسلام لانے کے بعد اس حد تک پہنچے انہیں کوئی برا بھلا کہتا تو اس سے کوئی بدلہ نہ لیتے۔ حضور ﷺ کو ان کی بربادی اور ان کی تکلیف کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ھبار! جو تمہیں برا بھلا کہے تم بھی اسے برا بھلا کہو۔

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کی توبہ کا واقعہ :

ابو اسحاق سبعی کہتے ہیں جب حضور ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم میں ایسی زمین پر نہیں رہوں گا جہاں میں اپنے باپ ابو الحکم کے قاتل کو دیکھوں۔ لہذا وہ کشتی پر سوار ہونے کے ارادے سے نکل پڑے۔ ان کے سسر کو پتہ چلا تو انہوں نے ان کی بیوی سے کہا تو وہ مدد لے کر انہیں جا ملی اور کہا اے قریش کے جوانوں کے سردار! آپ کہاں جارہے ہیں۔ آپ ایسی جگہ جارہے ہیں جہاں آپ کی کوئی پہچان نہ ہو۔ اس نے بیوی کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ فتح مکہ کے دن ہند بنت عتبہ مسلمان ہوگئیں اور ام حکیم بن حارث عکرمہ کی بیوی بھی قریش

کی دس عورتوں کے ساتھ مسلمان ہو گئیں۔ یہ حضور پاک ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ابطح مقام میں تھے۔ آپ سے بیعت کی۔ آپ کے پاس آپ کی دو بیویاں اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بنو عبد المطلب کی عورتیں تھیں۔ ھند بنت عتبہ نے آپ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس دین کو غالب کیا جس دین کو اپنے لئے چنا۔ اللہ آپ پر رحم کرے مجھے ایک ضرورت پیش آئی ہے۔ میں اللہ پر ایمان رکھتی ہوں اور اس کی تصدیق کرتی ہوں پھر اپنا نقاب ہٹایا اور کہا میں ہند بنت عتبہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے لئے خوش آمدید ہو عرض کی اے اللہ کے رسول زمین پر خیمے لگا کر رہنے والوں سے آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل تھے اور ابھی زمین پر خیمے لگا کر رہنے والوں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور اس سے بھی زیادہ۔ پھر آپ نے ان کے سامنے قرآن پاک پڑھا اور ان سے بیعت لی۔ پھر عکرمہ کی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہ سے کہا اے اللہ کے رسول! عکرمہ آپ سے ڈر کر یمن کی طرف بھاگ گیا ہے۔ اور اسے اس بات کا خوف ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں گے لہذا آپ اسے امن دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے امن ہے۔ ام حکیم اس کی تلاش میں نکلیں تو تہامہ کے سمندر کے کنارے پر اس کے پاس پہنچ گئیں۔ کشتی کا ملاح ان سے کہنے لگا کہ تو مخلص بن جا۔ عکرمہ نے کہا میں کیا کہوں ملاح نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہو۔ عکرمہ نے کہا اسی سے تو میں بھاگا ہوں۔ ام حکیم ان کے پاس پہنچ کر کہنے لگیں اے میرے چچا کے بیٹے! میں تیرے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ افضل اور سب سے بہتر آدمی کے پاس سے آئی ہوں۔ اپنے آپ کو ہلاک مت کر۔ اور میں نے تیرے لئے حضور ﷺ سے امن لے لیا ہے۔ عکرمہ نے پوچھا کیا تو نے امن لے لیا ہے؟ ام حکیم نے کہا جی ہاں۔ میں نے حضور ﷺ سے بات کی تو انہوں نے تجھے امن دے دیا ہے۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس آ گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ راستے میں اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگیں تو کافر ہے اور میں مسلمان ہوں

بہت بڑی چیز نے تجھے مجھ سے روک دیا۔ (یعنی اسلام) جب حضور ﷺ نے عکرمہ کو دیکھا تو اس کی طرف کود پڑے اور عکرمہ کی آمد پر خوشی کی وجہ سے آپ کے کندھے پر چادر نہ رہی۔ پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے عکرمہ اور ان کی بیوی نقاب کئے ہوئے آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کو اس سے بہت خوشی ہوئی پھر عکرمہ نے کہا اے اللہ کے رسول ! مجھے کوئی بہتر کلمہ سکھائیں جسے میں کہوں۔ تو آپ نے فرمایا اشهد ان لاالہ الا اللہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله کہا کرو۔ عکرمہ نے پوچھا۔ پھر کیا کہوں۔ آپنے فرمایا۔ یہ کہو کہ میں اللہ کو اور تمام موجودین کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور ہجرت کروں گا۔ عکرمہ نے یہ بھی کہا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا آج تم مجھ سے جو مانگو گے میں تمہیں عطا کروں گا۔ حضرت عکرمہ نے عرض کی۔ میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے اپنی ہر دشمنی سے جو میں نے آپ سے کی ہو یا کوئی سفر جو میں نے اس کی خاطر کیا ہو یا کوئی مقام جس میں میں نے آپ سے ملاقات کی ہو۔ یا آپ کے روبرو سخت کلامی کی ہو یا آپ کی غیر موجودگی میں کوئی بات کی ہو۔ ان سے میرے لئے استغفار کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ كُلَّ عَدَاوَةٍ عَادَ نِيهَا وكُل مسير سَارَفِيْهِ اِلَىٰ مَوْضِعاً يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الْمَسِيْرِ اِطْفَاءَ نُوْرِكَ واغفر لَهُ كُلَّ مَانَالَ مِنِّيْ مِنْ عِرْضٍ فِيْ وَجْهِيْ اَوْاَنَاغَائِبٌ عَنْهُ. (اے اللہ ! ان کی ہر دشمنی کو معاف فرما اور ہر اس سفر کو جس میں یہ چل کر میرے پاس آیا ہو اور اس سے تیرے نور کو بجھانے کا ارادہ کیا ہو۔ اور اس کے ہر اس گناہ کو معاف فرما جو میرے روبرو یا میرے پیٹھ پیچھے آبروریزی کرنے سے کیا ہو) حضرت عکرمہ نے کہا اے اللہ کے رسول میں راضی ہوں۔ اے اللہ کے رسول ! اللہ کی قسم جتنا مال میں نے اللہ کے راستے سے روکنے میں خرچ کیا تھا اس سے دوگنا اللہ کے راستے میں خرچ کروں گا۔ اور جتنا قتال میں نے اللہ کے راستے

سے روکنے کے لئے کیا تھا اس سے دوگنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں کروں گا یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں گا۔ یہ روایت کی جاتی ہے کہ یرموک کے دن حضرت عکرمہ نے کنگھی کی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ایسا مت کرو کہ مسلمانوں پر سخت مصیبت آئی ہوئی ہے۔ عکرمہ نے کہا اے خالد! مجھے چھوڑ دو۔ کیونکہ تمہارے تو حضور ﷺ کے ساتھ سابقہ کارنامے ہیں پھر بہت سخت لڑائی کی حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر ستر سے اوپر نیزے تلوار اور تیر کے زخم پائے گئے۔

حضرت عبداللہ بن مصعبؒ کہتے ہیں کہ یرموک کے دن حارث رضی اللہ عنہ بن ھشام، عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ یہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے ان کے پاس پانی لایا گیا تو وہ ایک دوسرے کی طرف بھیجتے رہے۔ جب ایک کے پاس پانی لے جایا جاتا تو وہ کہتا کہ فلاں کو پلاؤ یہاں تک کہ وہ سب شہید ہو گئے۔ اور کسی نے پانی نہ پیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو حضرت سہیل رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں دو تو ان کی طرف حارث رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے۔ تو سہیل رضی اللہ عنہ نے کہا حارث رضی اللہ عنہ کو دو۔ پانی پہنچنے سے پہلے حارث رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ یہاں تک کہ تینوں شہید ہو گئے۔

سہیل بن عمروؓ اور حارث بن ھشامؓ کی توبہ کا واقعہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی جاتی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے۔ ان میں سہیل بن عمرو اور ابو سفیان بن حارث اور بڑے بڑے شیوخ تھے۔ ان کا خادم نے باہر نکل آیا اور اہل بدر نے صہیب اور بلال رضی اللہ عنہما کے لئے اجازت مانگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آج جیسی ذلت میں نے نہیں دیکھی۔ ان غلاموں کو اجازت دی جارہی ہے اور ہماری طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ سہیل رضی اللہ عنہ کہنے لگے اور یہ بہت عقلمند آدمی تھے۔ اے قوم! تمہارے چہروں کی ناگواری میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم غصہ ہوتے ہو تو اپنے اوپر غصے ہو۔ ان کو اور تمہیں دعوت دی گئی اور لوگوں نے دعوت جلدی قبول کرلی اور تم نے دیر کی اللہ کی قسم جس چیز میں انہوں نے تم پر سبقت کی یہ تم پر بہت بڑی فضیلت ہے۔ اے قوم! یہ لوگ تم سے اس چیز میں سبقت لے گئے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس فضیلت کی طرف تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ جہاد کو لازم پکڑلو۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت دے۔ پھر سہیل رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہوئے اور شام کی طرف چلے گئے۔ اور اپنی بیٹی ھند کے علاوہ کچھ گھر والوں کو ساتھ لے گئے۔ اور ھند اور فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے علاوہ سارے کے سارے شہید ہو گئے۔ اور سہیل رضی اللہ عنہ یرموک میں شہید ہوئے۔ فاختہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور حارث بن ھشام اپنے اہل کو لے کر نکلے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے علاوہ کوئی واپس نہ آیا۔ (یعنی سارے شہید ہو گئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوٹائے ہوئے کا لوٹائی ہوئی کے ساتھ نکاح کردو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے مدینہ میں بہت کھلی جگہ مقرر کردی ان سے کہا گیا۔ آپ نے انہیں بہت جگہ دے دی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں سے بہت اولاد مرد اور عورتیں پیدا کردے۔ تو ابو بکر، عمر، عثمان، عکرمہ اور خالد اور مخلد ان سے پیدا ہوئے ابو بکر مدینے کے سات فقہاء میں سے ایک فقیہ تھے اور قریش کے راھب کے نام سے انہیں پکارا جاتا تھا۔

انصار رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ہم غزوۂ حنین کے لئے گئے مشرکین نے بہت بہترین صفیں بنا کر دکھلائیں۔ تھوڑی دیر میں ہی ہمارے گھوڑے چھوٹ گئے اور دیہاتی اور ہماری پہچان والے لوگ بھاگ گئے۔ حضور ﷺ نے آواز دی اے مہاجرین اے مہاجرین !اے انصار ! ہم نے کہا لبیک یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول ! ہم حاضر ہیں حضور ﷺ آگے بڑھے راوی کہتے ہیں ہم ان کے مقابلے کے لئے آئے اور اللہ نے انہیں شکست دی۔ ہم نے مالِ غنیمت جمع کیا۔ آپ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم کرنے لگے۔ آپ ﷺ ایک آدمی کو سو سو دے رہے تھے۔ انصار اس دوران یہ کہنے لگے۔ جس نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر قتال کیا ہے اسے دیں۔ اور جس نے قتال نہیں کیا انہیں نہ دیں۔ آپ ﷺ کو انصار کی یہ بات پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے مالدار مہاجرین اور انصار کو اپنے پاس بلوا کر فرمایا کہ میرے پاس صرف میرے انصار ہی آئیں۔ راوی کہتے ہیں ہم داخل ہوئے تو یہاں تک کہ ہم نے آپ کا خیمہ بھر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت ! یہ کیسی خبر مجھ تک پہنچی ہے۔ انصار نے پوچھا اے اللہ کے رسول ! آپ کو کیا خبر پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے جاؤ یہاں تک کہ اسے اپنے گھروں میں داخل کر دو۔ انصار نے کہا اے اللہ کے رسول ! ہم راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلے جائیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ انصار نے کہا اے اللہ کے رسول ! ہم راضی ہیں۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو انصار کی بات پہنچی تو انصار آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم گمراہ نہیں تھے اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی انصار نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم فقیر نہیں تھے اللہ نے میری وجہ سے تمہیں مالدار کیا۔ تمہاری آپس میں

دشمنیاں نہیں تھیں اللہ نے میری وجہ سے تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا انصار نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تم اگر یہ بات کرو تو اس میں تم سچے ہو گے کہ آپ ہمارے پاس ٹھکرائے ہوئے آئے ہم آپ کو ٹھکانہ دیا انصار نے عرض کی اللہ کے رسول کا یہی زیادہ احسان ہے آپ نے فرمایا اگر تم یہ کہو کہ آپ عاجز آئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی آپ اکیلے آئے تھے ہم نے آپ کے ساتھ بھائی چارگی کی تو تم اپنی بات میں سچے ہو گے انصار نے کہا اللہ اور رسول کا یہی بڑا احسان ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ، بکریاں لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھروں میں لے جاؤ انصار نے کہا ہم راضی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی میں چلے جائیں اور انصار دوسری وادی میں چلے جائیں تو میں انصار کے ساتھ جاؤں گا۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہو جاتا لوگ باہر کے کپڑے کی طرح ہیں اور انصار اندر کے کپڑے کی طرح ہیں۔

ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ :

حضرت محمد اور طلحہ اور مخراق اور زیاد کہتے ہیں کہ جب عراق میں قادسیہ کی لڑائی سخت ہو گئی تو ابو محجن قید میں تھے اور انہیں بیڑیاں ڈلی ہوئی تھیں تو حضرت سلمہ بنت حفصہ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی گھر والی کے پاس آکر کہنے لگے اے آلِ حفصہ کی بیٹی! کیا تو ایک خیر کا کام کرنا چاہتی ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا۔ تو مجھے چھوڑ دے اور بلقاء (گھوڑا) مجھے عاریت پر دے دے۔ اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں واپس آکر اپنے پاؤں خود بیڑیوں میں ڈال لوں گا اور اگر مارا جاؤں تو پھر بڑی سے بڑی غلطی کا کوئی فائدہ نہیں اس نے کہا میرے لئے یہ کون سی بڑی بات ہے۔ تو وہ اپنی بیڑیوں سمیت چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

كَفىٰ حُزنًا اَنْ تُرْدىَ الْخَيلُ بالْقَناَ
وَاُتْرَكَ مَشْدُوْداً عَلَيَّ وَثَا قِياَ

اِذَا قُمْتُ عَنّاَ نِيْ الحَديْدُ وَ غُلِّقَتْ
مَصَارِيْعُ دُوْنِي قَدَ تِصمُّ المُنَادِياَ

وَقَدْ كُنْتُ ذَامال كَثير وَاخْوَةٍ
فَقَدْ تَرَكُوْنِيْ وَاحداً لَّا اخاَلِياَ

وَلِلّٰهِ عَهدٌلاَ اَخِيْسُ بعَهْدِهٖ
لَئِنْ فُرِجْتُ اَنْ لَا اَزُوْرَالْحوَانِياَ

۱۔ غم کے لئے یہی کافی ہے کہ گھوڑے نیزوں کو لے کر دوڑیں اور میں بالکل باندھا ہوا چھوڑ دیا جاؤں۔
۲۔ جب میں کھڑا ہونے لگتا ہوں تو بیڑی مجھے تکلیف دیتی ہے اور میرے سامنے کواڑ بند کر دیئے گئے ہیں اور جن کو پکارا جائے وہ بہرے ہو چکے ہیں۔
۳۔ میں بہت مال اور بھائیوں والا تھا انہوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ اب میرا کوئی بھائی نہیں۔
۴۔ میں اللہ سے ایسا عہد کرتا ہوں جس کو میں توڑوں گا نہیں۔ اگر مجھے کھول دیا جائے تو میں شراب خانہ کبھی دیکھوں گا نہیں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اللہ سے خیر چاہتی ہوں اور میں تمہارے معاہدے پر راضی ہوں لہذا اس نے ابو محجن کو چھوڑ دیا پھر گھوڑے کو کھینچ کر باب القصر سے باہر نکلے اور اس پر سوار ہو گئے پھر اپنے ایک مخصوص انداز کے ساتھ اس کو دوڑایا حتی کہ جب میمنہ کے سامنے پہنچے اللہ اکبر کہا پھر فوج پر حملہ کر کے اپنے نیزے اور ہتھیاروں کے دونوں صفوں کے درمیان جوہر دکھلانے لگے پھر

مسلمانوں کی صف کے پیچھے سے لوٹ کر میسرہ کی طرف پلٹے پھر اللہ اکبر کہہ کر فوج کے خیمہ پر حملہ کیا اور دونوں صفوں کے درمیان اپنے نیزے اور ہتھیاروں سے جوہر دکھلانے لگے پھر مسلمانوں کے پیچھے سے قلب لشکر کی طرف لوٹے اور جلدی سے لوگوں کے سامنے آنمودار ہوئے پھر لوگوں پر حملہ کیا اور دونوں صفوں کے درمیان اپنے نیزے اور ہتھیاروں کے جوہر دکھلانے لگے اور لوگ انکے اس جوہر دیکھنے کو ٹوٹے پڑے تھے اور حیران بھی ہو رہے تھے کیونکہ وہ نہ تو ان کو پہنچانتے تھے اور نہ ان کو دن میں دیکھا تھا۔ بعض نے کہا یہ کوئی ہاشمی ہیں او ربعض نے کہا اللہ کی قسم اگر فرشتے کام میں جلدی نہیں کرتے تو ہم یہ کہیں گے کہ ہمارے درمیان یہ کوئی فرشتہ ہے اور ابو محجن رضی اللہ عنہ کی لوگوں کو یاد ہی نہ آئی اور ابو محجن کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ رات کو اپنی قید میں تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اللہ کی قسم اگر ابو محجن قید میں نہ ہوتے تو میں کہتا کہ یہ ابو محجن ہیں۔ اور یہ گھوڑا ابلقاء ۴۵ ؎ ہے جب آدھی رات ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے سے ہٹ گئے اور مسلمان واپس آگئے تو ابو محجن واپس آکر وہیں داخل ہو گئے جہاں سے نکلے تھے اور سواری سے اتر کر اپنے پاؤں خود ہی بیڑیوں میں ڈال لئے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابو محجن ثقفی کو ہمیشہ شراب کی وجہ سے کوڑے لگائے جاتے تھے جب وہ باز نہ آئے تو انہیں قید کر کے بیڑیاں ڈال دی گئیں قادسیہ کے دن جب انہوں نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں پر غالب آنے والے ہیں تو انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی کو یہ پیغام بھیجا کہ ابو محجن آپ سے عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ اسے چھوڑ دیں۔ اور اسے اپنا یہ گھوڑا دے دیں اور اسے ہتھیار دے دیں تو سب سے پہلے آپ کے پاس یہی لوٹ کر آئیں گے اگر شہید نہ ہوئے۔ اور یہ اشعار کہے۔

---

۴۵ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا گھوڑا۔

كَفٰى حَزَنًا اَنْ تُلْتَقِى الْخَيْلُ بِالْقَنَا
وَاُتْرِكَ مَشْدُوْدًا عَلَىَّ وَثَاقِيَا

اِذَا قُمْتُ عَنَّانِى الْحَدِيْدُ وَغُلِّقَتْ
مَصَارِيْعُ دُوْنِى قَدْتُصِمُّ الْمُنَادِيَا

۱۔ غم کے لئے یہی کافی ہے کہ گھوڑے نیزوں کو لے کر دوڑیں اور میں بالکل بندھا ہوا چھوڑ دیا جاؤں۔

۲۔ جب میں کھڑا ہونے لگتا ہوں تو بیڑی مجھے تکلیف دیتی ہے اور میرے سامنے کواڑ بند کر دیئے گئے ہیں اور جن کو پکارا جائے وہ بہرے ہو چکے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی بیڑیاں کھول دیں اور گھر میں موجود گھوڑا انہیں دے دیا اور ہتھیار بھی دے دیئے۔ ابو محجن رضی اللہ عنہ نکل پڑے اور گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے مسلمانوں کو جا ملے جس کافر پر حملہ کرتے اسے مار کے اس کی پیٹھ توڑ دیتے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور پوچھا یہ سوار کون ہے؟

راوی کہتے ہیں تھوڑی دیر میں ہی اللہ نے کفار کو شکست دی۔ ابو محجن واپس لوٹے اور ہتھیار واپس کئے اور اپنے پاؤں بیڑیوں میں ڈال دیئے۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ گھر آئے تو ان کی گھر والی نے ان سے پوچھا کہ آپ کی آج کی لڑائی کیسی رہی؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی گھر والی کو بتایا کہ ہم اس اس طرح مقابلہ کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار آدمی کو بھیجا۔ اگر میں ابو محجن کو بیڑیوں میں چھوڑ کر نہ گیا ہوتا کہ میں یہی سمجھتا کہ اس کی بعض عادتیں ابو محجن جیسی تھیں۔ ان کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم وہ ابو محجن ہی تھے۔ اور سارا واقعہ بتلایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابو محجن کو بلا کر ان کی بیڑیاں کھول دیں اور کہا ہم کبھی بھی آپ کو شراب پینے پر کوڑے نہیں لگائیں گے ابو محجن نے کہا اللہ کی قسم

میں بھی کبھی شراب نہیں پیؤں گا۔ میں شراب کو تمہارے کوڑوں کی وجہ سے چھوڑنا ناپسند سمجھتا تھا۔ راوی کہتے ہیں اس کے بعد ابو محجن نے شراب نہیں پی۔ ابو محجن اس وقت مسلمان ہوئے جس وقت قبیلہ بنو ثقیف مسلمان ہوا تھا۔ اور انہوں نے حضور ﷺ سے احادیث سنیں اور آپ سے روایت بھی کیں۔ ان کا نام مالک تھا بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ بن حبیب تھا۔

حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ :

موسیٰ بن محمد اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ طلیحہ نے جب دیکھا کہ کفار قتل کئے جا رہے ہیں اور قید کئے جا رہے ہیں تو اپنے گھوڑے کو تیار کیا اور اپنی بیوی کو اپنے ساتھ بٹھا کے دوڑ گئے اور کہا تم میں سے جو میری طرح بھاگ سکتا ہو بھاگ جائے۔ وہ بھاگ کر شام میں آ گئے۔ بنو جفنہ غسانیوں کے پاس ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اجنادین کی فتح مسلمانوں کو عطا کی۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو طلیحہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں احرام باندھ کر مکہ میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا اے طلیحہ! میں تمہارے دو صالح مردوں (عکاشہ اور ثابت بن اقرم) کو قتل کرنے کے بعد تم سے محبت نہیں کرتا۔ ان دو صحابیوں کو طلیحہ اور اس کے بھائی نے قتل کیا تھا۔ طلیحہ نے کہا اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں مردوں کا میرے ہاتھوں اکرام کیا اور ان کے ہاتھوں کی وجہ سے مجھے مبارک نہیں بنایا۔ ہر گھر کی تعمیر محبت پر نہیں ہوتی۔ لیکن درگزر بہترین چیز ہے لوگ ایک دوسرے سے دشمنی کے باوجود درگزر کرتے ہیں اور طلیحہ مسلمان ہو گئے۔ ان کے اسلام میں کوئی طعن و تشنیع نہیں کی جا سکتی تھی۔ جو گناہ ان سے ہوا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے عذر کرتے تھے اور کہتے تھے۔

نَدِمْتُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ قَتْلِ ثَابِتٍ
وَعُکَاشَۃَ الْغَنمِیّ ثُمَّ ابْنَ مَعْبَدٍ

وَاَعْظَمُ مِنْ هَاتَيْنِ عِنْدِیْ مُصِیْبَةٌ
رُجُوْعِی عَنِ الِاسْلَامِ فِعْلَ التَعْمَدِ

وَتَرْکِیْ بلاَ دِیْ وَالْحَوادِثُ جُمَّةٌ
طَرِیْداً وَقِدْمَاکُنْتُ غَیْرَ مُطْرَدِ

فَهَلْ یَقْبَلُ الصِّدِیقُ اَنِیَّ مُرَاجِعٌ
ومُعطٍ بِمَا اَحْدَثْتُ مِنْ حَدَثٍ یَدِیْ

وَاَنِّی مِنْ بَعْدِ الضَّلَا لَةِ شَاهِدٌ
شَهَادَةَ حَقٍ لَسْتُ فِیْهَا بِمُلْحِدِ

بِاَنَّ اِلٰه النَّاسِ رَبِیَّ وَاَنَّنِیْ
ذَلِیْلٌ وَاِنَّ الدِّ ینَ دِیْنُ مُحَمَّدِ

۱۔ میں ثابت اور عکاشہ غنمی پھر ابن معبد کے قتل پر شرمندہ ہوں۔
۲۔ ان دونوں غلطیوں سے میرے نزدیک بڑی مصیبت میرا جان بوجھ کر اسلام سے ہے رہنا ہے۔
۳۔ اور میرا اپنے شہر کو چھوڑ دینا جبکہ حوادث نے اکٹھے ہو کر مجھے دھتکارا حالانکہ میں پہلے جلاوطن نہیں تھا۔
۴۔ کیا صدیق اس بات کو قبول کرلیں گے کہ میں نے رجوع کر لیا اور میرے ہاتھوں سے جو غلطی ہوئی اس کا میں تاوان دیتا ہوں۔
۵۔ اور میں گمراہی کے بعد حق کی گواہی دیتا ہوں جس میں میں ملحد نہیں ہوں۔
۶۔ یہ کہ لوگوں کا معبود میرا رب ہے اور میں عاجز ہوں اور دینِ حق محمد ﷺ کا دین ہے۔

محمد بن یعقوب کہتے ہیں طلیحہ اور انکے ساتھی روم کی طرف جہاد کیلئے نکلے اور بحری

سفر شروع کیا ابھی وہ سمندر میں تھے کہ انکے سامنے ایک بڑی کشتی آئی جس میں رومی لوگ سوار تھے رومیوں نے مسلمانوں سے کہایا توتم ٹھہر جاؤ ہم تمہاری کشتی میں کود آئیں یا ہم رک جاتے ہیں تم ہماری کشتی میں کود آؤ حضرت طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا کہہ رہے ہیں ساتھیوں نے حضرت طلیحہ کو ساری بات بتائی حضرت طلیحہ نے رومیوں کی بات سن کر ساتھیوں سے سے کہا اپنی کشتی رومیوں کی کشتی کے ساتھ ملاؤ وگرنہ میں تمہاری تلوار سے پٹائی کروں گا جب کشتیاں ساتھ ساتھ ہو گئیں تو حضرت طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے انکی کشتی میں پھینک دو ساتھیوں نے انکو رومیوں کی کشتی میں پھینک دیا طلیحہ رومیوں پر تلوار سے چھا گئے یہاں تک رومی متفرق ہو گئے کچھ تو سمندر میں غرق ہو گئے اور کچھ سلامت رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر اس واقعہ کی ملی انہے نے سن کر بڑا تعجب کیا۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت طلیحہ اور حضرت عمرو بن معدی کرب کے ساتھ پانچ پانچ آدمی مقرر کر کے رستم کے لشکر کی جاسوسی کے لئے بھیجا۔ حضرت عمرو اور انکے ساتھی اور حضرت طلیحہ کے ساتھیوں نے جب لشکر کی کثرت کو دیکھا تو واپس آگئے حضرت طلیحہ نے لشکر میں گھس کر وہیں رات گزاری صبح سویرے لشکر کے اعلیٰ دستہ کی طرف گئے ایک ایسا گھوڑا دیکھا جس کا ثانی لشکر میں نہیں تھا۔ اور ایسا خیمہ دیکھا جسکا ثانی لشکر میں نہیں تھا۔ اپنی تلوار نکال کر گھوڑے کی رسی کاٹی اور اس پر سوار ہو کر ایڑ لگا دی۔ لشکر نے انہیں دیکھ لیا تو تیز رفتار سواریوں پر پیچھا کیا یہاں تک کہ سویرا ہو گیا ایک سوار ان کے ساتھ مل گیا اس نے انہیں تیر مارنے کے لئے اپنا تیر سیدھا کیا حضرت طلیحہ نے اپنے گھوڑے کو موڑ کر اس سوار کو اپنے سامنے گرا دیا۔ اس پر حملہ کر کے اسکی پیٹھ تیزے سے توڑ دی پھر اور سوار انکے پاس پہنچ گیا تو اس کے ساتھ بھی انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرا سوار انکے پاس پہنچ گیا تو اس پر بھی حملہ کیا تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ مجھے بھی قتل کر دیں گے تو اس نے نے اپنے آپ کو

حوالے کر دیا۔ حضرت طلیحہ نے اسے اپنے آگے آگے چلنے کا حکم دیا اس نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ مسلمانوں کے لشکر کے پاس پہنچ گئے مسلمان اس وقت لشکر کو ترتیب دے رہے تھے وہ رومی سوار کو دیکھ کر گھبرا گئے اور اسے حضرت سعد کے پاس لے گئے اور انکے سامنے کھڑا کر دیا۔ ترجمان کو لایا گیا تو اس نے سارا واقعہ سنایا اور بتایا کہ دشمن کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور یہ کافر مسلمان ہو گیا حضرت طلیحہ نے واپس آکر کہا کہ جب تک تمہارے اندر وفاداری سچائی اور خیر خواہی باقی رہے گی تو تم پر اللہ کی قسم کوئی غالب نہیں آسکتا۔

اس اُمت کے توبہ کرنے والے بادشاہوں کے واقعات

ذوالکلاع کی توبہ کا واقعہ :

علوان بن داود اپنی قوم کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے زمانۂ جاہلیت میں ہدیہ دے کر ذوالکلاع کے پاس بھیجا۔ میں اس کے دروازے پر ایک سال کھڑا رہنے کے باوجود اس تک نہ پہنچ سکا۔ پھر اس نے اپنے محل سے نیچے جھانک کر دیکھا تو ارد گرد والے سارے اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ پھر اس نے ہدیہ وصول کرنے کا حکم دیا۔ تو ہدیہ قبول کر لیا گیا۔ پھر میں نے اسلام میں اسے دیکھا کہ وہ ایک درہم کا گوشت خرید کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑے پر گوشت کو لٹکا کر یہ کہتے ہوئے جا رہا تھا۔

أفٍّ للدُّنیَا اِذا کانتْ کذَا
کُلَّ یومٍ انا منْھا فیْ اذیٰ

ولقدْ کُنْتُ اذا ما قیْلَ منْ
انْعمُ النّاس معاشاً؟ قیْلَ ذا

ترجمہ : ۱۔ ایسی دنیا کے لئے افسوس ہے کہ جس کے ہر دن میں میں تکلیف میں ہوں۔

۲۔ میری حالت یہ تھی جب پوچھا جاتا کہ لوگوں میں سب اچھی زندگی والا کون ہے تو (میری طرف اشارہ کر کے) کہا جاتا یہ ہے۔

حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے طوائف کے بادشاہ ذوالکلاع کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بھیجا تو ذوالکلاع اتنا بڑھ چکا تھا کہ ربوبیت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اور لوگ اس کی اطاعت کرتے تھے۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے واپس آنے سے پہلے حضور ﷺ انتقال فرما چکے تھے۔ ذوالکلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اسی حالت پر رہا۔ پھر اسے اسلام لانے کی طرف رغبت ہوئی۔ تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آٹھ ہزار ۸۰۰۰ غلاموں کا وفد لے کر حاضر ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔ اور اپنے چار ہزار ۴۰۰۰ غلام آزاد کر دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ باقی چار ہزار غلام مجھے بیچ دے۔ میں ان کی تہائی قیمت یہاں دوں گا اور تہائی یمن میں اور تہائی شام میں ادا کروں گا۔ اس نے کہا مجھے آپ آج کے دن مہلت دیں۔ تاکہ میں آپ کی بات کے بارے میں سوچ لوں یہ کہہ کر چلا گیا۔ اور باقی تمام غلام آزاد کر دیئے۔ جب صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا باقی غلاموں کے بارہ میں تمہاری کیا رائے بنی اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اور ان کے لئے خیر کا فیصلہ فرما دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ ذوالکلاع نے کہا کہ وہ میں نے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اے ذوالکلاع اللہ کی قسم تم نے بہت اچھا کیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ شاید وہ گناہ نہ بخشے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے ذوالکلاع نے کہا کہ میں ایک عرصہ اپنی عبادت کرنے والوں سے چھپا رہا۔ پھر میں نے بلند جگہ سے انہیں جھانک کر دیکھا تو ایک ہزار افراد کے قریب میرے سامنے سجدے میں گر گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے اور باز رہنے کی نیت سے اللہ کی طرف رجوع کر کے اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَاتقنطوا من رحمة الله ‎.۴۶۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہوں۔

ایک حاکم اور تاجر کی توبہ کا واقعہ :

عبداللہ بن صدقہ بن مرداس البحری اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں نے انطالیہ کے علاقہ میں زمین کی سطح سے بلند تین تیریں دیکھیں۔ ان میں سے ایک پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وَكَيفَ يَلَذُّ العَيْشَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ
بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَابُدَّ سَائِلُهُ

فَيَاخُذُمِنْهُ ظُلْمَه لِعِبَادِهٖ
وَيُجْزِيهِ بِالْخَيْرِ الَّذِىْ هُوَفَاعِلُهُ

ترجمہ :۱۔ وہ شخص کیسے لذت کی زندگی گزار سکتا ہے جسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے ضرور پوچھنے والا ہے۔
۲۔ پس وہ اس شخص سے اپنے بندوں کے ظلم کا بدلہ لے گا اور جو چیز اس نے کی ہے اس کا بدلہ بھی اسے دے گا۔

اور دوسری قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وَكَيفَ يُلَذُّ العَيْشَ مَن كَانَ مُوقِناً
بِاَنَّ الْمَنَايَا بِغْتَةً سَتُعَاجِلُهُ

فَتَسْلُبُهُ مُلْكاً عَظِيماً وَ نَخْوَةً
وَتُسْكِنُهُ اَلْبَيْتَ الَّذِى هُوَ اَهْلُهُ

ترجمہ :۱۔ وہ شخص کیسے لذت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ جسے یہ یقین ہو کہ موت اچانک اسے گھیرنے والی ہے۔
۲۔ اور اس سے بڑی سے بڑی بادشاہت اور تکبر کو چھین کر جس گھر کا وہ اہل ہے اس میں ٹھکانہ دینے والی ہے۔

اور تیسری قبر پر یہ لکھا ہوا تھا۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيشَ مَنْ كَانَ صَائِراً
اِلیٰ جَدَثٍ تُبْلِي الشَّبَابَ مَناهِلُهُ

وَيَذْهَبُ رَسْمُ الْوَجْهِ مِنْ بَعْدِ صَونِهِ
سَرِيْعاً وَيَبْلىٰ جِسْمُهُ وَمَفَاصِلُهُ

ترجمہ :۱۔ وہ شخص کیسے لذت کی زندگی گزار سکتا ہے جس نے ایسی قبر کی طرف جانا ہے۔ کہ اس قبر کے گڑھے جوانوں کو بوسیدہ کر دیتے ہیں۔

۲۔ اور اس شخص کے چہرے کی شان و شوکت تو بہت جلد چلی جائے گی۔ اور اس کا جسم اور اس کے جوڑ بوسیدہ ہو جائیں گے۔ اور یہ تینوں قبریں ایک قطار میں کوہان نما بنی ہوئی تھیں۔ جس شیخ کے پاس میں بیٹھا تھا اس سے میں نے کہا کہ میں نے تمہاری بستی میں عجیب چیز دیکھی ہے اس نے پوچھا۔ کیا دیکھا ہے؟ میں نے قبروں کا حال انہیں سنایا۔ اس شیخ نے کہا کہ ان کا قصہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیں اس شیخ نے ان کا واقعہ سنایا۔ کہ یہ تین بھائی تھے۔ ایک بادشاہ کا دوست تھا۔ شہروں اور لشکروں پر امیر مقرر کیا گیا تھا۔ اور ایک تاجر اور مالدار تھا۔ کہ خاص خاص لوگ بھی اس کی بات کو مانتے تھے اور ایک زاہد تھا۔ جس نے عبادت کے لئے خلوۃ اختیار کر لی تھی۔ ان کے اس زاہد بھائی کی موت کا وقت آیا۔ تو اس کے دونوں بھائی اس کے پاس آئے۔ اور جو بھائی امیر تھا اس نے عبدالملک بن مروان کے بعد ہمارے ان شہروں میں بھی حکومت کی تھی۔ وہ بڑا ظالم غاصب اور گمراہ تھا۔ جب ان کے بھائی کی وفات کا وقت قریب ہوا تو دونوں اس کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ کوئی وصیت کرنی ہے تو کر لے اس زاہد نے کہا میرے پاس تو مال ہے نہیں جس کے بارے میں وصیت کروں اور نہ ہی کسی پر میرا قرضہ ہے کہ اس کے بارے میں وصیت کروں اور نہ ہی میں پیچھے

دنیا چھوڑ کے جا رہا ہوں جو مجھ سے چھین لی جائے گی۔ اس کے امیر بھائی نے کہا۔ اے میرے بھائی یہ میرا مال آپ کے سامنے ہے جو آپ چاہیں اس کے بارے میں وصیت کریں۔ اور جو آپ چاہیں حکم نافذ کریں۔ اور جو آپ چاہیں ہم سے عہد لے لیں۔ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اس کے تاجر بھائی نے کہا۔

"اے میرے بھائی تجھے میری کمائی اور میری مالداری معلوم ہے۔ شاید آپ کے جی میں کسی خیر کا غم ہو۔ جس میں آپ صرف مال خرچ کرنے سے ہی پہنچ سکتے ہوں تو یہ میرا مال آپ کے سامنے ہے۔ جو آپ چاہیں اس کے بارے میں حکم کریں آپ کا بھائی اس پر عمل کرے گا۔ وہ زاہد بھائی دونوں بھائیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں لیکن میں تم سے ایک عہد لیتا ہوں تم اس کے خلاف نہ کرنا انہوں نے کہا کہ آپ عہد لے لیں اس زاہد بھائی نے کہا "جب میں مر جاؤں مجھے غسل دے کر اور کفنا کر زمین کی بلند جگہ پر دفن کرنا اور میری قبر پر یہ دو شعر لکھ دینا۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ العَيشَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ
بِاَنَّ اِلٰهَ الْخلْقِ لَابُدَّ سَائِلُهٗ

فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهٗ لِعِبَادِهٖ
وَيُجْزِيْهِ بِالْخَيْرِ الَّذِیْ هُوَ فَاعِلُهٗ

ترجمہ: ا۔ وہ شخص کیسے لذت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ جسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے ضرور پوچھنے والا ہے۔

۲۔ پس وہ اس شخص سے اپنے بندوں کے ظلم کا بدلہ لیگا اور جو خیر اس نے کی ہے اس کا بدلہ بھی اسے دے گا۔

کہ جب تم یہ کر لینا تو روزانہ میری قبر پر آنا شاید تمہیں نصیحت حاصل ہو جائے۔ جب وہ زاہد بھائی فوت ہو گیا۔ تو ان دونوں بھائیوں نے اپنے عہد کو پورا کیا۔ اس کا امیر بھائی اپنے لشکر سمیت اس کی قبر پر آکر کھڑا ہوتا۔ ان شعروں کو پڑھ کر روتا

جب تیسرا دن ہوا۔ پہلے کی طرح لشکر کے ساتھ آیا اور سواری سے نیچے اتر کر شعروں کو پڑھ کر پہلے کی طرح رونے لگا۔ جب واپس جانے لگا تو قبر کے اندر سے ایک زوردار آواز سنی جس سے دل پھٹنے کو ہو گیا گھبرا کر واپس آ گیا۔ رات کو اپنے زاہد بھائی کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ آپ کی قبر سے جو آواز میں نے سنی ہے۔ یہ کیا آواز تھی اس نے کہا یہ ہنٹر کی آواز تھی مجھ سے کہا گیا کہ تو نے مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد نہ کی۔ وہ بھائی صبح کو اٹھ کر پریشان ہوا اپنے بھائی کو اور خاص خاص لوگوں کو بلا کر کہنے لگا۔ کہ ہم نے اپنے بھائی کی قبر پر جو لکھا ہے اسی کی ہمارے بھائی نے ہمیں وصیت کی ہے۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان ہمیشہ نہیں رہوں گا۔ پس اس نے امارت کو چھوڑ دیا۔ اور عبادت کو اختیار کیا۔ اور عبدالملک بن مروان کی طرف یہ احوال لکھ کر بھیجے گئے۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ اسے اپنے ارادوں میں چھوڑ دو۔ اس نے پہاڑ اور جنگلوں کا راستہ اختیار کیا یہاں تک اس پہاڑ میں جب اس کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو وہ کچھ چرواہوں کے ساتھ تھا۔ اس کے تاجر بھائی کو اطلاع ملی تو وہ اس کے پاس آکر کہنے لگا۔ اے بھائی کوئی وصیت کرنی ہے۔ تو کرو اس نے کہا میں کس چیز کے بارے میں وصیت کروں میرا کوئی مال نہیں جس کے بارے میں وصیت کروں لیکن میں تم سے یہ عہد لیتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے بھائی کے ساتھ قبر کھود کر دفنا دینا۔ اور میری قبر پر یہ شعر لکھ دینا۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيشَ مَنْ كَانَ مُوقِناً
بِاَنَّ الْمنا يا بغْتَة سِتُعَاجِلُهُ

فَتَسْلُبُهُ مُلْكاً عظيماً ونَخوَةً
وتسكُنُهُ الْبيْتَ الَّذِىْ هُوَاَهْلُهُ

ترجمہ: ا۔ وہ شخص کیسے لذت کی زندگی گزار سکتا ہے جسے یہ یقین ہو کہ موت اچانک اسے گھیرنے والی ہے۔

۲۔ اور اس سے بڑی بادشاہت اور تکبر کو چھین کر جس گھر کا وہ اہل ہے اس میں ٹھکانہ دینے والی ہے پھر تین دن تک میری قبر پر آکر میرے حق میں دعا مانگنا شاید اللہ تعالیٰ میرے اوپر رحم کرے۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی نے اپنے عہد کو پورا کیا۔ جب تیسرا دن تھا۔ تو وہ تاجر بھائی اپنے امیر بھائی کی قبر پر رو کر دعا کر کے جب واپس آنے لگا۔ تو قبر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی جو عقل کو ختم کر دینے والی تھی۔ وہ پریشان ہو کر واپس آیا۔ رات کو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا۔ اسے کہنے لگا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا توبہ ہر چیز کو جمع کرنے والی چیز ہے۔ اس نے پوچھا تمہارا حشر کن کے ساتھ ہوا۔ اس امیر بھائی نے کہا۔ کہ نیک اماموں کے ساتھ اس تاجر بھائی نے کہا ہمارے لئے تمہارا کیا حکم ہے۔ اس نے کہا جو شخص دنیا اور آخرت کی کوئی چیز آگے بھیجے اس کو پالے گا۔ لہذا اپنے غنی کو فقر سے پہلے غنیمت سمجھ جب صبح ہوئی تو اس تاجر بھائی نے دنیا کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مال علیحدہ کیا اور اپنا گھر تقسیم کر دیا اور اللہ کی اطاعت میں لگ گیا۔ اور اس کا بیٹا جوان ہوا۔ جس نے جوانی کو خوبصورت بنایا۔ (یعنی بہت خوبصورت جوان تھا) تو اس بیٹے نے تجارت سنبھال لی۔ حتیٰ کہ بہت بڑا تاجر بن گیا۔ جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو وہ بیٹا آکر کہنے لگا۔ اے ابا جان کوئی وصیت کرنی ہو تو کر لیں۔ باپ نے کہا اے بیٹے میرے پاس مال نہیں ہے۔ جس کے بارے میں وصیت کروں۔ لیکن میں تجھ سے یہ عہد لیتا ہوں جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اپنے دونوں چچوں کے ساتھ دفنانا۔ اور میری قبر پر یہ دو شعر لکھ دینا۔

وكيف يَلَذُّ العَيْشَ مَنْ هُوَ صَائِراً
الى جَدَ ثٍ تُبْلِى الشَّبَابَ مَنَا هِلُهٗ

ويذ هب رَسْمُ الوَجْهِ مِنْ بَعْدِ صَوْنِه
سريعا و تبلى جِسْمُهٗ ومفا صله

ترجمہ: ا۔ وہ شخص کیسے لذت کی زندگی گزار سکتا ہے جس نے ایسی قبر کی طرف جانا ہے۔ کہ اس قبر کے گڑھے نوجوانوں کو بوسیدہ کردیتے ہیں۔

۲۔ اور اس کے چہرے کی شان و شوکت بہت جلد چلی جائے گی اس کا جسم اور جوڑ بوسیدہ ہو جائیں گے۔ جب تو یہ کرلے تو تین دن تک میری قبر پر آکر میرے حق میں دعا کرنا۔ اس بیٹے نے عہد پورا کیا۔ جب تیسرا دن ہوا۔ تو اس نے قبر سے ایسی آواز سنی جس سے اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اور چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اور پریشان ہو کر گھر واپس آیا۔ اسی رات اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ باپ نے اسے کہا۔ "اے میرے بیٹے تو بہت تھوڑے وقت میں ہمارے پاس آنے والا ہے۔ لہذا اپنے سفر کی تیاری کرلے۔ اور جس گھر سے تو کوچ کرنے والا ہے۔ اس سے ہمیشہ رہنے والے گھر کے لئے تیاری کرلے۔ جیسے گمراہ لوگ لمبی امیدیں کر کے دھوکے میں پڑتے ہیں تو ان کی طرح دھوکے میں مت پڑو۔ پس وہ لوگ اپنی امیدیں پوری کرنے سے عاجز رہے۔ اور موت کے وقت انہیں کوئی نفع نہ ہوا۔ اے میرے بیٹے تو جلدی کر۔ پھر جلدی کر۔ پھر جلدی کر عبداللہ بن صدقہ بیان فرماتے ہیں کہ جس شیخ نے مجھے یہ واقعہ سنایا۔ اس نے کہا میں اسی دن اس جوان کے پاس آیا جس رات کو اس نے خواب دیکھا تھا۔ اور اس نے خواب کا پورا قصہ ہمیں سنایا۔ اور کہا معاملہ ایسے ہے۔ جیسے میرے باپ نے کہا ہے اور میں موت کو اپنے سر پر دیکھ رہا ہوں۔ اور اپنے مال کو تقسیم کرنے لگا۔ قرضے ادا کرنے لگا۔ اور اپنی خطاؤں اور زیادتیوں سے معافی مانگنے لگا۔ دوستوں کے پاس سلام بھیجے اور دوستوں کو الوداع کرنے لگا اور دوست اسے الوداع کرنے لگے اس آدمی کی طرح جس آدمی کو کسی معاملے میں ڈرایا گیا ہو اور وہ یقیناً اس میں جانے والا ہے اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میرے باپ نے کہا کہ تو جلدی کر پھر جلدی کر ۔ پھر جلدی کر یہ تین کلمے ہیں۔ یا تو یہ تین گھڑیاں ہیں جو گزر چکی ہیں یا تین دن ہیں۔ جن کو پالینا میرے لئے یقینی نہیں۔ یا تین مہینے ہیں شاید میں انہیں حاصل نہ کروں گا۔ یا تین سال ہیں جو بہت لمبی مدت ہے اور میرا خیال نہیں کہ یہ مجھے مل

جائیں گے۔وہ شیخ کہنے لگے۔کہ وہ مال دیتا رہا۔ تقسیم کرتا رہا۔اور صدقہ کرتا رہا جب تیسرا دن آیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو اور اپنی اولاد کو بلا کر الوداع کیا۔ پھر قبیلے کی طرف منہ کر کے لمبا سانس لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔اور کلمہ شہادت پڑھ کر انتقال کر گیا۔

وہ شیخ کہنے لگے لوگ کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد دور دراز شہروں سے ان کے قبروں پر آکر دعا کرتے ہیں۔

بصرہ کے ایک بادشاہ کی توبہ کا واقعہ :

عباد بن عباد المھبلی کہتے ہیں کہ بصرہ کا ایک بادشاہ جو پہلے زاہد تھا۔ پھر وہ دنیا اور بادشاہت کی طرف مائل ہوا۔ تو اس نے بہت عالی شان محل بنایا۔ اور اس میں مختلف قسم کے بچھونے اور اسے مزین کرنے کا حکم دیا۔ اور لوگوں کو کھانے کے لئے دعوت دی۔ لوگ آکر کھانا کھاتے رہے۔ اور اس کی عمارت کو دیکھ کر تعجب کرتے اپنے اور اس کے لئے دعا کرتے ہوئے جدا ہوتے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنے خاص خاص اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر کہنے لگا۔ اس گھر کو بنانے کی وجہ سے میری خوشی کو تم لوگ جانتے ہو۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک بیٹے کے لئے ایسا مکان بناؤں لہذا تم کچھ دن میرے پاس ٹھہرو تاکہ میں تمہارے ساتھ بات چیت اور اپنے بیٹے کے لئے اس طرح کی عمارت بنانے کے بارے تم سے مشورہ کروں۔ وہ اس کے پاس کچھ دنوں کے لئے ٹھہر گئے۔ لہو ولعب میں مشغول رہتے اور وہ اپنے بیٹے کیلئے عمارت بنانے کے بارے میں مشورہ کرتا۔ ایک رات لہو ولعب میں مشغول تھے۔ تو گھر کے کونے سے کسی کی آواز سنی جو یہ اشعار کہہ رہا ہے۔

یاایُّھا البانیْ والنَّاسیْ مَنِیَّتَہٗ
لا تأمُلنّ فانّ الموت مَکْتُوبٗ

عَلَى الْخَلَائِقِ اِنْ سُرُّوْا و اِنْ فَرِحُوْا!
فَالْمَوتُ حَتْفٌ لِذِیْ آلَا مَالِ مَنْصُوْبُ

لَا تَبْنِيَنَّ دِيَاراً لَسْتَ تَسْكُنُهَا
وَرَاجِعِ النّسُكَ كَيْمَا يُغْفَرُ الْحَوْبُ

ترجمہ : ا۔ اے عمارتیں بنانے والے اور موت کو بھولنے والے تو ان کے ساتھ ہر گز امیدیں مت لگا کیونکہ موت لکھی جا چکی ہے۔

۲۔ مخلوق پر چاہے خوش ہوں یا ناراض ہوں موت امیدوں کے ساتھ مکرر کر دی گئی ہے۔

۳۔ ایسے گھر مت بنا جس میں تو ٹھہرے گا نہیں اور عبادت کی طرف لوٹ تا کہ گناہ معاف کئے جائیں اس کی وجہ سے وہ گھبرا گیا اور اس کے ساتھی بھی گھبرا گئے۔ اس آواز نے ان کو خوف زدہ کر دیا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو آواز میں نے سنی کیا تم نے بھی سنی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا جو خوف مجھے طاری ہوا کیا تمہیں بھی طاری ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ پر کیا طاری ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے دل پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اور میرا خیال ہے کہ یہی میری موت کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا آپ باقی رہیں گے اور صحیح ہو جائیں گے۔ پھر وہ ادنے لگا۔ اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم میرے بھائی اور میرے دوست ہو۔ تمہارے ہاں میرا کیا مرتبہ ہے۔ انہوں نے کہا آپ جو حکم کریں گے ہم اسے پورا کریں گے۔ اس نے شراب بہانے کا حکم دیا تو بہا دی گئی۔ پھر لہو و لعب کے آلات کے بارے میں حکم دیا تو گھر سے نکال دیئے گئے۔ پھر اس نے یہ دعا کی اے اللہ میں تجھے اور تیرے ان موجودہ بندوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اپنے مہلت کے دنوں میں جو حد سے تجاوز کیا ہے اس پر نادم ہوں۔ اور میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں۔ کہ تو میری لغزش سے در گزر کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے میں اپنی رحمت کو میرے اوپر پورا کر۔

اور اگر تو میری روح قبض کرے تو اپنی رحمت سے میرے گناہوں کو بخش دے پھر اس کا درد بڑھ گیا۔ بس وہ وہی کہتا رہا۔ کہ اللہ کی قسم میری موت کا وقت آگیا ہے۔ یہ کہتے کہتے اس کی روح قبض ہو گئی۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ توبہ کر کے مرا ہے۔

بصرہ کے ایک بادشاہ اور اس کی باندی کی توبہ کا واقعہ :

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بصرہ کی گلیوں میں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک باندھی ایسے جاہ و جلال حشم و خدم کے ساتھ جارہی تھی جیسا کہ بادشاہوں کی باندھیاں ہوتی ہیں۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا تو آواز دی اور فرمایا کہ اے باندھی تجھے تیرا مالک فروخت کرتا ہے یا نہیں وہ باندھی اس فقرہ کو سن کر (حیران رہ گئی) کہنے لگی کیا کہا پھر کہو۔ انہوں نے پھر کہا اس نے کہا اگر وہ فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا فقیر خرید سکتا ہے۔ فرمانے لگے ہاں اور تجھ سے بہتر کو خرید سکتا ہوں۔ وہ باندھی یہ سن کر ہنس پڑی اور اپنے خدام کو حکم دیا کہ اس فقیر کو پکڑ کر ہمارے ساتھ لے چلو۔ (ذرا مذاق ہی رہے گا) خدام نے پکڑ کر ساتھ لے لیا۔ وہ جب گھر واپس پہنچی تو اس نے اپنے آقا سے یہ قصہ سنایا وہ بھی سن کر بہت ہنسا اور ان کو اپنے سامنے لانے کا حکم دیا جب یہ سامنے پیش کیے گئے تو اس آقا کے دل پر ایک ہیبت سی ان کی چھا گئی۔ وہ کہنے لگا۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تو اپنی باندھی میرے ہاتھ فروخت کر دے اس نے پوچھا کہ آپ اسکی قیمت دے سکتے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس کی قیمت کھجور کی دو بچھی ہوئی گھٹلیاں ہیں۔ یہ سن کر سب ہنسنے لگے اس نے پوچھا کہ تم نے یہ قیمت کس مناسبت سے تجویز کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میں عیب بہت ہیں اس نے پوچھا کہ اس میں کیا کیا عیب ہیں۔ فرمانے لگے کہ اگر عطر نہ لگائے تو بدن سے بدبو آنے لگے۔ اگر دانت صاف نہ کرے تو منہ میں سڑاہنڈ آنے لگے اگر بالوں میں تیل کنگھی نہ کرے تو وہ

پریشان حال ہو جائیں۔ جوئیں اُن میں پڑ جائیں۔ (اور سر میں سے بو آنے لگے) ذرا عمر زیادہ ہو جائے گی تو بوڑھی بن جائے گی (منہ لگانے کے بھی قابل نہ رہے گی) حیض اس کو آتا ہے۔ پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ ہر قسم کی گندگیاں (تھوک، سینک رال، ناک کے چوہے وغیرہ) اس میں سے نکلتے ہیں غم رنج مصیبتیں اس کو پیش آتی ہیں۔ خود غرض اتنی ہے کہ محض اپنی غرض سے تجھ سے محبت ظاہر کرتی ہے۔ محض اپنی راحت و آرام کی وجہ سے تجھ سے الفت جتاتی ہے۔ (آج کوئی مصیبت تجھ پر پہنچ جائے ساری محبت ختم ہو جائے) انتہائی بے وفا۔ کوئی قول و قرار پورا نہ کرے اس کی ساری محبت جھوٹی ہے۔ کل کو تیرے بعد کسی دوسرے کے پہلو میں بیٹھے گی۔ تو اس سے بھی ایسی ہی محبت کرنے لگے گی۔ میرے پاس اس سے ہزار درجہ بہتر باندھی ہے۔ جو اس سے نہایت کم قیمت پر ہے۔ وہ کافور کے جوہر سے بنی ہوئی ہے۔ مشک اور زعفران کی ملاوٹ سے پیدا کی گئی ہے۔ اس پر موتی اور نور لپٹا ہوا ہے۔ اگر کھارے پانی میں تھوک دے تو میٹھا ہو جائے اور مردہ سے بات کرے تو وہ زندہ ہو جائے۔ اگر اس کی کلائی آفتاب کے سامنے کر دی جائے تو آفتاب بے نور ہو جائے گہن ہو جائے۔ اگر وہ اندھیرے میں آ جائے تو سارا گھر روشن ہو جائے چمک جائے۔ اگر وہ دنیا میں اپنی زیب و زینت کے ساتھ آ جائے تو سارا جہاں معطر ہو جائے اس باندی نے مشک و زعفران کے باغوں میں پرورش پائی ہے۔ یاقوت و مرجان کی ٹہنیوں میں کھیلی ہے۔ ہر طرح کی نعمتوں کے خیموں میں اس کا محل سرائے ہے۔ تسنیم (جو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر) کا پانی پیتی ہے۔ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتی۔ اپنی محبت کو نہیں بدلتی (پھر جاتی نہیں ہے) اب تم ہی بتاؤ کہ قیمت خرچ کرنے کے اعتبار سے کون سی باندھی زیادہ موزوں ہے۔ سب نے کہا کہ وہی باندی جس کی آپ نے خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس باندی کی قیمت ہر وقت ہر زمانہ میں ہر شخص کے پاس موجود ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کی قیمت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اتنی بڑی اہم اور عالی شان چیز کو خریدنے کے لئے بہت معمولی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رات

کا تھوڑا سا وقت فارغ کر کے صرف اللہ جل شانہٗ کے لئے کم از کم دو رکعت تہجد کی پڑھ لی جائیں۔ اور جب تم کھانا کھانے بیٹھو تو کسی غریب محتاج کو بھی یاد کر لو۔ اور اللہ جل شانہٗ کی رضا کو اپنی خواہشات پر غالب کر دو۔ راستہ میں کوئی تکلیف دینے والی چیز کانٹا اینٹ وغیرہ پڑی دیکھو۔ اس کو ہٹا دو دنیا کی زندگی کو معمولی اخراجات کے ساتھ پورا کر دو۔ اور دنیا کا فکر و غم اس دھوکہ کے گھر سے ہٹا کر ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف لگا دو۔ ان چیزوں پر اہتمام کرنے سے تم دنیا میں عزت کی زندگی گزارو گے آخرت میں بے فکر اور اعزاز واکرام کے ساتھ پہنچو گے اور جنت میں جو نعمتوں کا گھر ہے۔ اس میں اللہ جل شانہٗ رب العزت کے پڑوس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ اس باندھی کے آقا نے باندھی سے خطاب کر کے پوچھا کہ تو نے شیخ کی تمام باتیں سنیں یہ سچ ہیں یا جھوٹ۔ باندھی نے کہا بالکل سچ ہیں شیخ نے بڑی نصیحت اور خیر خواہی اور بھلائی کی بات بتائی ہے۔ آقا نے کہا کہ اچھا تو تو اب آزاد ہے۔ اور اتنا اتنا سامان تیری نذر ہے۔ اور اپنے غلاموں سے کہا تم بھی سب آزاد ہو۔ اور میرے مال میں سے اتنا اتنا مال تمہاری نذر ہے۔ اور میرا گھر اور جو کچھ مال اس میں ہے۔ سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اور گھر کے دروازہ پر ایک موٹے کپڑے کا پردہ لگا ہوا تھا۔ اس کو اتار کر اپنے بدن پر لپیٹ دیا اور اپنا سارا لباس فاخرہ اتار کر صدقہ کر دیا۔ اس باندھی نے کہا میرے آقا تمہارے بعد میرے لئے بھی یہ زندگی اچھی نہیں۔ اور اس نے بھی ایک موٹا کپڑا پہن کر اپنا سارا زیب وزینت کا لباس اور اپنا سارا مال متاع صدقہ کر کے اپنے سردار کے ساتھ ہو گئی۔ اور مالک بن دینار ان کو دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔ اور وہ دونوں اس سارے عیش کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اور اسی حال میں ان کا انتقال ہوا۔

ام البنین بنت عبد العزیز بن مروان کی توبہ کا واقعہ:

مروان بن محمد کہتے ہیں کہ عزۃ ام البنین کے پاس آئی ام البنین نے اس سے کہا کہ

کثیر (شاعر) کے اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

قَضٰی کُلُّ ذِی دَینٍ عَلِمْتَ غَرِیْمَهٗ
وَعَزَّةُ مَمْطُوْلٌ مُعنیً غَرِیْمُهَا

ترجمہ: ہر قرض دار نے اپنے قرض خواہ کا قرضہ اتار دیا۔ اور عزہ کا قرض خواہ ٹالا ہوا اور تکلیف زدہ ہے۔ "ام البنین نے پوچھا کہ کثیر جس قرض کا تذکرہ کر رہا ہے۔ یہ کون سا قرض ہے۔ عزہ نے کہا آپ مجھے (یہ سوال پوچھنے سے) معاف کریں۔ ام البنین نے کہا تمہیں ضرور بتانا ہوگا۔ عزہ نے کہا میں نے اسے ایک بوسے کا وعدہ کیا تھا۔ جب یہ میرے پاس وعدہ پورا کرنے کے لئے آیا۔ تو میں نے اسے موقعہ نہ دیا۔ ام البنین نے اسے کہا تو اپنے وعدے کو پورا کر۔ اور اس کا گناہ میرے ذمے ہے۔ پھر اس نے اپنی بات کی طرف دھیان کیا۔ تو استغفار کیا۔ اور اس بات کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے۔ جب اسے یہ بات یاد آتی تو اتنا روئی کہ اس کی اوڑھنی تر ہو جاتی۔ اور کہتی کاش کہ یہ کلمہ بولتے وقت مین گونگی ہو جاتی۔ اور ایسی عبادت میں لگی کہ مجاہدہ کی وجہ سے اپنے زمانے میں مشہور ہو گئی۔ شاہی بستر کو چھوڑ کر۔ رات کی عبادت میں لگی رہتی۔ اور ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک گھوڑا دیتی۔ اور عابدہ عورتوں کے پاس کے پاس پیغام بھیجتی وہ جمع ہو کر اس کے پاس باتیں کرتیں۔ یہ کہتیں کہ تمہاری باتیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں لیکن میں جب نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں۔ میں تم سے غافل ہو جاتی ہوں۔ اور کہتی تھیں کہ بڑا بخیل وہ ہے جو اپنے آپ پر جنت کو حاصل نہ کرنے میں بخل کرے۔ اور کہتی تھیں ہر انسان کی کوئی نہ کوئی ضرورت ہوتی ہے۔ اور میری خواہش مال خرچ کرنا ہے۔ اللہ کی قسم مال خرچ کرنا۔ اور دوسروں کے ساتھ جوڑ اور صلہ رحمی مجھے بھوک کے وقت اچھے کھانے سے اور پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہے اور خیر کو صرف خیراتی کھانے ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور بہت اچھا راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئی۔

ہشام بن عبدالملک کی باندی غضیض کی توبہ کا واقعہ :

سلیمان بن خالد کہتے ہیں۔ کہ ہشام بن عبدالملک کے سامنے "کوفہ" کی ایک بڑھیا کی ربیبہ کا تذکرہ کیا گیا۔ جو خوبصورتی میں بہت حسن و جمال میں قرآن پاک کو پڑھنے میں اشعار کو روایت کرنے میں عقل مند اور باادب ہونے میں مشہور تھیں۔ ہشام نے کوفہ کے والی کی طرف خط بھیج کر یہ حکم دیا کہ اس کی مالکن رضا سے اسے خرید کر میرے پاس جلدی پہنچایا جائے۔ اور اس بارے میں خادم بھیج دیا۔ جب اس والی کو خط ملا۔ تو اس نے بڑھیا کی طرف پیغام بھیجا اور وہ باندی اس نے دو لاکھ درہم کے بدلہ اور ایک ایسے نخلستان کے بدلہ میں کہ جس کی سالانہ آمدنی پانچ سو ۵۰۰ مثقال ہوتی تھی۔ خرید لیا۔ اس والی نے وہ باندھی ھشام کی طرف بھیج دی۔ ھشام نے اس کے لئے ایک اکیلا محل خالی کرا کر اور نوکرانیاں مقرر کر کے اسے اس محل میں ٹھہرایا۔ اور اس باندی کے لئے قسم قسم کے لباس اور عمدہ زیور اور بچھونے کا حکم دیا۔ ایک دن وہ بالا خانے میں اس باندی کے ساتھ اکیلے بیٹھا ہوا تھا۔ جس بالا خانے کے اندر بچھونے بچھائے گئے اور خوشبو مہکائی گئی تھی۔ وہ دونوں آپس میں دور دراز کی خبروں کے بارے تذکرہ کر رہے تھے۔ جس سے ھشام سے سرور بڑھ رہا تھا اور اس میں تازگی آ رہی تھی۔ تو اچانک چیخ و پکار کرنے والی عورتوں کی آواز آئی۔ ہشام نے نیچے جھانک کر دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک جنازہ لئے ہوئے جا رہے ہیں اور جنازے کے پیچھے نوحہ کرنے والی عورتیں ہیں اور آپس میں کہتی جا رہی ہیں۔ کہ "اے میرے باپ تجھے لکڑی کی چارپائی پر اٹھا کر مُردوں کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ تجھے اپنی قبر میں اکیلا چھوڑ دیا جائے گا اور تو اپنی لحد میں بے بس ہو گا۔ اے منتقل کئے جانے والے کاش مجھے یہ پتہ چل جاتا تو ان لوگوں میں ہے جو۔ بنے اٹھانے والوں سے یہ کہتے ہیں کہ مجھے جلدی لے جاؤ۔ یا اُن لوگوں سے ہے جو اٹھانے والوں سے کہتے ہیں مجھے واپس لے جاؤ مجھے آگے کہاں لے جا رہے ہو" راوی کہتے ہیں۔ ھشام بن عبدالملک کی آنکھوں سے

وجہ سے آنکھیں خراب ہو گئیں۔ اور چرخہ کاتنے کی وجہ سے انگلیوں پر پھوڑے نکل آئے۔ اسی مجاہدے کی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔

امیر خُمیر ابن جابر کی توبہ کا واقعہ :

حضرت ابراہیم بن بشار کہتے ہیں۔ میں ایک دن ابراہیم بن ادہم کے ساتھ ایک بیابان میں جارہا تھا۔ ہم ایک کوہان نما قبر پر پہنچے۔ ابراہیم بن ادہم کو اس قبر والے پر رحم آیا اور رو پڑے۔ میں نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس علاقے کے امیر خُمیر بن جابر کی قبر ہے۔ جو دنیا کے سمندروں میں غرق تھا۔ پھر اللہ نے اسے ان سے نکال کر اسے پاک کیا۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن دنیا اور اس کے دھوکے اور اس کے فتنے اور اپنے بادشاہت کی کسی لہو لعب میں خوش ہو کر اپنے خاص خاص لوگوں کے ساتھ وہیں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ان کے سرہانے ایک آدمی کھڑا ہے اسکے ہاتھ میں ایک خط ہے۔ اس آدمی نے وہ خط انہیں پکڑا یا۔ انہوں نے اسے کھولا تو اس میں سونے سے لکھا ہوا تھا کہ فانی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح مت دو اور اپنی بادشاہت اور دبدبہ اور غلبہ اور اپنے نوکر وچاکر اور اپنی لذتیں اور اپنی خواہشات کی وجہ سے دھوکہ مت کھاؤ۔ کیونکہ جس بادشاہت میں تم ہو یہ بڑی نعمت ہے اگر اس کے لئے ختم ہونا مقدر میں نہ ہو ۔ اور یہ بادشاہت ہے اگر اس کے لئے ہلاکت نہ ہو۔ اور خوشی ہے اگر دھوکہ نہ ہو۔ اور یہ ایک دن ہے۔ اگر کل والے دن کا بھروسہ ہو۔ لہذا تم اللہ کے حکم کی طرف جلدی کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وسارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۴۸؎

ترجمہ : اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف ہو۔ اور طرف جنت کے جس کی وسعت ایسی ہے۔ جیسے سب آسمان اور زمین۔ وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے) بیان القرآن ج ۲ ص ۵۸) یہ گھبرا کر

۴۸؎ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۳۔

بیدار ہو گئے اور کہا یہ اللہ کی طرف سے تنبیہ اور نصیحت ہے۔ اور اپنی بادشاہت سے نکل گئے۔ یہاں تک کہ ان کا کوئی حال معلوم نہ ہو سکا۔ اور اس پہاڑ میں آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے جب مجھے ان کے حال کی اطلاع ملی میں نے ان کے پاس آ کر ان سے پوچھا انہوں نے مجھے اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں۔ بتایا۔ میں ان کے پاس ان کی موت تک آتا رہا۔ انہیں یہاں پر دفن کیا گیا اور یہ ان کی قبر ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ :

محمد اسحاق کہتے ہیں۔ میں نے ابراہیم بن بشار ابراہیم بن ادھم کے خادم سے یہ واقعہ سنا وہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم بن ادھم سے پوچھا۔ اے ابو اسحاق آپ کا ابتدائی حال کیسے ہوا۔ انہوں نے کہا میرے والد کا تعلق بلخ ۹۴؎ سے تھا۔ اور وہ خراسان کا بادشاہ تھا۔ اور ہمیں شکار بہت پسند تھا۔ میں ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے کتے کو ساتھ لئے نکل پڑا۔ میں نے ایک خرگوش کے پیچھے دوڑنے کے لئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ کہنے والا یہ کہہ رہا ہے۔ تو نہ اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کھڑے ہو کر دائیں بائیں دیکھا مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ابلیس پر لعنت کرے (یہ گمان کیا کہ شیطان کی آواز تھی) پھر میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ پھر میں نے پہلے سے بھی بلند آواز سنی کہ اے ابراہیم نہ تو اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کھڑے ہو کر دائیں بائیں دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے پھر کہا کہ شیطان پر اللہ کی لعنت ہو پھر میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کے زین کے اگلے حصے سے یہ آواز سنی اے ابراہیم نہ تو اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا

۹۴؎ مملکت افغانستان کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے جو غلہ کی پیداوار میں سب سے بڑا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتح ہوا۔ معجم البلدان ۲ ۲۶۳ اس وقت افغانستان کا ایک صوبہ ہے۔

تو نے مجھے بیدار کر دیا۔ تو نے مجھے بیدار کر دیا۔ اللہ کی طرف سے ڈرانے والا میرے پاس آ گیا۔ میں آج کے بعد اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری گناہوں سے حفاظت کرے گا۔ میں اپنے گھر واپس آیا۔ اور اپنے والد کے ایک چرواہے سے جبہ اور چادر لے لی اور اپنے کپڑے اسے دے دیئے پھر میں نشیب و فراز کے علاقے طے کرتے ہوئے عراق پہنچا کچھ عرصہ عراق میں قیام کیا مجھے عراق میں حلال میسر نہ ہو سکا۔ میں نے بعض مشائخ سے پوچھا انہوں نے مجھے مشورہ دیا اگر آپ حلال چاہتے ہیں تو شام چلے جائیں۔ میں شام کے شہر المنصورہ میں پہنچا کچھ دن وہاں کام کیا۔ پھر بھی حلال روزی میسر نہ ہو سکی۔ میں نے بعض مشائخ سے پوچھا انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اگر آپ خالص حلال چاہتے ہیں تو طرطوس کے علاقے میں چلے جائیں۔ کیونکہ وہاں پر مزدوری زیادہ ہے۔ اور حلال ہے۔ میں طرطوس آیا۔ کچھ دن وہاں باغبانی کرتا رہا۔ اور کھیتی کاٹتا رہا ایک دن سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے باغبانی کے لئے مزدوری پر رکھ لیا۔ میں بہت عرصہ باغ کی نگہداشت کرتا رہا۔ تو ایک دن سردار آیا۔ اس کے ساتھ کچھ لوگ تھے وہ وہاں بیٹھ گیا۔ اور آواز دی اے ناطور (اے باغباں) میں نے کہا جی ہاں فرمائیں اس نے کہا جاؤ اور سب سے بڑا اور سب سے اچھا انار لے آؤ۔ میں جا کر ایک بڑا انار لے آیا۔ اس نے اسے لے کر توڑا تو وہ کھٹا نکلا مجھے کہا اے مالی تو اتنے عرصے سے ہمارے باغ میں رہتا ہے اور انار کھاتا ہے۔ اور تو کھٹے اور میٹھے کو نہیں پہچانتا میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے آپ کے باغ سے اب تک کوئی پھل نہیں کھایا۔ اور نہ ہی میں کھٹے میٹھے کو پہچانتا ہوں اس نے اپنے دوستوں کو اشارہ کر کے کہا تم اس کی بات سن رہے ہو۔ پھر اس نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ تو ابراہیم بن ادھم ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہ کہا۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔ دوسرے دن اس نے مسجد میں میری تعریف کی۔ بعض لوگوں نے مجھے پہچان لیا۔ وہ سردار پھر آیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ جب میں نے اسے لوگوں کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا۔ تو درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ اور وہ اندر آ

گئے اور میں باہر نکل کر بھاگ گیا۔ یہ میرے طرطوس سے رِماَل کے علاقے کی طرف جانے کے ابتدائی حالات ہیں۔

عبداللہ بن فرج کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم بن ادھم نے اپنی زندگی کی تبدیلی کے ابتدائی حالات سنائے۔ فرمایا کہ میں ایک دن مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور محل کا ایک دروازہ راستے کی طرف کھلتا تھا گرمی شدید تھی۔ میں نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا۔ جس نے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ آکر محل کے سائے میں بیٹھ کر آرام کرنے لگا۔ میں نے خادم سے کہا اسے جاکر میرا سلام کہو اور اس سے کہو کہ میرے پاس محل میں آجائے۔ اس نے میرے دل کو جیت لیا ہے۔ خادم نے اس کے پاس جاکر سلام کہا۔ اور پیغام دیا۔ تو وہ بوڑھا خادم کے ساتھ میرے پاس پہنچ گیا اور مجھے سلام کیا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ میں اس کے آنے پر بہت خوش ہوا۔ اور میں نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔ اور اسکے سامنے کھانا پیش کیا۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ آپ کہاں سے آرہے ہیں اس نے کہا کہ میں نہر کے پار سے آرہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ انشاءاللہ حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ اور یہ ذوالحجہ کا پہلا دن تھا یا دوسرا دن تھا میں نے ان سے کہا کہ اس تھوڑے عرصے میں آپ کیسے پہنچ سکیں گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ میں نے کہا اگر آپ پسند کریں۔ تو میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ جب رات چھا گئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کھڑا ہو میں نے سفر کے کپڑے پہنے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا۔ ہم بلخ سے نکل کر اپنی بستی کے پاس سے گزرے۔ مجھے ایک زمیندار ملا۔ میں نے اسے اپنی کچھ ضروریات کے بارے میں بتایا۔ وہ ہمارے پاس روٹی اور انڈا لے آیا۔ ہمیں اس نے کھانے کا کہا۔ ہم نے وہ کھالیا۔ پھر وہ پانی لے آیا۔ ہم نے وہ پی لیا۔ اس بوڑھے شیخ نے مجھے کہا۔ کہ اب اللہ کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ۔ انہوں نے پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہم چلتے رہے۔ اور میں زمین کو دیکھ رہا تھا کہ گویا۔ وہ موج کی طرح ہمارے

نیچے سے کھنچتی جا رہی ہے۔ ہم یکے بعد دیگرے شہروں سے گزرتے رہے۔ اور
شیخ کہتے رہے کہ یہ فلاں شہر ہے۔ اور فلاں شہر ہے۔ اور کہا یہ کوفہ ہے۔ یہاں
ٹھہر جاؤ۔ رات کو فلاں وقت ہماری یہاں ملاقات ہوگی۔ جب وہ وقت آیا تو شیخ آ
گئے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ پھر
کہنے لگے کہ یہ فلاں جگہ ہے یہ فلاں جگہ ہے۔ یہ فید ہے اور یہ مدینہ منورہ ہے۔
میں زمین کو دیکھ رہا تھا۔ گویا ہمارے نیچے سے کھنچی جا رہی ہے۔ ہم حضور پاک علیہ
السلام کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ وہاں زیارت کی سعادت نصیب
ہوئی۔ شیخ پھر مجھ سے جدا ہو گئے۔ اور کہا کہ رات محراب کے پاس ملیں گے۔
جب رات کا وہ وقت آ گیا تو میں محراب میں شیخ کے پاس پہنچ گیا۔ شیخ نے میرا
ہاتھ پکڑ لیا اور پہلے کی طرح چلنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اسی رات میں ہم مکہ
مکرمہ پہنچ گئے۔ پھر شیخ مجھ سے جدا ہو گئے۔ میں نے شیخ کو پکڑ کر کہا میں آپ کی
صحبت میں رہنا چاہتا ہوں شیخ نے کہا میں شام جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی
آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ شیخ نے مجھے کہا جب حج ختم ہو جائے گا تو یہاں
زمزم کے پاس ملاقات کریں گے۔ جب مناسک حج ختم ہو گئے۔ تو شیخ کو میں نے
زمزم کے پاس پا لیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا جب مکہ
سے نکل پڑے۔ انہوں نے پھر پہلے کی طرح کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ہم
بیت المقدس پہنچ گئے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ تو مجھے کہا "علیک
السلام" اور یہ کہا کہ میں انشاء اللہ واپس جانا چاہتا ہوں اور مجھ سے جدا ہو گئے۔ اس
کے بعد نہ میں نے انہیں دیکھا نہ کسی نے مجھے ان کا نام بتایا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
کہتے ہیں میں اپنے شہر کی طرف واپس آیا۔ کمزوروں کی چال چلتے ہوئے۔ اور یکے
بعد دیگرے منزلیں طے کرتے ہوئے بلخ پہنچا۔ یہ میرے ابتدائی حالات ہیں۔
ابراہیم بن بشار کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم بن ادھم کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے۔
بہت خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ اور بہت سی کشتیاں ساتھ ساتھ جا رہی تھیں۔
ایک دم تیز ہوا چلی۔ جس کی وجہ سے کشتیاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں۔ اور

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کشتی والے ان کے پاس آ کر کہنے لگے۔ کیا تم ہمارا حال نہیں دیکھ رہے۔ اور بے پرواہ ہو کر سوئے ہوئے ہو۔ ابراہیم بن ادھم بیٹھ کر کہنے لگے کہ جس نے کہ جیسے ان کے تیاری نہیں کی وہ ناکام ہو گیا۔ پھر اپنے ہونٹ ہلائے۔ تو پانی کی موجوں کے ٹکرانے کی کہ ڈر رہے ہو۔ حالانکہ ابراہیم بن ادھم تمہارے اندر موجود ہیں۔ ابراہیم بن ادھم نے فرمایا اے ہوا۔ اور اے سمندر اللہ کے حکم سے ٹھہر جاؤ۔ سمندر کی موج ختم ہو گئی اور ہوا بھی بند ہو گئی۔ سمندر ایسے ہو گیا گویا زمین کا تختہ ہے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ

علی بن محمد بن شقیق کہتے ہیں کہ میرے دادا کی تین سو بستیاں تھیں جس دن وہ مرے ان کے کفن کے لئے کپڑا نہیں تھا۔ ساری کی ساری جائیداد وہ اپنی آخرت کے لئے صدقہ کر چکے تھے۔ ترکی میں تجارت کے لئے نکلے۔ ایک قوم کے پاس گئے جنہیں خوخیہ کہا جاتا ہے جو بت پرست تھے۔ ان کے بت خانے میں گئے۔ اور ان کے عالم کو دیکھا جس نے اپنے سر اور داڑھی مونڈ رکھی تھی اور سرخ کپڑے پہن رکھے تھے۔ شقیق بلخی نے اس سے کہا۔ جن رسم و رواج میں آپ پڑے ہوئے ہیں۔ یہ سارا کا سارا باطل ہے۔ تمہارے ان معبودوں اور تمہارا اور ساری مخلوق کا ایک اور پیدا کرنے والا ہے جس جیسا کوئی نہیں۔ دنیا اور آخرت سب اسی کے لئے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر چیز کو رزق دینے والا ہے وہاں کے خادم نے شقیق بلخی سے کہا کہ آپ کا عمل آپ کے قول کے موافق نہیں۔ شقیق بلخی نے پوچھا وہ کیسے۔ خادم نے کہا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کا پیدا کرنے والا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور آپ رزق کی تلاش کے لئے یہاں کی مشقت کے دن برداشت کر رہے ہیں۔ جیسے آپ کا عقیدہ ہے۔ اگر حقیقت ویسے ہی ہے۔ تو آپ کا وہ معبود جو آپ کو یہاں رزق دے رہا ہے (ترکی میں)۔ تو آپ کو وہ بلخ میں بھی رزق دے سکتا ہے۔ شقیق بلخی فرماتے ہیں کہ اس ترکی خادم کا کلام میرے زہد ہونے کا

سبب بنا۔ شقیق بلخی نے ترکی سے واپس آکر اپنا تمام مال صدقہ کر دیا۔ اور علم کی تلاش شروع کر دی۔

حضرت عبداللہ بن مرزوق کی توبہ کا واقعہ :

ابو سعید بیان کرتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن مرزوق دنیا کی وسعت میں مہدی کے برابر تھا۔ ایک دن اس نے لہو ولعب اور ناچ گانے کی مجلس میں شراب پی۔ جس کی وجہ سے ظہر عصر اور مغرب کی نماز نہ پڑھ سکا ان تمام اوقات میں باندھی جس کا عبداللہ بن مرزوق کے ہاں ایک مرتبہ تھا اسے بیدار کرتی رہی۔ جب عشاء کا وقت گزر گیا۔ تو وہ باندھی ایک چنگاری لے کر آئی۔ اور اسے عبداللہ بن مرزوق کی ٹانگ پر رکھ دیا۔ جس سے وہ بیقرار ہو کر کہنے لگا یہ کیا ہے۔ باندھی نے کہا کہ یہ دنیا کی آگ کی ایک چنگاری ہے تو آخرت کی آگ کو کیسے برداشت کرے گا۔ اسے سن کر عبداللہ بن مرزوق بہت روئے۔ پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور باندی کی بات اس کے دل میں گھر کر گئی۔ اس نے پوچھا کہ مال کی جدائی ہی اس سے نجات دلا سکتی ہے۔ لہذا اپنی باندھیوں کو آزاد کر دیا اور اپنے معاملات درست کئے اور جو مال باقی رہا اسے صدقہ کر دیا۔ یہاں تک کہ سبزی بیچتے تھا اور باندی نے بھی اس کا اتباع کر لیا۔ حضرت سفیان بن عیینہ اور فضل بن عیاض ان کے پاس آئے انہوں نے سر کے نیچے پکی اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ اور نیچے کوئی بچھونا نہیں تھا۔ سفیان بن عیینہ نے ان سے کہا۔ کہ جو آدمی اللہ کے لئے کوئی چیز قربان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔ آپ کی قربانی کا اللہ نے آپ کو کیا بدلہ دیا۔ عبداللہ بن مرزوق نے کہا۔ جس حال میں میں ہوں اس حال میں اپنی رضا مجھے عطا کی ہے۔

حضرت جعفر بن حرب کی توبہ کا واقعہ :

ابو القاسم تنوخی اپنے والد سے بیان کرتے تھے۔ کہ جعفر بن حرب نے بادشاہ کے بڑے بڑے امور سنبھالے ہوئے تھے۔ وزارت کے قریب قریب ان کا درجہ تھا۔

جانتا۔ هارون الرشید نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے جو کچھ ہم آپ کے لئے لائے ہیں۔ اسے لے لیں۔ پھر کچھ دیر ان سے باتیں کرنے کے بعد پوچھا۔ کیا آپ پر قرضہ ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ هارون الرشید نے مجھ سے کہا۔ ان کا قرضہ اتار دینا۔ پھر ہم وہاں سے نکل پڑے۔ هارون الرشید نے مجھ سے کہا۔ تمہارے ساتھی نے مجھے مطمئن نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ پھر عبدالرزاق بن ہمام ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ ہم نے ان کے گھر کے پاس پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین آئے ہیں۔ وہ جلدی سے نکلے اور کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ میرے پاس پیغام بھیجتے میں خود آپ کے پاس حاضر ہوتا۔ هارون الرشید نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے جو کچھ ہم آپ کے لئے لائے ہیں۔ اسے قبول کرلیں۔ پھر تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد ان سے پوچھا۔ کیا آپ کے ذمے قرضہ ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ مجھ سے کہا اے عباسی ان کا قرضہ اتار دینا پھر ہم وہاں سے نکل پڑے۔ ہارون الرشید نے کہا تمہارے ساتھی نے مجھے مطمئن نہیں کیا۔ میرے لئے ایسا آدمی تلاش کریں جن سے میں مطمئن ہو جاؤں۔ میں نے کہا کہ فضیل ابن عیاض ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے ان کے پاس لے جاؤ۔ ہم ان کے گھر پر پہنچے تو وہ نماز میں کھڑے ہو کر قرآن کی ایک آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے۔ امیر المؤمنین نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ میں نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے پوچھا کون ہے۔ میں نے کہا امیر المومنین تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین کو مجھ سے کیا غرض میں نے کہا سبحان اللہ کیا آپ پر ان کی اطاعت واجب نہیں۔ پھر انہوں نے نیچے اتر کر دروازہ کھولا اور اوپر چڑھ کے چراغ بجھادیا۔ اور گھر کے کسی کونے میں چھپ گئے۔ ہم گھر میں داخل ہوئے۔ ہم نے انہیں اپنے ہاتھوں سے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ هارون الرشید کا ہاتھ میرے ہاتھ سے پہلے ان کو لگ گیا۔ فضیل ابن عیاض نے کہا۔ کہ کیسا عمدہ اور نرم ہاتھ ہے اگر کل کو (قیامت) اللہ کے عذاب سے نجات پالے۔ میں نے اپنے جی میں سوچا کہ فضیل بن عیاض آج رات امیر المؤمنین سے

بالکل صاف صاف بات کریں گے۔ ھارون الرشید نے ان سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے جو ہم آپ کے لئے لائے ہیں اسے قبول کر لیں۔ تو فضیل ابن عیاض نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز جس وقت خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے سالم بن عبداللہ اور محمد بن کعب قرضی اور رجاء بن حیوہ کو بُلا کر ان سے مشورہ لیا۔ کہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ لہذا تم مجھے مشورہ دو۔ عمر بن عبدالعزیز نے تو خلافت کو آزمائش اور مصیبت سمجھا۔ آپ اور آپ کے ساتھی خلافت کو نعمت سمجھ رہے ہیں۔ سالم بن عبداللہ نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ مشورہ دیا اگر آپ اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہیں۔ تو دنیا سے روزہ رکھ لیں اور آپ کی موت اس روزہ کے لئے افطار ہو۔ محمد بن کعب نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ اگر آپ اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہیں تو آپ بڑی عمر والے مسلمان کے ساتھ باپ جیسا اور درمیانی عمر والوں کے ساتھ بھائی جیسا اور چھوٹی عمر والوں کے ساتھ بیٹے جیسا سلوک کریں۔ بڑوں کی تعظیم کریں۔ اپنے جیسے کا اکرام کریں۔ اور چھوٹوں پر شفقت کریں۔ رجاء بن حیوۃ نے انہیں یہ مشورہ دیا۔ اگر آپ اللہ کے عذاب سے نجات چاہتے ہیں۔ تو جو اپنے لئے پسند کریں وہی مسلمانوں کے لئے پسند کریں۔ اور جو اپنے لئے ناپسند سمجھیں وہی مسلمانوں کے لئے ناپسند سمجھیں۔ پھر آپ جب چاہیں۔ اس دنیا سے انتقال کر جائیں۔

فضیل ابن عیاض ھارون الرشید سے کہنے لگے میں بھی تجھے وہی کہتا ہوں۔ اور میں قیامت کے دن میں تمہارے اوپر سخت خوف کرتا ہوں۔ اللہ آپ پر رحم کرے کیا آپ کے ساتھ بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو آپ کو اس قسم کا مشورہ دیں۔ یا آپ کو اس قسم کا حکم دیں۔ یہ سن کر ھارون الرشید اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ فضیل ابن ربیع کہتے ہیں۔ کہ میں نے فضیل بن عیاض سے کہا۔ امیر المؤمنین کے ساتھ نرمی کریں۔ انہوں نے مجھے کہا۔ اے اُم ربیع کے بیٹے تو نے اور تیرے ساتھیوں نے تو انہیں مار دیا ہے۔ اور میں ان کے ساتھ نرمی کروں۔

ھارون الرشید کو جب افاقہ ہوا تو کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے کچھ اور نصیحت

کریں پھر فضیل ابن عیاض نے کہا۔ اے امیر المومنین مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ عمر بن عبد العزیز کسی عامل کی شکایت کی گئی۔ انہوں نے عامل کی طرف ایک خط لکھا۔ اے میرے بھائی۔ کہ جہنمیوں کے جہنم میں ہمیشہ کے لئے لمبے وقت جاگنے کو یاد کر یہ چیز تجھے اللہ تعالیٰ کے دروازے پر سونے اور جاگنے کی حالت میں ڈال دے گی۔ اور تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ جب عامل نے وہ خط پڑھا سفر طے کرتے ہوئے حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس آگیا۔ اور کہنے لگا آپ کو کس چیز نے اس خط پر ابھارا ہے۔ آپ نے اپنے خط سے میرا دل نکال لیا اب میں موت تک ولایت کو قبول نہیں کروں گا۔ ھارون الرشید یہ سن کر پھر بہت روئے۔ پھر ان سے کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے کچھ اور نصیحت فرمائیں انہوں نے کہا اے امیر المومنین حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچا آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے امیر بنا دیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ کہ اے میرے چچا جان۔ ایسا نفس جسے آپ نجات دلا دیں۔ یہ بے شمار امارت سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ امارت قیامت کے دن افسوس اور ندامت کا ذریعہ ہوگی۔ اگر ہو سکے تو آپ کسی پر امارت ہر گز نہ کریں۔ راوی کہتے ہیں ہارون الرشید یہ سن کر پھر بہت روئے۔ پھر فضیل ابن عیاض سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ فضیل ابن عیاض نے کہا اے خوبصورت چہرے والے تم ہی سے اللہ تعالیٰ اس مخلوق کے بارے میں پوچھے گا۔ اگر اس چہرے کو آگ سے بچا سکتے ہو تو بچالو۔ اور رعیت کے بغض سے اپنے دل کو صاف کرو۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ جو شخص اپنی رعیت کے بارے میں بغض رکھتا ہو۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔ ھارون الرشید پھر بہت روئے۔ پھر پوچھا کیا آپ کے ذمے کوئی قرضہ ہے۔ فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ میرے رب کا میرے ذمہ قرضہ ہے جس کا اس نے مجھ سے حساب نہیں لیا۔ اگر وہ مجھ سے اس کے بارے میں تفتیش کرے تو میرے لئے ہلاکت ہے۔ اگر میں اپنی حجت نہ بیان کر سکوں تو بھی میرے لئے

ہلاکت ہے۔ ھارون الرشید نے کہا میں نے آپ سے بندوں کے قرضہ کے بارے میں پوچھا ہے فضیل ابن عیاض نے کہا میرے رب نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا۔ میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ کہ میں اس کے وعدے کو پورا کروں۔ اور اس کے حکم کی اطاعت کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلاَّ لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ. اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾. ۵۰؎

ترجمہ : "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں میں اُن سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا کہ وہ مجھے کھلایا کریں۔ اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والے ہیں۔ نہایت ہی قوت والا ہے "۵۱؎

ھارون الرشید نے ان سے کہا یہ ہزار دینار ہیں۔ انہیں قبول کر لیں۔ اور انہیں خرچ کر کے اپنے رب کی عبادت میں قوت حاصل کریں۔ فضیل ابن عیاض نے کہا واہ سبحان اللہ میں آپ کو نجات کی راہنمائی کر رہا ہوں آپ مجھے اس جیسی چیز بدلہ میں دے رہے ہیں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ توفیق دے۔ پھر فضیل ابن عیاض خاموش ہو گئے اور ہم سے کوئی بات نہ کی۔ ہم ان کے پاس سے نکل پڑے۔ جب ہم اپنے دروازے پر پہنچے تو ھارون الرشید نے مجھ سے کہا اے عباسی جب تم مجھے کسی آدمی کے پاس لے جایا کرو۔ تو اس جیسے آدمی کے پاس لے جایا کرو یہ اس زمانے میں مسلمانوں کے سردار ہیں۔ فضل بن ربیع کہتے ہیں۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو فضیل ابن عیاض کے پاس ان کی ایک بیوی آکر کہنے لگی۔ اپنی تنگ دستی کو آپ جانتے ہیں۔ اگر آپ مال قبول کر لیتے تو کچھ کشادگی ہو جاتی۔ فضیل بن عیاض نے کہا۔ میری اور تمہاری مثال اس قوم کی سی ہے۔ کہ جن کے پاس کچھ اونٹ ہوں وہ ان اونٹوں کی کمائی کو کھاتے ہیں۔ جب وہ بڑے ہو جائیں تو انہیں ذبح کر کے ان کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ جب ھارون الرشید نے یہ بات سنی۔ تو کہنے

۵۰؎ سورۃ الذاریات آیت ۵۶ تا ۵۸

۵۱؎ بیان القرآن ج ۱۱ ص ۶۳

لگے ہم واپس جاتے ہیں۔ شاید ابھی مال قبول کر لیں۔ ھارون الرشید فضیل ابن عیاض کے پاس گئے۔ جب فضیل ابن عیاض کو پتہ چلا تو وہ باہر نکل کر دروازے کے قریب مٹی پر بیٹھ گئے۔

ھارون الرشید بھی ان کے پاس آئے۔ اور ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ فضیل ابن عیاض نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اسی دوران ایک کالی باندھی نکلیں۔ اس نے کہا۔ اے فلاں تم نے رات سے شیخ کو پریشان کر رکھا ہے۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ فضل بن ربیع کہتے ہیں۔ ہم پھر وہاں سے واپس آ گئے۔

ھارون الرشید کے بیٹے کی توبہ کا واقعہ :

عبداللہ بن فرج کہتے ہیں کہ مجھے ایک مزدور کی ضرورت پڑی۔ جو دھاڑی پر میرے کچھ کام کرے میں بازار میں آیا۔ بازار کے اخیر میں ایک زرد رنگ والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے سامنے ایک تھیلہ پڑا ہوا۔ اور پھوڑی اور اس کے جسم پر ایک اونی جبہ تھا اور اونی چادر تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا مزدوری کرو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں میں نے کہا کتنے پیسوں پر۔ اس نے کہا ایک درہم اور ایک دانق پر میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چلیں کام کریں۔ اس نے کہا میری ایک شرط ہے میں نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا جب ظہر کے وقت مؤذن اذان دے گا۔ تو میں وضو کر کے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آؤں گا۔ جب عصر کا وقت ہو گا پھر بھی اس طرح کروں گا۔

میں نے کہا یہ شرط منظور ہے۔ وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم گھر پہنچ گئے۔ میں نے انہیں سامان مہیا کر دیا۔ اس نے کمر باندھ کے کام شروع کر دیا۔ اور ظہر کی آزان تک مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ جب ظہر کی اذان ہوئی۔ تو مجھ سے کہا۔ اے عبداللہ اذان ہو گئی ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ چلا گیا نماز پڑھ کے واپس آکر عصر تک کام کرتا رہا۔ جب عصر کی اذان ہوئی تو مجھ سے کہا اے عبداللہ اذان ہو

چکی ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ چلا گیا عصر کی نماز پڑھ کر واپس آیا۔ اور دن کے اخیر تک کام کرتا رہا۔ میں نے اسے اجرت دی وہ چلا گیا۔ کچھ دن بعد مجھے پھر مزدور کی ضرورت پڑی۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ وہی نوجوان کاریگر تلاش کر کے لے آؤ۔ کیونکہ اس نے ہمارا بہت اچھا کام کیا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ اس زرد رنگ والے نوجوان کے بارے میں پوچھتے ہو وہ تو کم نصیب ہے۔ جو ہفتہ ہفتہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ وہ صرف ہفتے کے دن بیٹھتا ہے۔ اور سب سے اخیر میں اکیلا بیٹھتا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں میں چلا گیا۔ ہفتے کے دن پھر بازار میں آیا۔ تو وہ مجھے مل گیا۔ میں نے ان سے پوچھا کام کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ مزدوری اور شرط آپ کو معلوم ہے میں نے کہا اللہ خیر کرے گا۔ اس نے دوبارہ پہلے کی طرح کام کیا۔ میں اس کے کام کو دیکھ کر زیادہ اجرت دینے لگا۔ اس نے زیادہ لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس پر اصرار کیا۔ وہ مجھے ڈانٹ کر اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اس بات نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ میں اس کے پیچھے گیا۔ اور اس سے نرمی سے بات کی۔ تو اس نے صرف مزدوری لے لی۔ کچھ مدت بعد پھر مجھے مزدور کی ضرورت پڑی میں ہفتے کے دن بازار گیا۔ اور میں اس سے نہ مل سکا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا۔ مجھے کسی نے بتایا کہ وہ بیمار ہے۔ میں نے اس کے گھر کے بارے میں پوچھ کر وہاں پہنچا تو وہ ایک بڑھیا کے گھر میں تھا۔ میں نے بڑھیا سے پوچھا۔ یہاں ایک نوجوان ہے جو مزدوری کا کام کرتا ہے۔ بڑھیا نے کہا وہ چند دنوں سے بیمار ہے۔ میں اس کے پاس گیا۔ تو اسے بیمار پایا۔ اور اس کے سر کے نیچے اینٹ تھی۔ میں نے اس سے سلام کر کے پوچھا۔ کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اگر آپ قبول کر لیں میں نے کہا انشاءاللہ قبول کروں گا۔ اس نے کہا جب میں فوت ہو جاؤں۔ میری اس پھوڑی کو بیچ دینا اور میرے اس اونی جبے اور چادر کو دھو کر اس میں کفن دینا۔ اور جیب کا گریبان پھاڑ لینا۔ اس میں انگوٹھی ہے۔ وہ ھارون الرشید کے پاس لے جانا۔ جس دن ھارون الرشید نے نکلنا ہو اس دن اس انگوٹھی کو لے جا کر ایسی جگہ پر کھڑے ہو جانا جہاں

وہ دیکھ نے اسے یہ انگوٹھی دکھانا اور اس سے بات کرنا۔ وہ تمہیں بلوائے گا۔ انگوٹھی اس کے سپرد کردینا۔ یہ سارے کام مجھے دفنانے کے بعد کرنا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسکی وصیت کے مطابق کیا۔ میں نے ہارون الرشید کی سواری نکلنے کے دن کا انتظار کیا۔ جب وہ دن آیا تو میں راستہ پر بیٹھ گیا۔ جب ہارون الرشید گزرے تو میں نے اسے آواز دی اے امیر المؤمنین آپ کی میرے پاس امانت ہے۔ اور میں نے انہیں انگوٹھی دکھلائی۔ انہوں نے مجھے روک لینے کا حکم دیا ۔ اور مجھے ان کے گھر داخل کیا گیا۔ پھر انہوں نے مجھے بلایا۔ اور باقی سب لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھادیا اور پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں عبداللہ ابن الفرج ہوں انہوں نے پوچھا یہ انگوٹھی آپ کو کہاں سے ملی میں نے انہیں نوجوان کا پورا واقعہ سنایا۔ ھارون الرشید رونے لگے اتنا روئے کہ مجھے ان پر ترس آیا۔ جب وہ مجھ سے مانوس ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا اے امیر المؤمنین یہ نوجوان آپ کا کیا لگتا تھا انہوں نے کہا وہ میرا بیٹا تھا۔ میں نے کہا اس حالت تک وہ کیسے پہنچ گیا۔ انہوں نے کہا وہ میرے خلیفہ بننے سے پہلے پیدا ہوا۔ اور بہت اچھی پرورش پائی قرآن اور علم سیکھا جب میں خلیفہ بنا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور میری دنیا سے اس نے کوئی چیز نہ لی۔ یہ انگوٹھی میں نے اس کی والدہ کو دی تھی۔ اس میں یاقوت ہے۔ جو بہت مال کے برابر ہے اور میں نے اس کی والدہ سے کہا کہ یہ اپنے اس بیٹے کو دے دے۔ اور یہ والدہ کے ساتھ بہت نیک سلوک کرتا تھا۔ یہ اس لئے دی تھی تا کہ بوقت ضرورت یہ اس سے نفع حاصل کرے۔ اب اس کی ماں فوت ہو چکی ہے۔ اور مجھے اس کا کوئی حال معلوم نہ تھا۔ تم نے ہی اس کی خبر دی ہے۔ پھر ھارون الرشید کہنے لگے۔ جب رات ہو جائے تو میرے ساتھ اس کی قبر پر جانا۔ جب رات ہو گئی۔ تو وہ میرے ساتھ اکیلے نکلے ہم چلتے رہے۔ چلتے چلتے اس کے بیٹے کی قبر پر پہنچے۔ ھارون الرشید اس پر بیٹھ کر بہت روئے۔ جب فجر طلوع ہو گئی تو ہم واپس آ گئے۔ پھر مجھ سے کہا۔ کہ میرے لئے تم ایک وقت مقرر کرو۔ تا کہ میں اس کی قبر کی زیارت کرتا رہوں میں وقت مقررہ کے مطابق ان کے پاس آجاتا ہم نکل پڑتے اور

زیارت کر کے واپس آجاتے۔ عبداللہ بن فرج کہتے ہیں۔ مجھے اس نوجوان کا پتہ نہ چلا کہ وہ ھارون الرشید کا بیٹا ہے۔ صرف اس وقت پتہ چلا جب مجھے انہوں نے خود بتایا۔

علی ابن مامون اور مامون کی توبہ کا واقعہ :

عبدالحمید بن محمد کہتے ہیں کہ مامون کو اپنے بیٹے علی سے بہت محبت تھی اور اپنی تمام اولاد پر اسے ترجیح دیتے تھے۔ اور علی بہت خوبصورت اور باادب اور فصیح تھے۔ عبدالحمید کہتے ہیں۔ جب میں ان کے پاس جاتا انہیں سلام کرتا۔ تو مجھے ان کے چہرے پر حیا اور بشاشت معلوم ہوتی تھی مجھے ان میں تکبر اور غرور نظر نہ آتا۔ اپنے خادموں کے ساتھ ہنس مکھ رہتے۔ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ نرمی کرتے۔ ان سے زیادہ سخی ان سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا۔ اور ان سے اچھی تربیت والا میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور جب میں انہیں دیکھتا تو ان کے حسن و جمال سے نظر ہٹانے کو جی نہیں کرتا تھا۔ جیسا کہ ان کے غلام شاکر نے مجھے بتایا۔ اس کے مطابق ان کے زاہد ہونے کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن اپنے محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خادم نے آکر انہیں کہا اے میرے سردار امیر المومنین آپ کو کھانے کے لئے بلا رہے ہیں۔ اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ علی نے کہا تیرا بھلا ہو۔ گرمی اتنی شدید ہے مجھے اذیت دے رہی ہے۔ میں باہر نہیں نکلنا چاہتا تم واپس جا کر امیر المؤمنین کو بتاؤ کہ علی سوئے ہوئے ہیں۔ وہ خادم چلا گیا۔ اور جلدی واپس آگیا۔ کہنے لگا۔ امیر المؤمنین نے حکم دیا۔ کہ ان کے پاس جا کے ان کو جگا دو۔ اور امیر المؤمنین ان سے ایک گھڑی بھی جدا نہیں ہوتے تھے۔ علی ناگواری کی حالت میں کھڑے ہو گئے۔ کھانا حاضر ہو گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر امیر المؤمنین اپنے ساتھیوں کے ساتھ نبیذ پینے کے لئے بیٹھ گئے۔ اور علی نکل کر چلے گئے۔ اور کسی قسم کی نبیذ نہیں پیتے تھے۔ اپنے محل میں واپس آکر دجلہ کے اوپر واقع بالاخانے میں بیٹھنے کے لئے بستر بچھانے کا حکم دیا۔ خادم نے

بستر کے اوپر پانی برف اور قسم قسم کی خوشبوئیں ڈال دیں۔ علی بنیان پہن کر تخت کے اوپر لوگوں کا اور دجلہ کا نظارہ کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ اپنے غلام اور باندی کو بلا لیا۔ اسی دوران اس نے ایک مزدور کو دیکھا۔ وہ زوال کے وقت آیا۔ اس کے جسم پر سفید اون کی پرانی چادر تھی۔ اس کے نیچے نہ کرتہ تھا نہ شلوار تھی۔ اور اس نے پاؤں پر گرمی سے بچنے کے لئے کپڑوں کے ٹکڑے باندھ رکھے تھے۔ اور پھٹی ہوئی جوتیاں پہن رکھی تھی۔ اس کے سر پر چھوٹا سا ٹوکرا تھا اور گردن میں بوری اور تغاری تھی۔ وہ دجلہ کے پاس آکر ایک کشتی میں بیٹھ گیا۔ امیر علی اسے اوپر سے ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہے تھے ۔ اس نے اپنی تغاری اور بوری اتاری اور اپنے جوتے نکالے اور اپنے پاؤں سے ٹکڑے کھولے۔ اور دریا کے قریب ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں دھو کے اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اور اپنا ایک تھیلہ نکال کر کھولا۔ اواس سے مختلف رنگوں کے خشک ٹکڑے نکالے۔ اور اس تھیلے سے ایک لکڑی کا پیالہ نکالا۔ اور اس سے مختلف رنگوں کے خشک ٹکڑے نکالے۔ اور اس تھیلے سے ایک لکڑی کا پیالا نکالا۔ پیالہ دھو کر اس میں پانی بھر لیا۔ اور یہ ٹکڑے اس پانی میں ڈال دیئے۔ پھر ایک پوٹلی نکالی۔ اسے کھول کر اس سے نمک نکالا وہ نمک روٹی پر چھڑک دیا۔ اور اتنی دیر اسے چھوڑ دیا کہ ٹکڑے تر ہو گئے۔ پھر ریت پر چوکڑی مار کر بیٹھ گیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ان ٹکڑوں کو ایسے کھانے لگا۔ جیسا کھانے کی بھوک رکھنے والا انسان کھاتا ہے۔ اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ اور علی بن مامون کی آنکھیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ جب فارغ ہوا۔ پیالہ دھو کر اسے باقی ماندہ ٹکڑوں کے ساتھ تھیلے میں رکھ دیا۔ اور نمک والی پوٹلی باندھ دی اور ایک کنارے پر ہو کر اپنے چلو میں پانی لے کر پیا۔ اور کہا اے میرے سردار اور میرے مولا تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں اس نعمت پر جس نعمت کے ساتھ تو نے میرے اوپر فضل کیا تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میرے اوپر تیری نعمتوں پر۔ اور تیرے ہی لئے ہیں تمام تعریفیں اور تیرے ہی لئے ہے شکر۔ پھر بوری پر سر رکھ لیا اور ٹانگیں لمبی کر کے ریت کے اوپر کچھ دیر

آرام کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز کی تیاری کی۔ اور زوال کے بعد نماز پڑھنے لگا۔ علی بن مامون نے اپنے غلاموں کو کہا۔ کہ تم سے ایک آدمی جائے اور اس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے مزدور کو اس کی تغاری اور بوری سمیت میرے پاس لے آئے۔ اور اسے دھتکارے نہیں۔ نرمی سے لے آئے۔ ایک غلام چلا گیا۔ اس مزدور کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ جب مزدور نے سلام پھیرا۔ تو غلام نے اس سے کہا میرے ساتھ چل امیر کے محل سے میرا سامان اٹھا۔ اس مزدور نے کہا کسی اور کو لے لو کیونکہ میں تھکا ہوا ہوں غلام نے کہا جگہ قریب ہے اور بوجھ ہلکا ہے مزدور نے کہا اے میرے دوست مجھے یہ معلوم ہے۔ آپ کو کوئی اور مزدور مل جائے گا۔ مجھے معاف کرو۔ کیونکہ میں گھر کے اندر نہیں جانا چاہتا۔ غلام نے کہا آپ کو ضرور جانا پڑے گا۔ اگر آپ خود کھڑے ہو جائیں تو بہتر ہو گا ورنہ میں آپ کو کھڑا کر دوں گا۔ اور اس سے سخت کلامی کی۔ وہ مزدور کھڑا ہوا اور اپنی بوری گردن میں ڈالی اور تغاری اٹھائی اور یہ آیت پڑھی۔

﴿وَعَسىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خير لَّكُم ۵۲۔ فَعَسىٰ اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ ۵۳۔

ترجمہ: ۱۔ اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور تمہارے حق میں فائدہ ہو۔

۲۔ تو ممکن ہے کہ تم ایک شئے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔

غلام نے اسے محل میں داخل کر دیا۔ پھر اسے اوپر چڑھا کر امیر کے پاس اسی حالت میں کھڑا کر دیا۔ امیر نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ امیر کے ہم نشینوں نے اسے کہا۔ اے امیر یہ کون ہے۔ یہ کیسا شخص ہے اس کو میلا کچیلا اور گندہ ہونے کے باوجود بیٹھنے کو کہہ رہے ہیں۔ امیر نے کہا خاموش ہو جاؤ۔ امیر نے اس سے پوچھا کیا تو

۵۲۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۶۔

۵۳۔ سورۃ النساء آیت ۱۹

اسی علاقے کا رہنے والا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ امیر نے پوچھا تمہارا کیا وسیلہ ہے اس نے کہا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ یعنی محنت مزدوری۔ امیر نے پوچھا آپ کے ماتحت پرورش پانے والے کتنے ہیں۔ اس نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی پرورش میں ہیں۔ میری ایک بوڑھی اور اپاہج والدہ ہے۔ اور ایک بہن ہے۔ جو اندھی اور لنگڑی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تمہاری اولاد ہے۔ مزدور نے کہا میری بیوی بچے نہیں ہیں۔ امیر نے پوچھا کہ کتنا کما لیتے ہو۔ مزدور نے کہا جتنا میرے مقدر میں ہوتا ہے۔ ایک دن میں اتنا کماتا ہوں کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی ہو جاتا ہے۔ امیر نے پوچھا تم سارا دن بوجھ اٹھا سکتے ہو۔ اس نے کہا میں فجر کی نماز پڑھ کر زوال تک رزق کی تلاش میں نکلتا ہوں۔ پھر ظہر سے عصر تک ذاتی ضروریات پوری کرتا ہوں اور عصر سے رات تک آرام کرتا ہوں۔ امیر نے پوچھا کہ رات کو آرام نہیں ہو سکتا۔ مزدور نے کہا اگر میں رات کو آرام کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے دن فقیر بنا دے گا۔ علی اس بات کو پورا پورا سمجھ گئے۔ مزدور سے کہا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اکیلے کھا رہے ہیں۔ کیسے! آپ اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ نہیں کھاتے۔ مزدور نے کہا وہ دونوں روزہ دار ہیں۔ ان کے افطار کے بعد رات کا کھانا میں انہیں کے ساتھ کھاؤں گا۔ علی بن مامون نے کہا کہ روٹی کے ٹکڑے نکالو۔ اس نے اپنا تھیلا کھول کر روٹی کے خشک ٹکڑے نکالے۔ جو کالے اور سرخ اور سفید رنگوں میں تھے۔ علی بن مامون انہیں دیکھ کر کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر کہا اے شاکر [۵۴] مجھے پانچ ہزار درہم دو۔ میں اسے دوں تاکہ یہ اپنا حال درست کرے۔ مزدور نے کہا اے امیر میں ان پیسوں سے غنی ہوں۔ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ امیر نے اسے لینے پر مجبور کیا۔ مزدور نے انکار کر دیا۔ امیر نے کہا مجھے آپ کی کچھ ضرورت ہے۔ مزدور نے کہا میرے جیسے آدمی کی آپ جیسے [illegible] کو کیسی ضرورت ہو سکتی ہے۔ امیر نے کہا وہ بہت [illegible] ضرورت ہے۔ [illegible] تم نے میرا [illegible]

---

۵۴ علی بن مامون کے خادم کا نام ہے۔

میرا واقعہ میری جگہ اور یہ بادشاہت اور دنیا کی نعمتیں اور ان کی لذتیں دیکھ کر آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ مجھے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت عطا فرمائے۔ مزدور نے اس سے کہا اے میرے دوست اللہ کے ہاں میرا کوئی درجہ نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے میں کوئی دعا مانگوں۔ ہاں بعض حکیموں کا قول ہے۔ جو شخص خوف کرتا ہے۔ (سفر کے مبارک ہونے کا) تو وہ صبح سویرے چلتا ہے۔ تم اپنے لئے روزانہ مقررہ وقت میں کچھ نیک اعمال متعین کرو۔ جب تم یہ کروگے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور آج کا کام کل کے لئے نہ چھوڑنا۔ جو کام کرنے کی طاقت نہیں اس کا اپنے آپ کو مکلف نہ بنانا اور موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو۔ کیونکہ موت کی یاد کم کو زیادہ کرکے دکھاتی ہے۔ اور زیادہ کو کم کرکے پیش کرتی ہے۔ تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑو اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اپنا سر جھکایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اور یہ دعا کی۔

﴿"یَامَنْ رَفَعَ السَّمَآءَ بقوّته ودَحی الْاَرض بمَشيْئته وخلَقَ الْخلَائق بِاِرَادَتِه واَسْتوی علی الْعرْش بقدْرَته یا مَالكَ الْملْك وجبَّارَ الْجَبابرة واِلهَ الْعَالَمِیْن ومَالكَ یوْمِ الدّیْن اَسئالكَ برحْمتكَ وجوْدكَ وقُدْرتكَ انْ تخرج حُبَّ الدُّنْیاَ منْ قَلبِ عَبْدكَ عَبْدِاللّٰهِ علیٰ وتوفقَهٗ لطَاعتكَ منَ الْاَعْمَالِ الَّتی تُقرّبُهٗ اِلی مرْضَاتكَ وتُجنّبْهٗ معاصیْكَ وتَختم لَنا ولَهٗ برضْوانكَ وعفْوكَ یَاارْحَمَ الرَّاحمِیْنَ"﴾

ترجمہ: "اے وہ ذات جس نے آسمان کو اپنی قوت سے بلند کیا زمین کو اپنی مشیت سے بچھایا مخلوق کو اپنے ارادے سے پیدا کیا عرش پر اپنی قدرت سے قرار پکڑا اے بادشاہوں کے بادشاہ اور اے جباروں کے جبار اور اے عالمین کے معبود اور قیامت کے مالک میں تیری رحمت اور تیری سخاوت اور تیری قدرت کے وسیلے سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو اپنے بندے علی کی دل سے دنیا کی محبت نکال دے۔ اور اپنی رضا کے قریب کرنے والے اعمال کی اسے توفیق دے اور اپنی نافرمانی سے

اسے دور رکھ۔ اور اپنی رضا پر اور معافی پر ہمارا اور اس کا خاتمہ فرما۔ اے بہت رحم کرنے والے : راوی کہتے ہیں کہ علی کے آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور وہ بہت روئے پھر مزدور سے کہا اگر آپ ہماری طرف سے کچھ قبول کر لیں تو اچھا ہو گا۔ اس نے کہا میں یہ نہیں چاہتا۔ میری ضرورت یہ ہے کہ آپ مجھے جلدی چھوڑ دیں۔ پھر مزدور کو نکلنے کا حکم دیا۔ تو مزدور باہر نکل کر چلا گیا۔ اور امیر اپنی جگہ واپس آیا اور فکر مند تھا ۔ اس کی خوشی جا چکی تھی۔ پھر اپنے ہمنشیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے قوم تم امیر المومنین کا کھانا دیکھتے ہو۔ اور اس کے سامنے قسم قسم کے کھانے اٹھائے جاتے ہیں اور رکھے جاتے ہیں۔ اسے تم دیکھتے ہو پھر اس کھانے کی تعریف کرنے لگا۔ کہا کہ بادشاہ کا کھانا اس کی روٹی کیسے پکائی جاتی ہے تمہارے سامنے ہیں کیسی عمدہ ہوتی ہے سفیدی میں اور پسائی میں اور اچھائی میں۔ کہ جو کو پہلے چھانا جاتا ہے پھر اس سے نکلنے والے آٹے کو کھردرے کپڑے سے چھانا جاتا ہے۔ پھر اس سے نکلنے والے آٹے کو ریشم سے چھانا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ خالص میدہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور اس کے تنور کو نرکل سے گرم کیا جاتا ہے پھر اسے قماری عود سے دھونی دی جاتی ہے پھر اس روٹی کے رنگ بیان کئے۔ اس کو مختلف رنگوں میں پکایا جاتا ہے۔ اور یہ گرم اور ٹھنڈی نرم اور خشک اور میٹھی وغیرہ بنائی جاتی ہے۔ اور یہ مزدور ہے اس کا حال تم نے دیکھ لیا۔ اس کا دستر خوان کھجور کی شاخوں کا ٹوکرہ ہے۔ پھر اپنا سر جھکا کر۔ کچھ دیر فکر مند ہو کر۔ اپنی انگلی سے چٹائی کو کھرچتے رہے۔ پھر کہا اے غلام کتب خانے کے ذمہ دار غیب سے کہو سیر شاہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکال کر مجھے دے۔ وہ خادم کتاب لے آیا۔ اور امیر نے اس میں دیکھنا شروع کر دیا۔ اور کہا سن لو۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کھانا کیا تھا۔ پانی اور نمک میں پکائی ہوئی۔ اونٹ کی بے گوشت ہڈی تھی۔ اور بغیر چھنے کچھ مٹھی جو تھے۔ ان سے کہا گیا اے امیر المومنین اگر آپ اپنا کھانا تبدیل کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر وسعت فرمادیں گے۔ انہوں نے فرمایا ہائے افسوس اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ان کے کھانے پر عار دلائی اپنے اس کلام کے ساتھ ۔

﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا﴾ ۵۵ـ

ترجمہ: تم اپنی دنیاوی زندگی میں عمدہ نعمتوں کو لے گئے۔" اور ان کے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرتے رہے۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ جب اس سے فارغ ہوئے۔ تو کہا۔" اے غلام منیب سے کہو کہ سیرت عمر بن عبد العزیز نکال کے مجھے دے" منیب یہ کتاب نکال کر لائے وہ اس میں دیکھنے لگے۔ اور اپنے ہم نشینوں کے سامنے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بیان کرتے رہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس پیٹ کو دور کرے۔ جو قیامت کے میدان میں۔ اپنے ساتھی پر ندامت ڈالے۔ یہ عبد اللہ بن عمر ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیٹوں کی زینت ہیں۔ انگور کی خواہش کی تو اسے چکھ نہ سکے۔ یہ سعید ابن المسیّب ہیں۔ تابعین کی زینت کہتے ہیں کاش کہ اللہ تعالیٰ میرا رزق گٹھلی چوسنے میں رکھ دیتا۔ قضائے حاجت کے لئے بار بار آنے سے مجھے حیا آتی ہے۔ یہ مالک بن دینار ہیں۔ یہ فلاں ہیں۔ یہ فلاں ہیں۔ اور ان کا تذکرہ کرتے رہے۔ روتے رہے۔ پھر کہا تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ اچھے کھانے پینے چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے فانی چیز سے باقی رہنے والی چیز کی طرف رغبت کی اور انہوں نے تھوڑے کو زیادہ کے بدلے میں بیچ دیا۔ اور دنیا میں صبر کر کے اپنے مقصود کو حاصل کر لیا۔ دنیا سے بھوکے پیاسے اور ننگے سر ننگے پاؤں نکلے۔ زمین نے نہ ان کی چربی کھائی نہ ان کا گوشت کھایا۔ ہڈیوں اور رگوں پر کھال بوسیدہ ہو جائے گی پھر اس نے اپنا بازو نکالا گویا کہ وہ چاندی کی شاخ تھی۔ گوشت اور چربی سے بھرا ہوا۔ اور گول تھا۔ اس نے کہا اس بازو نے اس جسم کے ساتھ مختلف قسم کے کھانے اور پینے جن کا میں نے تمہارے سامنے تذکرہ کیا ہے۔ ان سے پرورش پائی ہے۔ جیسے مزدور کا بازو مٹی میں بوسیدہ ہو جائے گا یہ بازو بھی مٹی میں بوسیدہ ہو جائے گا۔ پھر اس نے نظریں نیچی کر لیں۔ اور بہت رویا۔ ہم اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ پھر کہا اے غلام لہو و لعب کے اس آلہ کو اٹھالو۔ اللہ اسے

ـــــــــــــــــــــــــ

۵۵ـ سورۃ احقاف آیت ۲۰

برباد کرے۔ اس نے دلوں کو مردہ کر دیا اور دلوں کو تکلیف پہنچائی اور ذلیل کیا۔ وہ اٹھا دیا گیا۔ اہل مجلس اور خدام اور غلام ایک طرف چلے گئے۔ اکیلا فکر مند ہو کر بیٹھا رہا۔ اپنے پاس آنے کی کسی کو اجازت نہ دی۔ جب رات کا کچھ وقت گزر گیا۔ تو مجھے آواز دی اے شاکر۔ میں نے کہا۔ اے امیر میں حاضر ہوں۔ اس نے کہا گھر کا سارا سامان اور خزانوں کی حفاظت رکھنا کیونکہ میں اپنے سردار کے پاس جا رہا ہوں۔
شاکر کہتے ہیں۔ میں سمجھا شاید اپنے والد امیر مامون کے پاس جا رہے ہیں۔ وہ محل سے باہر نکلے ان کے جسم پر ایک چادر تھی۔ اسے اپنے سر پر رکھ لیا۔ ایک کپڑے کی جوتی تھی۔ جسے پاؤں میں پہن لیا۔ اور کہا کوئی میرے پیچھے چراغ لے کر نہ آئے۔ ایک چھوٹے سے غلام کو اپنے ساتھ کر لیا۔ باقی خادم اور غلام اس کے پیچھے رہ گئے۔ جب صبح ہوئی دن چڑھنے تک ہم غلام کو تلاش نہ کر سکے۔ پھر وہ چھوٹا غلام آیا میں نے اس سے پوچھا۔ غلام نے بتایا کہ امیر المومنین گھر میں داخل نہیں ہوئے۔ اور مجھ سے کہا۔ یہیں ٹھہر جا اور میرے پیچھے نہ آنا۔ اور خود دجلہ کی طرف چلے گئے۔ مجھے معلوم نہیں کہاں گئے۔ اتنا معلوم ہے۔ کہ ایک ملاح کے پاس جا کر اسے کچھ دینار دیئے۔ اور اسے کہا مجھے واسط شہر میں بہت اہم کام ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور ملاح انہیں پہچانتا نہیں تھا۔ ملاح انہیں کشتی میں بٹھا کر واسط کی طرف لے گیا راوی کہتے ہیں پھر وہ واسط میں نہیں ٹھہرے وہاں سے بصرہ کی طرف چلے گئے۔ اور اجنبی بن کر رہے۔ اس صاف ستھری جلد پر اس نازک کھال پر کھردرہ لباس پہن لیا۔ اور ایک ٹوکری خرید لی۔ جیسے مزدور کو دیکھا تھا۔ ٹوکری اپنے کندھے پر رکھ کے۔ اپنی روزی کی بقدر مزدوری کرتے اپنے سر پر روڑے اٹھاتے جتنی مزدوری مل جاتی وہ قبول کر لیتے۔ دن کو روزہ رکھ کر مزدوری کرتے رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ننگے پاؤں چلتے رہتے یہاں تک کہ ان کے پاؤں پھٹ گئے۔ رات مسجدوں میں گزارتے۔ لوگوں کے ساتھ مل جل کے رہتے تاکہ کوئی انہیں پہچان نہ لے۔ اسی حالت میں کئی سال تک رہے۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ امیر المومنین مامون کو جب اس

واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے ہر طرف کے حاکموں کے پاس خط لکھا کہ انہیں تلاش کیا جائے۔ اور ان پر جاسوس مقرر کئے جائیں۔ ان کے حال پر کوئی بھی مطلع نہ ہو سکا۔ راوی کہتے ہیں۔ وہ ایک مسجد میں بیمار ہوئے۔ اور خطرناک حالت ہو گئی۔ جب بیماری بڑھ گئی بصرہ کے ایک سرائے میں گئے۔ اور ایک کمرہ کرائے پر لے لیا۔ اور اپنے آپ کو مٹی پر ڈال دیا۔ (یعنی بغیر بچھونے کے لیٹ گئے) جب اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے تو سرائے کے مالک کو بلا کر اپنی انگوٹھی دی اور ایک خط دیا اسے کہا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم اس شہر کے حاکم کے پاس جا کر۔ میری انگوٹھی دکھا دینا۔ اور میری یہ جگہ اسے بتا دینا اور میرا خط بھی اسے دے دینا۔ یہ وصیت کر کے انتقال کر گئے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو سرائے کے مالک نے انہیں چادر سے ڈھانپ دیا اور امیر کے پاس چلے گئے۔ امیر کو آواز دی کہ ایک خیر کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ امیر نے اسے اندر آنے کا حکم دیا۔ اس نے اس حاکم کو وہ انگوٹھی دکھلائی۔ جب حاکم نے انگوٹھی دیکھی تو اسے پہچان لیا۔ اور کہنے لگا تیرا ناس ہو یہ انگوٹھی والا شخص کہاں ہے۔ اس نے کہا سرائے کے ایک کمرے میں فوت ہو گیا ہے۔ اور اسے خط بھی دیا۔ جس پر لکھا ہوتا کہ اسے صرف امیر المومنین مامون ہی کھولے یہ حاکم سواری پر سوار ہو کر سرائے میں پہنچا۔ اور اس کی میت کو اٹھوا کر اپنے محل میں لے گیا اس پر کافور مشک اور عنبر چھڑکا۔ اور اسے مصر کے قباطی ۵۶ ؎ کپڑے میں لپیٹا۔ اور اسے مامون کی طرف روانہ کر دیا۔ اور مامون کی طرف یہ خط لکھا کہ میں نے اسے سرائے کے کمرے میں بغیر بچھونے کے زمین پر پڑا ہوا پایا۔ نہ اس کے نیچے کوئی بچھونا تھا۔ نہ اس کے پاس کوئی رونے والی تھی۔ اس کی میت ڈھکی ہوئی تھی آنکھیں بند تھیں۔ چہرہ چمک رہا تھا اور بہترین خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ اور ان کے ساتھ ان کی انگوٹھی اور ان کا خط بھی بھیج دیا۔ جب ان کا خط امیر المومنین مامون کو ملا اور ان کی میت کو ان کے پاس لے جایا گیا۔ تو وہ ان کے اوپر گر کر بوسے دینے لگے۔ اور رونے لگے۔ اور گھر کے اندر چیخ و پکار

---

۵۶ ؎ کتان کا سفید کپڑا

شروع ہوگئی۔ پھر خط کو کھولا تو اس کے اندر علی کے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اے امیر المومنین سورۃ الفجر کو چودہویں آیت تک پڑھ کر عبرت حاصل کرو۔ اور یہ یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ڈرنے والوں اور اخلاص کے ساتھ عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر مامون نے انہیں غسل دینے اور کفنانے کا حکم دیا۔ پھر انہیں دفنانے کے لئے نکالا گیا۔ تو مامون بھی پیدل چلتے رہے۔ اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جب انہیں قبر کے اندر اتار دیا گیا۔ تو مامون نے خادم کو قبر سے باہر نکلنے کا حکم دیا پھر خود قبر کے اندر اتر کر کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تمہیں پوری پوری امیدیں اور آرزوئیں عطا کرے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے گا۔ اور تمہاری وجہ سے مجھے بھی نفع دے گیا۔ تو میرا بہت ہی اچھا بیٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور میرے چچازاد بھائی محمد ﷺ کو جمع کرے اور مجھے صبر جمیل عطا کرے پھر مامون نے حکم دیا۔ ان کی مٹی برابر کر کے اس پر تختی لگائی جائے۔ پھر کہا اس پر مٹی ڈال دو۔ امیر المومنین کھڑے ہوئے تھے اور گرد آلود ہو رہے تھے۔ اور خدام رومال ہاتھوں میں لے کر ان سے غبار ہٹانے لگے تو انھوں نے فرمایا مجھ سے ہٹ جاؤ۔ علی تو مٹی کے اندر بوسیدہ ہو جائے گا اور تم مجھ سے غبار ہٹا رہے ہو۔ پھر کہا اے اللہ تو اسے قولِ ثابت کے ساتھ ثابت رکھ اور اے ارحم الرحمین میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں اس سے راضی ہوں۔ اور خط ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ پھر محمد بن سعد ترمذی کو بلا کر سورۃ الفجر پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ سورۃ الفجر پڑھنے لگے۔ لور مامون روتے رہے۔ یہاں تک کہ "انَّ رَبَّكَ لَبِالمِرْصَاد" تک پہنچ کر رک گئے پھر امیر المومنین مامون نے علی کی طرف سے ایک کروڑ درہم صدقہ کئے۔ اور قیدیوں کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ اور انہیں چھوڑ دیا۔ اور باقی حکام کی طرف رعیت کے ساتھ انصاف برتنے اور ظلم سے لی ہوئی چیزوں کو واپس کرنے کے بارے میں خط لکھا۔ اور اس کے بعد جب بھی علی کو یاد کرتے تو رو پڑتے۔ اور وہ غمزدہ رہے۔ لذت اور شہوت میں سکون نہ حاصل کرتے۔ اور ان کے مجلس کے فقہا باری باری آکر انہیں صبر کی تلقین کرتے۔ اور

نصیحت کرتے امیر المومنین اسی حال میں رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت موسیٰ بن محمد بن سلیمان ھاشمی کی توبہ کا واقعہ :

محمد بن سماک کہتے ہیں کہ بنو امیہ کے لوگوں میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان الہاشمی بہت ہی ناز پرودہ رئیس تھا۔ دل کی خواہشات پوری کرنے میں ہر وقت منہمک رہتا۔ کھانے میں پینے میں لباس میں ہر وقت منہمک رہتا۔ نہ اسکو کوئی غم تھا۔ نہ فکر خود بھی نہایت ہی حسین چاند کے ٹکڑے کی طرح سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نوع کی دنیوی نعمت اس پر پوری تھی۔ اس کی آمدنی تین لاکھ تین ہزار دینارؔ اشرفیاں) سالانہ تھیں۔ جو ساری کی ساری اسی لہو لعب میں خرچ ہوتی تھیں۔ ایک اونچا بالا خانہ تھا۔ جس میں کئی کھڑکیاں تو شارع عام کی طرف کھلی ہوئی تھیں۔ جن پر بیٹھ کر وہ راستہ چلنے والوں کے نظارے کرتا اور کئی کھڑکیاں دوسری جانب باغ کی طرف کھلی ہوئی تھیں۔ جن میں بیٹھ کر وہ باغ کی ہوائیں کھاتا۔ خوشبوئیں سونگھتا اس بالا خانے میں ایک ہاتھی دانت کا قبہ تھا جو چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا تھا۔ اور سونے کا اس پر جھول تھا۔ اس کے اندر ایک تخت تھا جس پر موتیوں کی چادر تھی۔ اور اس ہاشمی کے سر پر موتیوں کا جڑاؤ عمامہ تھا۔ اس قبے میں اس کے یار احباب جمع رہتے خدام ادب سے پیچھے کھڑے رہتے۔ سامنے ناچنے گانے والیاں قبے سے باہر مجتمع رہتیں۔ جب گانا سننے کو دل چاہتا۔ وہ ستار کی طرف ایک نظر اُٹھاتا اور سب حاضر ہو جاتے اور جب بند کرنا چاہتا۔ ہاتھ سے ستار کی طرف اشارہ کرتا گانا بند ہو جاتا۔ رات کو ہمیشہ جب تک نیند نہ آتی۔ یہی شغل رہتا۔ اور جب (شراب کے) نشہ سے اس کی عقل جاتی رہتی یاران مجلس اٹھ کر چلے جاتے۔ وہ جون سی لڑکی کو چاہتا پکڑ لیتا اور رات اس کے ساتھ خلوت کرتا۔ صبح کو وہ شطرنج، چوسر وغیرہ میں مشغول ہو جاتا۔ اس کے سامنے کوئی رنج و غم کی بات کسی کی موت کسی کی بیماری کا تذکرہ بالکل نہ آتا۔ اس کی مجلس میں ہر وقت ہنسی اور خوشی کی باتیں ہنسانے والے قصے اور اسی قسم کے تذکرے رہتے۔ ہر دن

نئی نئی خوشبوئیں۔ جو اس زمانہ میں کہیں ملتیں۔ وہ روزانہ اس کی مجلس میں آتیں۔ عمدہ عمدہ خوشبوؤں کے گلدستے وغیرہ حاضر کئے جاتے اسی حالت میں اس کے ستائیس برس گزرے ایک رات کو وہ حسبِ معمول اپنے قبے میں تھا۔ دفعتاً اس کے کان میں ایک ایسی سریلی آواز پڑی۔ جو اس کے گانے والوں کی آواز سے بالکل جدا تھی۔ لیکن بڑی دلکش تھی۔ اس آواز نے کان میں پڑتے ہی اس کو بے چین سا کر دیا۔ اپنے گانے والوں کو بند کر دیا۔ اور قبہ کی کھڑکی سے باہر سر نکال کر اس آواز کو سننے لگا۔ وہ آواز کبھی کان میں پڑ جاتی کبھی بند ہو جاتی۔ اس نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ یہ آواز جس شخص کی آ رہی ہے اس کو پکڑ کے لاؤ۔ شراب کا دور چل رہا تھا۔ خدام جلدی سے اس آواز کی طرف دوڑے اور اس آواز کو تلاش کرتے کرتے ایک مسجد میں پہنچے جہاں ایک جوان نہایت ضعیف بدن زرد رنگ گردن سوکھی ہوئی ہونٹوں پر خشکی چھائی ہوئی۔ بال پراگندہ پیٹ کمر سے لگا ہوا۔ دو ایسی چھوٹی چھوٹی لنگیاں اس کے بدن پر کہ ان سے کم میں بدن نہ ڈھک سکے مسجد میں کھڑا ہوا اپنے رب کے ساتھ مشغول تلاوت کر رہا تھا۔ یہ لوگ اس کو پکڑ کر لے گئے نہ اس سے کچھ کہا۔ نہ بتایا۔ خدام اس کو مسجد سے نکال کر وہاں بالا خانہ پر لے گئے۔ اور اس کے سامنے پیش کر دیا۔ کہ حضور یہ حاضر ہے۔ وہ شراب کے نشہ میں کہنے لگا یہ کون شخص ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی شخص ہے جس کی آواز آپ نے سنی تھی۔ اس نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں سے لائے ہو۔ وہ کہنے لگے حضور مسجد میں تھا۔ کھڑا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اس رئیس نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ اس نے اعوذباللہ پڑھ کر یہ آیتیں پڑھیں۔

﴿"اِنَّ الابرارَ لَفِی نعیم عَلَی الارآئِكِ ینظرون تعرِفُ فی وجو هِهِمْ نَضْرَةَ نَعِیمٍ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِی ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافِسِ الْمُتَنافِسُوْنَ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیمٍ عَیْناً یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ"﴾ ۔۵۷

ترجمہ: نیک لوگ بڑی آسائش میں ہوں گے۔ شہریوں پر ایک دوسرے کو

---

۵۷ - سورۃ مطففین آیت ۲۲-۲۸

دیکھتے ہوں گے۔اے مخاطب توان کے چہروں پر آسائش پہچانے گا۔ان کو پینے کے لئے شراب خالص سربہ مہر جس پر مشک کی مہر ہو گی ملے گی اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہئے۔اور اس کی آمیزش تسنیم سے ہو گی۔یعنی ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب بندے پئیں گے۔۵۸؎
اس کے بعد اس فقیر نے کہا ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے۔تیرے اس محل کو تیرے اس بالاخانے کو اس فرشوں کو ان سے کیا مناسبت وہ بڑی اونچی شہریاں ہیں۔جن پر فرش بچھے ہوئے ہیں۔ایسے فرش جو بہت بلند ہیں۔۵۹؎ استر دبیر ریشم کے ہوں گے (الرحمٰن ۳۴) وہ لوگ سبز مشجر اور اور عجیب و غریب خوبصورت کپڑوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔(الرحمٰن ۳۴)اللہ کا ولی ان مسہریوں پر سے ایسے دو چشموں کو دیکھ لے گا جو دو باغوں میں جاری ہو گے۔(الرحمٰن ۳۴)ان دونوں باغوں میں ہر قسم کے میوے کی دو قسمیں ہوں گی کہ ایک ہی قسم کے میوے کے دو مزے ہوں گے)(سورہ الرحمٰن ۳۴)وہ میوے نہ تو ختم ہوں گے نہ ان کی کچھ روک ٹوک ہو گی۔(جیسا دنیا میں باغ والے توڑنے والے کو توڑنے سے روکتے ہیں)(سورۃ الواقعہ ۱۴)وہ لوگ پسندیدہ زندگی میں بہت بلند مقام پر جنت میں ہوں گے۔(الحاقہ ۱۴)ایسے عالی مقام جنت میں ہوں گے جہاں کوئی لغوبات نہ سنیں گے۔اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اور اس میں اونچے اونچے تخت بچھے ہوئے ہوں گے اور آبخورے رکھے ہوئے ہوں گے۔اور برابر گدے لگے ہوئے ہوں گے اور سب طرف قالین ہی قالین پھیلے ہوئے پڑے ہوں گے۔(کہ جہاں چاہیں بیٹھیں ساری ہی جگہ صدر نشین ہے)(غاشیہ)وہ لوگ سایوں اور چشموں میں رہتے ہوں گے۔(والمرسلات ۲۴)اس جنت کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔(کبھی ختم نہ ہوں گے)اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہو گا یہ توانجام ہے۔متقی لوگوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔(ردع ۵)وہ

۵۸؎ بیان القرآن ج ۱۲ص ۸۴
۵۹؎ الواقعہ رکوع ا

کیسی سخت آگ ہو گی۔ (اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے) بیشک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ عذاب کسی وقت بھی ان سے ہلکانہ کیا جائے گا۔ اور وہ لوگ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔ (زخرف ۶۴) بے شک مجرم لوگ بڑی گمراہی اور (حماقت کے) جنون میں پڑے ہوئے ہیں (ان کو اپنی حماقت اس دن معلوم ہو گی) جس دن منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) دوزخ کی آگ لگنے کا (اس میں جلنے کا) مزہ چکھو (سورۃ القمر ۳۴) وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور کالے دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے (واقعہ ۱۴) مجرم آدمی اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو بیوی کو بھائی کو اور سارے کنبے کو جن میں وہ رہتا تھا۔ اور تمام روئے زمین کے آدمیوں کو اپنے فدیہ میں دے دے پر کسی طرح عذاب سے بچ جائے لیکن یہ ہر گز ہر گز نہ ہو گا۔ وہ آگ ایسی شعلہ والی ہے کہ بدن کی کھال تک اتار دے گی اور وہ آگ ایسے شخص کو خود بلائے گی۔ جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے بے رخی کی ہو گی اور (ناحق مال جمع کیا ہو گا) اور اس کو اٹھا کر حفاظت سے رکھا ہو گا۔ (سورۃ معارج ۱۴) یہ شخص نہایت سخت مشقت میں ہو گا۔ اور نہایت سخت عذاب میں اور اللہ تعالیٰ شانہ' کے غصہ میں ہو گا۔ یہ لوگ اس عذاب سے کبھی نکلنے والے نہیں ہوں گے۔ (اس کلام میں اس فقیر نے جنت اور دوزخ کی بہت سی آیات کی طرف اشارہ کر دیا جن کی سورۃ اور رکوع کا حوالہ لکھ دیا گیا) وہ ہاشمی رئیس فقیر کا کلام سن کر اپنی جگہ سے اٹھا اور فقیر سے معانقہ کیا اور خوب چلا کر رویا۔ اور اپنے سب اہل مجلس کو کہہ دیا کہ تم سب چلے جاؤ۔ اور فقیر کو ساتھ لے کر صحن میں گیا۔ اور ایک بورئے پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی جوانی پر نوحہ کرتا رہا۔ اپنی حالت پر روتا رہا۔ اور فقیر اس کو نصیحت کرتا رہا۔ یہاں تک صبح ہو گئی۔ اس نے اپنے سب گناہوں سے اوّل فقیر کے سامنے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ شانہ' سے اس کا عہد کیا کہ آئندہ کبھی کوئی گناہ نہ کرے گا۔ پھر دوبارہ دن میں سارے مجمع کے سامنے توبہ کی

اور مسجد کا کونہ سنبھال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اور اپنا سارا سازو سامان مال و متاع سب فروخت کر کے صدقہ کر دیا اور تمام نوکروں کو موقوف کر دیا۔ اور جتنی چیزیں ظلم و ستم سے لی تھیں۔ سب اہلِ حقوق کو واپس کیں۔ غلام اور باندیوں میں سے بہت سے آزاد کئے اور بہت سے فروخت کر کے ان کی قیمت کا صدقہ کر دیا۔ اور موٹا لباس اور جو کی روٹی اختیار کی تمام رات نماز پڑھتا دن کو روزہ رکھتا حتیٰ کہ بزرگ اور نیک لوگ اس کے پاس اس کی زیارت کو آنے لگے۔ اور اتنا مجاہدہ اس نے شروع کر دیا۔ کہ لوگ اس کو اپنے حال پر رحم کھانے کی اور مشقت میں کمی کرنے کی فرمائش کرتے۔ اور اس کو سمجھاتے کہ اللہ تعالیٰ نہایت کریم ہیں۔ وہ تھوڑی محنت پر بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ مگر وہ کہتا کہ دوستو میرا حال مجھی کو معلوم ہے میں نے اپنے مولیٰ کی رات دن نافرمانیاں کی ہیں۔ بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگتا اور خوب روتا۔ اسی حالت میں ننگے پاؤں پیدل حج پر گیا ایک موٹا کپڑا بدن پر تھا۔ ایک پیالہ اور ایک تھیلا صرف ساتھ تھا۔ اسی حالت میں مکہ مکرمہ پہنچا اور حج کے بعد وہیں قیام کر لیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ "رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ" مکہ کے قیام میں رات کو حطیم میں جا کر خوب روتا اور گڑگڑاتا اور کہتا کہ میرے مولیٰ میری کتنی خلوتیں ایسی گزریں جن میں میں نے تیرا خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کتنے بڑے بڑے گناہوں سے تیرا مقابلہ کیا۔ میرے مولیٰ میری نیکیاں ساری جاتی ہیں۔ (کہ کچھ بھی نہ کمایا) اور میرے گناہ میرے ساتھ رہ گئے۔ ہلاکت ہے میرے لئے اس دن یعنی جس دن تجھ سے ملاقات ہوگی (یعنی مرنے کے بعد) میرے لئے ہلاکت پر ہلاکت ہے۔ یعنی بہت زیادہ ہلاکت ہے۔ اُس دن جس دن میرے اعمال نامے کھولے جائیں گے آہ وہ میری رسوائیوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ وہ میرے گناہوں سے پُر ہوں گے۔ بلکہ میری ناراضی سے مجھ پر ہلاکت اتر چکی ہے۔ اور تیرا عتاب مجھ پر ہلاکت ہے۔ جو تیرے ان احسانوں پر ہو گا جو ہمیشہ تو نے مجھ پر کئے۔ اور تیری ان نعمتوں پر ہو گا۔ جن کا ہمیشہ میں نے گناہوں سے مقابلہ کیا۔ اور تو میری

ساری حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ میرے آقا تیرے سوا میرا کون ساٹھکانا ہے۔ جہاں بھاگ کر چلا جاؤں۔ تیرے سوا کون شخص ایسا ہے جس سے التجا کروں تیرے سوا کون ہے۔ جس پر کسی قسم کا بھروسہ کروں۔ میرے آقا میں اس قابل ہر گز نہیں ہوں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں البتہ محض تیرے کرم سے تیری عطاء سے تیرے فضل سے اس کا سوال کرتا ہوں۔ کہ تو مجھ پر رحم فرمادے اور میرے گناہ معاف فرمادے۔ ﴿فَاِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوىٰ وَاَهْلُ الْمَغْفِرَة﴾ (روض الریاحین من حکایات الصالحین امام ابو عبداللہ محمد سعید الیافعی الیمنی رحمہ اللہ)

جعفر البرمکی کی توبہ کا واقعہ:

عبدالحمید کہتے ہیں۔ میں جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برکی کی مجلس میں تھا۔ اس کے سامنے مصر کا سامان پیش کیا گیا۔ وہ اپنے قبہ کے اندر تھا۔ جو ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا۔ اور ریشمی پردوں سے ڈھکا ہوا۔ اس کے پاس محمد بن سماک آئے۔ جعفر نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے مجھے اپنی کوئی بات سنائیں محمد بن سماک نے کہا۔ اے ابو الفضل نہ میں آپ کو گذشتہ لوگوں کی بات سناتا ہوں۔ اور نہ ہی پہلے بادشاہوں کی اور نہ ہی شاہانِ فارس کی۔ لیکن میں آپ کو اپنا مشاہدہ اور چشم دید واقعہ سناتا ہوں۔ جس کو ایک سال گزرا ہے۔ جو امیر المومنین کے چچازاد بھائی موسیٰ بن محمد بن سلیمان کے متعلق ہے پھر انہیں محمد بن سماک نے موسیٰ بن محمد کا پورا واقعہ سنایا۔ میں نے جعفر کو دیکھا وہ بہت رو رہے تھے۔ اور یہ کہہ رہے تھے یہ سارا کا سارا اللہ تعالیٰ کی توفیق دینے کی وجہ سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسے نیک بخت بنانے کی وجہ ہے۔ اے اللہ جیسے تو نے اسے اپنی اطاعت میں سعادت مند بنایا اور اسے اپنی رضا کے کاموں کی توفیق دی اور گناہوں سے بچایا۔ یہاں تک کہ تیرے ارادے سے اس نے یہ سب کچھ حاصل کر لیا۔ ہمیں بھی اپنی رحمت سے نیک اعمال کی توفیق دے۔ اے ارحم الراحمین مغفرت اور معافی پر ہمارا خاتمہ فرما۔ راوی کہتے ہیں پھر جعفر نے اسی مجلس میں ایک لاکھ درہم ضرورت مندوں اور مسکینوں پر صدقہ

کیئے۔ اس کے بعد وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرے کہ ہارون الرشید ان پر ناراض ہوئے۔ اور اسے قتل کر دینے کا حکم دیا کہ اس کے چار ٹکڑے کر کے سولی پر لٹکایا جائے۔ لہذا ان کی میت کے ساتھ ایسے ہی کیا گیا اس دعا کی وجہ سے جعفر کے ساتھ ایسے ہونا ممکن ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور جعفر اچھی خصلتوں کے مالک تھے۔ مال کو صدقہ کرتے۔ لوگوں کی ضرورت کو پورا کرتے۔ ہر کسی کے ساتھ۔ اچھی معاشرت رکھتے۔ بھائیوں کا حق پہچانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ایک دنیادار عورت کی توبہ کا واقعہ :

جنید بن محمد کہتے ہیں۔ ابو شعیب براثی پہلے وہ شخص ہیں۔ جو براثہ میں ایک جھونپڑے میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ ان کے جھونپڑوں کے پاس ایک دنیادار عورت گزری۔ جس نے شاہی محلات میں پرورش پار کھی تھی۔ اس نے ابو شعیب کو دیکھ کر ان کی اس حالت کو پسند کیا۔ اور ان کی قیدی بن کے رہ گئی۔ اس نے دنیا سے یکسوئی اور ابو شعیب کی صحبت اختیار کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ وہ ابو شعیب کے پاس آکر کہنے لگی میں آپ کی خادمہ بننا چاہتی ہوں۔ ابو شعیب نے کہا اگر تو یہ چاہتی ہے تو اپنی اس حالت کو تبدیل کر اور جس دنیا میں تو منہمک ہے اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔ تاکہ تو اپنے ارادے پر صحیح صحیح اتر سکے۔ لہذا وہ عورت اپنی تمام ملکیت سے یکسو ہو گئی۔ اور زاہدوں کا لباس پہن کر ابو شعیب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے نکاح کر لیا۔ جب وہ جھونپڑے میں داخل ہو ئیں۔ تو اس نے ابو شعیب کی بیٹھنے کی جگہ پر موٹا کپڑا دیکھا جسے ابو شعیب۔ کیچڑ سے بچنے کے لئے بچھاتے تھے۔ وہ کہنے لگیں جب تک آپ اس کپڑے کو نہیں نکالیں گے۔ اس وقت تک میں اس جھونپڑے میں نہیں ٹھہروں گی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ زمین یہ کہتی ہے۔ اے آدم کے بیٹے آج تیرے اور میرے درمیان پردہ ہے۔ کل کو تو میرے پیٹ میں ہو گا لہذا میں اپنے اور

زمین کے درمیان پردہ نہیں رکھنا چاہتی۔ ابو شعیب نے وہ کپڑا نکال کر پھینک دیا۔ وہ عورت بہت سال بہترین عابدہ بن کر رہی۔ اور ان دونوں کا اسی حال پر انتقال ہوا۔ (یعنی دونوں عابد تھے)

واثق باللہ اور اس کے بیٹے مہتدی باللہ کی توبہ کا واقعہ:

صالح بن علی بن یعقوب ہاشمی کہتے ہیں۔ میں امیر المومنین مہتدی باللہ کے پاس حاضر خدمت ہوا۔ وہ کمرہ عدالت میں بیٹھ کر مظلوموں کے امور کو دیکھ رہے تھے ۔ میں نے دیکھا شروع دن سے اخیر تک لوگوں کے واقعات ان کے سامنے بیان کئے جاتے۔ وہ ان پر مہر لگانے کا حکم دیتے۔ اور انہیں تحریر کیا جاتا۔ پھر ہر کاغذ صاحب معاملہ کو دے دیا جاتا۔ مجھے یہ طریقہ بہت اچھا لگا۔ میں ان کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سمجھ گئے ۔ اور میری طرف دیکھا میں نے ان سے نظر ہٹالی۔ اس طرح مجھ سے اور ان سے تین مرتبہ ہوا۔ جب وہ مجھے دیکھتے تو میں ان سے نظر ہٹالیتا جب وہ کام میں مشغول ہو جاتے تو میں ان کو دیکھنے لگ جاتا۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے صالح میں نے کہا لبیک اے امیر المومنین اور میں کھڑا ہو گیا وہ کہنے لگے۔ کیا تمہارے جی میں کوئی بات ہے۔ جو تم کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا اے میرے سردار جی ہاں پھر مجھ سے کہا اپنی جگہ جاکر بیٹھ جاؤ۔ میں جاکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جب وہ اپنی مجلس سے اٹھے تو دربان سے کہا صالح کو نہ جانے دینا۔ جب سارے لوگ چلے گئے۔ تو مجھے اپنے کمرہ کے اندر آنے کی اجازت دی میں ان کے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور انہیں دعا دی۔ مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر کہا اے صالح جو تمہارے جی میں ہے۔ وہ تم خود بتاؤ گے یا میں بتاؤں کہ تمہارے دل میں کیا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین جیسا آپ حکم فرمائیں۔ انہوں نے کہا میں ہی بتاتا ہوں۔ تمہیں ہمارا طریقہ کار بہت اچھا لگا۔ پھر تم نے دل میں سوچا کہ ہمارا خلیفہ کیا ہی اچھا خلیفہ ہے۔ اگر یہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہو۔ میرے دل پر اس کا بہت بڑا اثر ہوا۔ پھر میں نے سوچا کہ اے نفس تو موت سے

پہلے نہیں مر سکتا۔ اور تو صرف ایک ہی مرتبہ مرے گا۔ اور کسی حالت میں (سنجیدگی اور مزاح) میں جھوٹ جائز نہیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین میرے جی میں صرف یہی تھا۔ جو آپ نے فرمایا۔ پھر تھوڑی دیر سر جھکائے رکھنے کے بعد کہنے لگے۔ تمہارا بھلا ہو۔ جو میں کہہ رہا ہوں۔ اسے غور سے سنو۔ اللہ کی قسم تم سچ ہی سنو گے۔ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اور حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ سے زیادہ سچ کے لائق کون ہو سکتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا میں واثق کے ابتدائی دورِ حکومت تک خلقِ قرآن کا قائل تھا۔ یہاں تک کہ احمد بن ابو دؤاد ہمارے پاس شام کے علاقے اذنہ کے رہنے والے ایک بوڑھے کو ہمارے پاس لے آیا۔

اس بوڑھے کو بیڑیاں ڈال کر واثق کے پاس لایا گیا جو کہ خوبصورت لمبے قد یا رونق چہرے والا تھا میں نے واثق کو دیکھا کہ اس بوڑھے سے شرما گیا۔ اور اس کے لئے نرم دل ہو گیا۔ اسے قریب کرتے کرتے بالکل اپنے قریب کر لیا۔ اس بوڑھے نے بہت اچھے طریقے سے سلام کیا۔ اور بہت بلیغ طریقہ سے دعا دی۔ واثق نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ پھر واثق نے کہا اے شیخ ابنِ ابی دؤاد جس موضوع پر تم سے مناظرہ کریگا اس پر تم اس سے مناظرہ کرو۔ اس شیخ نے کہا اے امیر المومنین ابنِ ابی دؤاد بچوں جیسا کام کرتا ہے۔ اور مناظرہ سے عاجز ہے۔ واثق بہت غصے ہو گیا۔ اور بجائے نرمی کے غضبناک ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ ابو عبد اللہ ابنِ ابی دؤاد میں بچپنا ہے۔ اور تمہارے ساتھ مناظرہ کرنے سے عاجز ہے۔ شیخ نے کہا اے امیر المومنین آپ کچھ نرمی اختیار کریں۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ مجھے مناظرہ کی اجازت دیں۔ واثق نے کہا میں نے تجھے مناظرہ کے لئے ہی بلایا ہے۔ شیخ نے کہا اے امیر المومنین آپ کا کیا خیال ہے۔ ہم جو بات کہیں گے۔ آپ میری اور اس کی بات کو یاد رکھنا۔ واثق نے کہا۔ یہ میں کراوں گا۔ (شیخ نے مناظرہ شروع کیا) شیخ نے پوچھا۔ اے احمد آپ مجھے بتائیں آپ کی یہ بات (خلق قرآن) واجب ہے اور عقیدہ کے اندر داخل ہے۔ جب تک کوئی آپ کی بات کا قائل

نہیں ہو گا۔ اس وقت تک اس کا دین کامل نہیں ہو سکتا۔ احمد نے کہا جی ہاں شیخ نے کہا اے احمد مجھے بتاؤ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے بندوں کی طرف بھیجا تو حضور ﷺ نے بندوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو چھپا کر رکھا احمد نے کہا نہیں۔ (یعنی تمام احکام بندوں کو بتا دیئے) (شیخ نے کہا) کیا حضور ﷺ نے امت کو اس عقیدہ کی طرف دعوت دی تھی۔ ابن ابی داؤد خاموش ہو گیا۔ شیخ نے کہا بولو وہ خاموش رہا۔ شیخ نے واثق کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین ایک بات ہو گئی۔ واثق نے کہا جی ہاں ایک بات ہو گئی۔ شیخ نے کہا اے احمد جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر قرآن پاک اتارا تو فرمایا۔ ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تم سے دینِ اسلام سے راضی ہو گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے دین کو پورا کرنے میں سچا ہے۔ یا تم دین کے بارے میں اس بات کے بغیر ناقص ہونے میں سچے ہو۔ ابنِ ابی دؤاد خاموش ہو گیا۔ شیخ نے کہا اے احمد جواب دو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر شیخ نے کہا اے امیر المومنین دو باتیں ہو گئیں۔ واثق نے کہا جی ہاں دو باتیں ہو گئیں۔ شیخ نے کہا اے احمد مجھے بتاؤ کیا تمہاری اس بات کا حضور ﷺ جانتے تھے کہ نہیں جانتے تھے۔ احمد نے کہا حضور ﷺ کو اس بات کا علم تھا (قرآن مخلوق ہے) شیخ نے کہا کیا حضور ﷺ نے لوگوں کو اس کی طرف بلایا احمد خاموش ہو گیا۔ شیخ نے کہا اے امیر المومنین تین باتیں ہو گئیں۔ واثق نے کہا جی ہاں تین باتیں ہو گئیں۔ شیخ نے کہا اے احمد جیسے تمہارا دعویٰ ہے کیا حضور ﷺ کے لئے اس کی گنجائش تھی۔ کہ اسے جاننے کے باوجود اس کی دعوت نہ دی۔ اور اپنی امت سے اس کا مطالبہ نہیں کیا۔ احمد۔ نے کہا جی ہاں (یعنی حضور کے لئے اس کی دعوت نہ دینے کی گنجائش تھی) شیخ نے کہا کیا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی ابی طالب رضی اللہ عنھم کے لئے اس کی دعوت نہ دینے کی گنجائش تھی۔ احمد نے کہا

جی ہاں ان حضرات کے لئے بھی گنجائش تھی۔ شیخ اس سے ہٹ کر واثق کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا اے امیر المومنین میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ احمد بچہ ہے۔ اور مناظرہ نہیں کر سکتا۔ اے امیر المومنین اگر حضور ﷺ کے لئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس کی دعوت نہ دینے کی گنجائش تھی تو ہمارے لئے کیوں گنجائش نہیں؟ واثق نے کہا جی ہاں اگر ہمارے لئے اس بات سے رکنے کی گنجائش نہ ہوتی تو حضور ﷺ اور خلفائے اربعہ کے لئے بھی نہ ہوتی۔ واثق نے کہا اس شیخ کی بیڑیاں کاٹ دو۔ جب بیڑیاں کاٹ دی گئیں۔ شیخ نے بیڑیوں پر جھپٹا مار کے لے لیں۔ کاٹنے والے نے شیخ سے چھین لیں۔ تو واثق نے کہا چھوڑ دو۔ شیخ کو لینے دو۔ شیخ نے بیڑیاں لے کر اپنی آستین میں ڈال لیں۔ واثق نے شیخ سے پوچھا آپ نے بیڑیاں کیوں چھینیں۔ شیخ نے کہا۔ جب میں فوت ہو جاؤں گا تو وصیت کروں گا۔ یہ بیڑیاں میرے کفن میں رکھ دی جائیں۔ میں قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس ظالم (احمد بن ابی دؤاد) سے جھگڑا کروں گا۔ اور میں کہوں گا۔ اے میرے رب اپنے اس بندے سے پوچھیں اس نے مجھے کیوں بیڑیاں ڈلوائیں۔ اور میری بیوی بچے اور میرے بھائیوں کو بلاوجہ کیوں ڈرایا۔ اور شیخ رونے لگا۔ واثق بھی رو پڑا۔ اور سارے اہلِ مجلس رونے لگے۔ پھر واثق نے اس سے پوچھا کہ آپ کی تکلیف کے بدلے آپ پر وسعت کر دی جائے۔ شیخ نے کہا میں نے پہلے دن ہی آپ پر وسعت کر دی تھی۔ حضور ﷺ کے اکرام کی وجہ سے کیونکہ آپ کی حضور ﷺ سے رشتہ داری ہے۔ واثق کہنے لگا۔ میری آپ کے سامنے ایک ضرورت ہے۔ شیخ نے کہا اگر مجھ سے ہو سکی تو پوری کروں گا۔ واثق نے کہا آپ ہمارے ہاں قیام کریں ہمیں آپ سے نفع ہو آپ کو ہم سے نفع ہو۔ شیخ نے کہا۔ اے امیر المومنین جس جگہ سے اس ظالم نے مجھے نکلوایا ہے۔ وہاں اگر آپ مجھے واپس جانے دیں تو میرے آپ کے پاس ٹھہرنے کے بنسبت آپ کو زیادہ نفع ہو گا۔ میں اپنے بیوی بچوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اور ان کی بد دعا سے آپ کو بچاؤں گا۔

میں انہیں اپنے پیچھے اسی پریشان حال پر چھوڑ کر آیا ہوں۔ واثق نے اس سے کہا۔ آپ ہم سے کچھ انعام قبول کر لیں۔ جس سے کچھ زمانہ اپنے خرچہ میں مدد لیتے رہیں۔ شیخ نے کہا اے امیر المومنین یہ میرے لئے جائز نہیں میں اس سے غنی ہوں۔ اور میں طاقتور اور تندرست ہوں (یعنی خود روزی کما سکتا ہوں) واثق نے پوچھا اپنی کوئی ضرورت ہمیں بتائیں۔ شیخ نے کہا اے امیر المومنین کیا آپ وہ ضرورت پوری کریں گے۔ واثق نے کہا جی ہاں۔ شیخ نے کہا۔ آپ مجھے واپس جانے کی ابھی ابھی اجازت دے دیں۔ واثق نے کہا آپ کو اجازت ہے۔ وہ شیخ سلام کر کے چلے گئے۔ مہتدی باللہ یہ واقعہ سنانے کے بعد صالح سے کہنے لگے۔ میں نے خلقِ قرآن کے عقیدے سے اس وقت سے رجوع کر لیا تھا۔ اور میرا گمان ہے۔ کہ اس وقت سے واثق نے بھی اس عقیدے سے رجوع کر لیا تھا۔

اس امت کے مختلف لوگوں کے توبہ کا واقعات

ابو محمد حبیب کی توبہ کا واقعہ :

حافظ ابو نعیم کہتے ہیں۔ ابو محمد حبیب (عجمی رحمہ اللہ) کی آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور دنیا سے بے رغبتی کا سبب ان کا حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہونا بنا۔ اور ان کی نصیحت ان کے دل کو لگی لہذا جن امور میں مشغول تھے ان سے نکل کر توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اس کی ضمانت پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ سے اپنی بیع کرلی۔ لہذا چار مرتبہ چالیس ہزار درہم صدقہ کیئے۔ دس ہزار درہم شروع دن میں صدقہ کیئے۔ پھر کہا اے اللہ ان درہموں کے بدلے میں نے اپنے آپ کو تجھ سے خرید لیا۔ پھر اس کے بعد دس ہزار اور صدقہ کیئے اور کہا جو اللہ نے مجھے توفیق دی یہ اس کے شکرانے کے لئے ہیں۔ پھر دس ہزار اور صدقہ کیئے پھر کہا اے اللہ اگر تو نے پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ قبول نہیں کیئے تو یہ قبول کرلے۔ پھر دس ہزار اور صدقہ کیئے۔ اور کہا اے اللہ اگر تو نے تیسری مرتبہ قبول کرلئے تو یہ چوتھی مرتبہ کے دس ہزار اس کے شکرانے کیلئے ہیں۔

زاذان کندی کی توبہ کا واقعہ :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ وہ ایک دن کوفہ کے ایک کنارے سے جارہے تھے۔ وہ چند فاسق نوجوانوں کے پاس سے گزرے جو جمع ہوکر شراب پی رہے تھے۔ اور ایک جوان جس کا نام زاذان تھا وہ بانسری بجاکر گا نا گا رہا تھا۔ جس کی آواز بہت اچھی آواز تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی آواز سن کر فرمانے لگے۔ کہ کیا ہی خوبصورت آواز ہے اگر اس سے قرآن پڑھا جاتا۔ اور اپنے سر پر چادر رکھ کر چلے گئے۔ زاذان نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات سن لی۔ اور پوچھنے لگا یہ کون تھے لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ اس

نے پوچھا کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ کیا ہی اچھی آواز ہے اگر اس سے اللہ کی کتاب پڑھی جاتی وہ کھڑا ہوا اور بانسری زمین پر مار کر توڑ دی اور جلدی سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے گیا۔ اور اپنی گردن میں رومال ڈال لیا۔ ان سے مل کر ان کے سامنے رونے لگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے معانقہ کیا اور وہ بھی رونے لگے اور فرمانے لگے کہ جس شخص سے اللہ محبت کرے میں اس سے کیسے محبت نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہ کر قرآن پڑھا اور علم سیکھا۔ یہاں تک کہ علم میں امامت کا درجہ حاصل کیا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حدیثیں روایت کیں۔

حضرت مالک بن دینار کی توبہ کا واقعہ :

روایت کی جاتی ہے کہ حضرت مالک بن دینار سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا انہوں نے کہا کہ میں ایک سپاہی تھا۔ اور شراب کا بہت شوقین اور عادی تھا ہر وقت شراب ہی میں منہمک رہتا تھا۔ میں نے ایک باندی خریدی جو بہت ہی خوبصورت تھی اور مجھے اس سے بہت تعلق تھا۔ اس سے میری ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ مجھے اس لڑکی سے بھی بہت محبت تھی اور وہ لڑکی بھی مجھ سے بہت مانوس تھی۔ یہاں تک کہ وہ پاؤں چلنے لگی تو اس وقت مجھے اس سے اور بھی زیادہ محبت ہو گئی۔ اور ہر وقت وہ میرے پاس ہی رہتی۔ لیکن اس کی عادت یہ تھی کہ جب میں شراب کا گلاس پینے کے لئے لیتا وہ میرے ہاتھ سے چھین کر میرے کپڑوں پر پھینک دیتی محبت کی زیادتی کی وجہ سے اس کو ڈانٹنے کو دل نہ مانتا تھا جب وہ دو برس کی ہو گئی تو اس کا انتقال ہو گیا۔ اس صدمے نے میرے دل میں زخم کر دیا۔ ایک دن پندرہ شعبان کی رات تھی۔ میں شراب میں مست تھا۔ عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی۔ اسی حال میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میدان حشر قائم ہو گیا۔

لوگ قبروں سے نکل رہے ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں ہوں جو میدانِ حشر کی طرف جارہے ہیں۔ میں نے اپنے پیچھے کچھ آہٹ سی سنی میں نے جو مڑکر دیکھا۔ تو ایک بڑا کالا اژدھا میرے پیچھے دوڑا ہوا آرہا ہے۔ اس کی کیری آنکھیں ہیں منہ کھلا ہوا ہے۔ اور بے تحاشا میری طرف دوڑا آرہا ہے۔ میں اس کے ڈر سے گھبراکر خوفزدہ زور سے بھاگ رہا ہوں۔ اور وہ میرے پیچھے بھاگا چلا آرہا ہے۔ سامنے سے مجھے ایک بوڑھے میاں نہایت نفیس لباس نہایت مہکتی ہوئی خوشبو ان میں آرہی ہے ملے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا کے واسطے میری مدد کیجئے وہ کہنے لگے کہ میں ضعیف آدمی ہوں یہ بہت قوی ہے یہ میرے قابو کا نہیں ہے۔ لیکن تو بھاگا چلا جا شاید آگے کوئی ایسی چیز مل جائے جو اس سے نجات کا سبب بن جائے۔ میں بے تحاشا بھاگا جارہا تھا۔ مجھے ایک ٹیلہ نظر پڑا میں اس پر چڑھ گیا مگر وہاں چڑھتے ہی مجھے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اس ٹیلے پر سے نظر پڑی اس کی دہشتناک صورت اور اس کے منظر نظر آئے ان سب حالات کے دیکھنے کے باوجود اس سانپ کی اتنی دہشت مجھ پر سوار تھی۔ اور اسی طرح بھاگا جارہا تھا۔ کہ میں قریب ہی تھا کہ جہنم کے گڑھے میں جا پڑوں اتنے میں ایک زور کی آواز مجھے سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا ہے۔ پیچھے ہٹ تو ان جہنمیوں میں سے نہیں ہے۔ میں وہاں سے پھر پیچھے کو دوڑا وہ سانپ بھی میرے پیچھے کو لوٹ آیا۔ مجھے پھر وہ بڑے میاں سفید لباس میں نظر پڑے میں نے ان سے پھر کہا۔ کہ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی۔ کہ اس اژدہے سے کسی طرح بچایئے آپ نے قبول نہ کیا۔ وہ بڑے میاں رونے لگے۔ اور کہنے لگے میں بہت ضعیف ہوں وہ بہت قوی ہے۔ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ البتہ سامنے یہ ایک دوسری پہاڑی ہے اس پر چڑھ جا۔ اس میں مسلمانوں کی کچھ امانتیں رکھی ہیں۔ ممکن ہے تیری بھی کوئی ایسی چیز امانت رکھی ہو۔ جس کی مدد سے تو اس اژدہے سے بچ سکے۔ میں بھاگا بھاگا اس پر گیا۔ اور وہ اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا وہاں میں نے دیکھا ایک گول پہاڑ ہے اس میں بہت سے طاق (کھڑکیاں) کھلی ہوئی ہیں۔ ان پر

پردے پڑے ہوئے ہیں۔اور کھڑکی کے دو کواڑ ہیں۔ سونے کے۔ جن پر یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔اور موتیوں سے لدرہے ہیں۔اور ہر کواڑ پر ایک ریشمی پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں جب اس پر چڑھنے لگا۔ تو فرشتوں نے آواز دی کہ کواڑ کھول دو۔اور پردے اٹھادو۔اور باہر نکل آؤ۔شاید اس پریشان حال کی کوئی امانت تم میں ایسی ہو۔ جو اس وقت اس کو اس مصیبت سے نجات دے۔ اس آواز کے ساتھ ہی ایک دم کواڑ کھل گیا۔اور پردے اُٹھ گئے۔اور اس میں سے چاند جیسے خوبصورت بہت سے بچے نکلے مگر میں انتہائی پریشان تھا کہ وہ سانپ میرے بالکل ہی پاس آگیا تھا۔اتنے میں وہ بچے چلانے لگے۔ارے تم سب جلدی نکل آؤ وہ سانپ تو اس کے پاس ہی آ گیا۔اس پر فوجوں کی فوجیں بچوں کی نکل آئیں۔ان میں دفعتاً میری نگاہ اپنی اس دو سالہ بچی پر پڑگئی جو مرگئی تھی وہ مجھے دیکھتے ہی رونے لگی اور کہنے لگی خدا کی قسم یہ تو میرا ابا ہے اور یہ کہتے ہی تیر کی طرح کود کر ایک نور کے پلڑے پر چڑھ گئی اور اپنے بائیں ہاتھ کو میرے دائیں ہاتھ کی طرف بڑھایا۔ میں جلدی سے اس سے لپٹ گیا۔اور اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو اس سانپ کی طرف بڑھایا۔وہ فوراً پیچھے کو بھاگنے لگا پھر اس نے مجھے بٹھایا اور خود وہ میری گود میں بیٹھ گئی اور اپنے دائیں ہاتھ کو میری داڑھی پر پھیرنے لگی اور کہنے لگی۔ میرے ابا جان۔

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ [۶۱]

ترجمہ: کیا ایمان والوں (میں سے جو لوگ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں ان کے لئے) اس بات کا وقت ابھی تک نہیں آیا۔کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے واسطے اور اس حق بات کے واسطے جو ان پر نازل ہوتی ہے۔ جھک جائیں: اس کی یہ بات سن کر میں رونے لگا اور میں نے پوچھا کیا بیٹی تم سب قرآن پاک کو جانتی ہو۔وہ کہنے لگی کہ ہم سب قرآن پاک کو تم سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں نے پوچھا بیٹی یہ سانپ کیا بلا تھی۔ جو میرے پیچھے لگ گئی تھی۔اس نے کہا یہ آپ کے برے اعمال تھے۔ آپ نے اس کو اپنے گناہوں سے اتنا قوی کر دیا کہ وہ آپ کو اب

۶۱ سورۃ حدید آیت: ۱۶

جہنم میں کھینچ کر ڈالنے کی فکر میں تھا۔ میں نے پوچھا وہ سفید پوش ضعیف بزرگ کون تھے۔ کہنے لگی وہ آپ کے نیک اعمال تھے۔ جن کو آپ نے اتنا ضعیف کر دیا کہ وہ اس سانپ کو آپ سے دفعہ نہ کر سکے۔ البتہ اتنی مدد بھی کر دی کہ بچنے کا راستہ بتا دیا میں نے پوچھا کہ بیٹی تم اس پہاڑ میں کیا کرتی ہو۔ کہنے لگی کہ ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں۔ قیامت تک ہم یہاں رہیں گے ۔ آپ کے آنے کے منتظر ہیں۔ جب آپ سب آئیں گے تو ہم سفارش کریں گے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو اس سانپ کی دہشت مجھ پر سوار تھی میں نے اٹھتے ہی اللہ جل شانہ کے سامنے توبہ کی اور اپنے برے افعال کو چھوڑ دیا۔

حضرت داؤد طائی کی توبہ کا واقعہ :

محمد بن حاتم بغدادی کہتے ہیں۔ کہ میں نے حمانی سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد طائی کی توبہ کی ابتدا اس طرح ہوئی۔ کہ وہ قبرستان میں داخل ہوئے تو ایک عورت قبر کے پاس بیٹھ کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی جو انہوں نے سن لئے۔

مُقِیْمُ اِلی اَنْ یبعَثَ اللّٰہُ خلْقَہُ
لِقَاؤكَ لَایُرجیٰ وَاَنْتَ قَرِیْبُ

تَذِیْدُ بلیً فِی کُلِ یَوْمٍ و لَیْلَۃٍ
وَتُسلیَ کما تَبلی و اَنْتَ حَبیبُ

ترجمہ : ۱۔ اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق کو دوبارہ اٹھانے تک تو اس قبر میں مقیم ہے قریب ہونے کے باوجود تیری ملاقات کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔
۲۔ دن رات تو آزمائشوں میں بڑھ رہا ہے۔ آزمائش کے مطابق تجھے تسلی دی جاتی ہے۔ حالانکہ تو حبیب ہے ____ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ داؤد سواد سے آئے تھے اور کوئی مسئلہ نہیں جانتے تھے۔ وہ تحصیل علم اور عبادت میں لگے رہے۔ اور اس درجے تک پہنچ گئے کہ اہلِ کوفہ کے سردار بن گئے۔ اور یوسف بن اسباط

فرماتے ہیں کہ داؤد بیس ۲۰ دیناروں کا وارث بنے اور بیس سال تک انہیں خرچ کرتے رہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں۔ کہ داؤد چورا کھاتے تھے اور روٹی نہیں کھاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ روٹی چبانے کے درمیان اور چورہ پھانکنے کے درمیان پچاس ۵۰ آیتوں کو پڑھا جا سکتا ہے۔ ایک دن ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ آپ کے گھر کی چھت کی کڑی ٹوٹ چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا اے میرے بھتیجے میں بیس سال سے اس گھر میں ہوں اور میں نے چھت کو دیکھا تک نہیں۔ وہ فضول بات کی طرح فضول نظر کو بھی نامناسب سمجھتے تھے۔

فضیل بن عِیاض کی توبہ کا واقعہ :

علی ابن خشرم کہتے ہیں۔ کہ مجھے فضیل ابن عیاض کے ایک پڑوسی نے یہ واقعہ سنایا کہ فضیل بن عیاض اکیلے لوٹ مار کرتے تھے۔ ایک رات لوٹ مار کے لئے نکلے۔ ایک قافلے کے پاس پہنچے۔ جو رات آنے کی وجہ سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ قافلے کے بعض آدمیوں نے کہا کہ ہم اس بستی سے ہٹ کر کہیں اور پڑاؤ ڈالتے ہیں۔ کیونکہ یہاں ایک آدمی ہے۔ جو ڈاکہ ڈالتا ہے۔ جس کا نام فضیل ہے فضیل ان کی بات سن کر کانپ گئے۔ اور کہا اے قوم میں فضیل ہوں تم یہاں سے گزر جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ لہذا گناہوں سے توبہ کرلی۔ اور ایک روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے۔ کہ فضیل نے اس رات اس قافلے کی مہمان نوازی کی اور کہا کہ تم فضیل سے باامن رہو۔ اور اُن کے جانوروں کے چارے کے لئے نکل کر چلے گئے جب واپس آئے تو ایک آدمی کو یہ پڑھتے ہوئے سنا"

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ۶۲۔

ترجمہ : کیا ایمان والوں کے لئے یہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے ڈر جائیں۔ فضیل بن عیاض نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم ابھی وہ وقت آگیا ہے ان

۶۲۔ سورۃ الحدید آیت ۱۶

کی توبہ کی ابتدا اس طرح ہوئی۔ ابراہیم بن اشعث کہتے ہیں میں نے ایک رات فضیل کو سورۃ محمد کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ اور وہ رو رہے تھے اور یہ آیت بار بار دہرا رہے تھے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے تاکہ ہم ان لوگوں کو معلوم کریں جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ اور ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ اور تاکہ تمہاری حالتوں کو جانچ کرلیں۔ ۶۴ اور یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ہم تمہاری (جانچ کریں گے) اور یہ بار بار کہہ رہے تھے۔ اور تو ہماری جانچ کرے گا۔ اگر تو نے ہماری جانچ کرلی تو ہمیں رسوا کرے گا اور تو ہماری پردہ دری کرے گا۔ اگر تو نے ہماری جانچ کرلی تو ہمیں ہلاک کرے گا اور ہمیں عذاب دے گا۔ اور میں نے ان سے یہ سنا وہ کہے رہے تھے کہ تو لوگوں کے سامنے مزین بن کے رہا ان کے سامنے تصنع کرتا رہا۔ اور تو ہمیشہ خود پسندی میں رہا۔ اور تو دکھلاوا کرتا رہا یہاں تک کہ لوگوں نے تمہیں پہچان لیا اور کہنے لگے کہ تو نیک آدمی ہے اور تمہاری ضروریات پوری کرنے لگے اور مجلس میں تمہارے لئے جگہ چھوڑنے لگے اور تمہاری تعظیم کرنے لگے۔ تیرے لئے ناکامی ہے۔ اگر تیرا یہ حال ہے تو تو بہت بدحال آدمی ہے۔ اور میں نے ان سے سنا وہ یہ کہہ رہے تھے۔ اگر ہو سکے تمہاری شہرت نہ ہو تو اسے ضرور کرو۔ تمہارا کیا بگڑے گا اگر تمہاری شہرت نہ ہوئی۔ اگر لوگ تمہاری تعریف نہ کریں تو تمہارا کیا بگڑے گا۔ اگر تم اللہ کے نزدیک اچھے اور لوگوں کے نزدیک بُرے ہو تو تمہارا کیا بگڑے گا۔

علی ابن فضیل کی توبہ کا واقعہ:

یعقوب بن یوسف کہتے ہیں۔ کہ فضیل ابن عیاض کو جب یہ پتہ چل جاتا کہ میرا بیٹا

۶۳۔ سورۃ محمد آیت ۳۱

۶۴۔ بیان القرآن ج ۱۱ ص ۲۲

علی میرے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ تو قرآن پاک پڑھتے جاتے۔ اور وقف نہ کرتے اور ترہیب کی آیتیں نہ پڑھتے۔ اور جب انہیں یہ پتہ چل جاتا کہ میرا بیٹا میرے پیچھے نہیں ہے۔ تو آرام آرام سے پڑھتے۔ توانہوں نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی۔

﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْماً ضَالِّيْنَ﴾ ۶۵ ۔

ترجمہ : اے ہمارے رب ہماری بد بختی نے ہمیں گھیر لیا۔ اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ ۶۶ ۔

توعلی بیہوش ہو کر گر گئے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ علی میرے پیچھے ہے اور وہ گر گیا تو قرأت کی۔ لوگ اس کی ماں کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اپنے بیٹے کو سنبھال لے۔ اس نے آ کر اس پر پانی ڈالا اور وہ ہوش میں آ گیا۔ اس کی ماں نے فضیل سے کہا تو اس بچے کو ہلاک کر دے گا۔ کچھ عرصہ بعد پھر انہوں نے گمان کیا کہ علی میرے پیچھے نہیں ہے۔ توانہوں نے پھر قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ ۶۷ ۔

ترجمہ : اور خدا کی طرف سے انہیں معاملہ پیش آئے گا جن کا انہیں گمان بھی نہ تھا ۶۸ ۔ تو علی گر کر انتقال کر گئے۔ ان کے والد نے قرأت مختصر کی اور والدہ کو اطلاع کی گئی کہ اپنے بیٹے کو سنبھال لے۔ اس نے آ کر پانی ڈالا تو وہ انتقال کر چکے تھے۔

بشر بن حارث حافی کی توبہ کا واقعہ :

محمد بن صلہ کہتے ہیں۔ میں نے بشر ابن الحارث سے یہ سنا اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی توبہ کی ابتدا کیسے ہوئی۔ اس لئے کہ تمہارا نام لوگوں میں نبی کے نام کی طرح مشہور ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کا فضل ہے اور میں اس بارے میں تمہیں

---

۶۵ ۔ سورۃ المومنون آیت ۱۰۶
۶۶ ۔ بیان القرآن ج ۷ ص ۷
۶۷ ۔ سورۃ زمر آیت ۴۷
۶۸ ۔ بیان القرآن ج ۱۰ ص ۲۶

کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں ایک عیاش آدمی تھا۔ اور میرے اندر معصیت بہت تھی۔ میں ایک دن راستہ میں جارہا تھا۔ تو مجھے راستے میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا۔ میں نے اسے اٹھا کر دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اسے اٹھا کر صاف کیا اور اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اور میرے پاس دو درہم تھے۔ ان کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے عطر فروش کے پاس جاکر سب سے مہنگی خوشبو خرید کر اسے لگائی اور اسے کاپی میں رکھ دیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا یہ کہہ رہا ہے۔ اے بشر ابن الحارث تو نے راستے سے ہمارے نام کو اٹھایا اور اسے خوشبو لگائی۔ ہم تیرے نام کو دنیا و آخرت میں پاکیزہ کر دیں گے۔ پھر جو ہونا تھا وہ ہوا۔

اور ایک یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ بشر اپنے عیش کے زمانے میں گھر میں تھے اور ان کے ساتھی ان کے پاس شراب پی رہے تھے۔ تو ان کے پاس ایک نیک آدمی گذرا اس نے دروازا کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک بچی نکلی اس نیک آدمی نے پوچھا اس گھر والا آزاد ہے یا غلام ہے۔ اس بچی نے کہا آزاد ہے۔ اس آدمی نے کہا تو نے سچ کہا۔ اگر یہ غلام ہوتا تو غلامی کے آداب پورے کرتا۔ اور اس لہو و لعب کو چھوڑ دیتا۔ بشر نے اندر سے ان کی بات سن لی وہ ننگے سر ننگے پاؤں دوڑ کر دروازے میں پہنچ گئے۔ اور وہ نیک آدمی وہاں سے چلے گئے۔ بشر نے باندی سے کہا تیرا ناس ہو جائے تو دروازے پر کس سے باتیں کررہی تھی اس باندی نے سارا واقعہ سنایا بشر نے پوچھا وہ آدمی کس طرف گیا ہے۔ اس باندی نے کہا کہ فلاں طرف بشر اس طرف کو چل پڑے یہاں تک کہ انہیں مل گئے۔ اور ان سے کہا اے میرے سردار آپ وہی ہیں۔ جنہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر باندی سے بات چیت کی۔ اس نے کہا جی ہاں۔ بشر نے کہا اپنی اس بات کو دوہرائیں۔ اس نیک آدمی نے بشر کے سامنے اپنی بات دہرائی۔ بشر زمین پر اپنے رخسار ملنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ بلکہ میں غلام ہوں۔ میں غلام ہوں۔ پھر وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں پھرتے تھے۔ ان کے ننگے پاؤں ہونے کی وجہ سے ان کا لقب حافی مشہور ہو گیا۔ ان سے پوچھا گیا آپ

جوتے کیوں نہیں پہنتے انہوں نے کہا اس لئے کہ جس وقت میرے مولا نے مجھ سے صلح کی میں ننگے پاؤں تھا۔ لہذا میں موت تک اسی حالت پر رہوں گا۔

دس غلاموں اور دس جوانوں کی توبہ کا واقعہ :

فاطمہ بن احمد کہتی ہیں۔ بغداد میں دس جوان تھے جن کے ساتھ دس غلام تھے۔ انہوں نے ایک جوان کو اپنی ضرورت کیلئے بازار بھیجا اس نے دیر کر دی۔ وہ ہنستے ہوئے واپس آیا اور اس کے ہاتھ میں خربوزہ تھا انہوں نے اس جوان سے کہا تو دیر سے آیا ہے ۔ اور ہنس رہا ہے اس نے کہا میں تمہارے پاس ایک عجوبہ لایا ہوں۔ بشر حافی نے اس خربوزے کو ہاتھ لگایا تو میں نے اس بیس درہموں کا خرید لیا۔ ان جوانوں اور غلاموں میں سے ہر ایک اسے چومنے لگا۔ اور اپنی آنکھوں پر رکھنے لگا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ بشر حافی اس مرتبہ تک کیسے پہنچ گیا۔ تو باقیوں نے کہا تقویٰ کی وجہ سے۔ اس پوچھنے والے نے کہا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اور باقی سب نے بھی اس طرح کہا اور یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ طرسوس [۶۹] کے علاقے میں چلے گئے اور سارے کے سارے شہید ہوئے۔

ایک آدمی کی اپنی سرکشی سے توبہ کا واقعہ :

ابو الفتح بن محرق کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک شامی عورت سے چمٹ گیا۔ اس نے ہاتھ میں چھری پکڑی ہوتی تھی جو بھی اسکے قریب ہوتا۔ اسے زخمی کر دیتا۔ اور بڑا پہلوان آدمی تھا۔ اور عورت اس کے ہاتھ میں جکڑی ہوئی تھی اور چیخ رہی تھی۔ اسی دوران بشر حافی وہاں سے گزرے اس آدمی کے قریب ہو کر۔ اپنا کندھا اس آدمی کے کندھے سے ملایا وہ آدمی زمین پر گرا اور بشر چلے گئے۔ لوگ اس مرد کے قریب آئے تو یہ بہت پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔ اور عورت صحیح سالم چلی گئی۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں لیکن مجھے

---

۶۹ - ترکی کے صوبہ تیلیقیہ میں نہر طرطوس کے کنارہ پر واقع ایک شہر کا نام ہے۔ اسے ۷۸۸ھ میں خلیفہ مامون نے فتح کیا اور وہ اسی میں مدفون ہے۔

ایک شیخ نے اپنا کندھا مارا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے کردار کو دیکھ رہا ہے۔ اس کی اس بات کی وجہ سے میرے پاؤں اکھڑ گئے اور مجھ پر ایک ہیبت طاری ہو گئی۔ اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ آدمی کون تھا۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ بشر حافی تھے۔ وہ آدمی کہنے لگا۔ ہائے یہ تو بہت برا ہو گیا۔ آج کے بعد وہ مجھے کس نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور اسی دن اسے بخار ہوا اور ساتویں دن اس کا انتقال ہو گیا۔

بغداد کے ایک تاجر کی توبہ کا واقعہ :

ابو عبداللہ قاضی کہتے ہیں مجھے اپنے باپ نے یہ واقعہ سنایا۔ کہ بغداد میں ایک تاجر میرا دوست تھا میں نے بہت بار اس سے سن چکا تھا کہ وہ اہلِ تصوف کے پیچھے پڑتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد میں نے اسے دیکھا کہ خود ان کی صحبت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس نے اپنا تمام مال ان پر خرچ کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کیا تم صوفیوں سے بغض نہیں رکھتے تھے۔ اس نے مجھے کہا جیسے میں گمان کرتا تھا۔ حقیقت اس طرح نہیں تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کیسے ؟ اس نے کہا میں ایک دن جمعہ کی نماز پڑھ کر باہر نکلا۔ اور میں نے بشر حافی کو دیکھا وہ جلدی سے مسجد سے نکل گئے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ آدمی جو زہد میں مشہور ہے۔ اس کو آج دیکھوں گا۔ یہ تو مسجد میں ہی نہیں ٹھہرتا لہذا میں اپنی ضرورت چھوڑ کر دیکھنے لگا کہ یہ کہاں جاتے ہیں ؟ میں نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں دیکھا یہ ایک نان بائی کے پاس آئے اس سے ایک درہم کی روغنی روٹی خریدی میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس آدمی کو دیکھو یہ روغنی روٹی خرید رہا ہے۔ پھر وہ گوشت والے کے پاس گئے انہوں نے ایک درہم دے کر بھنا ہوا گوشت خریدا۔ مجھے ان پر اور زیادہ غصہ آیا۔ پھر وہ حلوائی کے پاس آئے۔ ایک درہم کا فالودہ خریدا۔ میں نے اپنے جی میں سوچا جب یہ مجلس میں بیٹھیں گے اور کھانا کھائیں گے میں ان کی بات کو ضرور کاٹوں گا پھر وہ صحرا کی طرف نکلے میں یہ سمجھا کہ یہ سبزہ اور پانی کی طرف جا رہے ہیں۔ وہ عصر تک چلتے رہے۔ اور میں ان کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ ایک بستی میں داخل ہوئے اور بستی میں ایک مسجد

تھی۔ جس میں مریض پڑا ہوا تھا۔ وہ اسکے سرہانے بیٹھ کر اس کے منہ میں لقمے ڈالنے لگے۔ پھر میں بستی دیکھنے کے لئے اُٹھ گیا۔ ایک گھنٹہ تک بستی میں رہا پھر واپس آکر مریض سے پوچھا بشر کہاں ہے۔ اس نے کہا وہ بغداد چلے گئے۔ میں نے اس سے پوچھا یہاں سے بغداد کی کتنی مسافت ہے اس نے کہا چالیس فرسخ (ایک سو بیس میل / ۱۲۰ میل) اِنَّا اللّٰہ وَاِنَّآ اَلَیْہِ راجعون پڑھی کہ میں اپنے ساتھ کیا کر بیٹھا؟ اور میرے پاس کرائے کے لئے کچھ پیسہ نہ تھا۔ اور نہ پیدل چلنے کی ہمت تھی۔ اس مریض نے مجھ سے کہا کہ آپ بشر حافی کے واپس آنے تک یہیں بیٹھیں لہذا میں آئندہ جمعہ تک وہیں رہا۔ آئندہ جمعہ اسی وقت بشر حافی آگئے۔ اور ان کے پاس بیمار کے کھانے کے لئے کوئی چیز تھی۔ جب وہ اپنے معمول سے فارغ ہو گئے۔ بیمار نے ان سے کہا اے ابو نصر یہ آدمی بغداد سے آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اور گزشتہ جمعہ سے میرے پاس ہے۔ آپ اسے واپس لے جائیں۔ وہ تاجر کہتے ہیں۔ بشر حافی نے مجھے غصے سے دیکھا اور کہا تم میرے ساتھ کیوں آئے تھے۔ میں نے کہا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ پھر مجھ سے کہا کھڑا ہو چل۔ ہم مغرب کے قریب چلتے رہے۔ اور جب بغداد کے قریب پہنچے اس نے کہا تمہارا محلّہ کہاں ہے۔ میں نے کہا فلاں جگہ ہے انہوں نے کہا چل اور آئندہ ایسا کام نہ کرنا۔ تاجر کہتے ہیں میں نے توبہ کر کے ان کی صحبت اختیار کر لی۔ اور میں اب اسی اعتماد پر برقرار ہوں۔

ابو عبدُالرَّب کی توبہ کا واقعہ :

ابن جابر بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالرب دمشق میں سب سے زیادہ مالدار تھا۔ وہ تجارت کے لئے آزربائی جان کی طرف گیا۔ وہ شام کو چراگاہ اور نہر کی جانب چلا گیا اور وہیں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ ابو عبدالرب کہتے ہیں۔ میں نے ایک آواز سنی۔ جو چراگاہ کے ایک طرف کثرت سے کوئی اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا تھا۔ میں اس آواز کے پیچھے ہو گیا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ چٹائی میں لپٹا ہوا زمین کے گڑھے میں پڑا ہوا

تھا۔ میں نے اسے سلام کر کے پوچھا اللہ کے بندے تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ایک مسلمان مرد ہوں۔ میں نے اس سے کہا تم کیسی حالت میں ہو؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی میرے اوپر ایسی نعمت ہے۔ جس کا شکر میرے اوپر واجب ہے۔ میں نے کہا کیسے شکر واجب ہے حالانکہ تم چٹائی کے اندر لپٹے ہوئے ہو۔ (یعنی بدن ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہیں) اس نے کہا میں کیوں اللہ کا شکریہ ادا نہ کروں؟ اس نے مجھے بہترین مخلوق بنایا۔ اور اسلام میں میری پیدائش اور پرورش رکھی۔ مجھے صحیح سالم اعضاء عطا کئے۔ جس چیز کے ذکر کو یا اس کے کھولنے کو میں ناگوار سمجھتا ہوں اس کے ڈھانپنے کے لئے میرا انتظام فرمایا۔ میری جیسی حالت میں جو انسان شام کرے اس سے بڑی نعمت والا کون ہو سکتا ہے۔ ابو عبدالرب کہتے ہیں۔ میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے۔ اگر آپ یہاں سے اُٹھ کر ہمارے ٹھکانے تک میرے ساتھ آجائیں ہم نہر کے کنارے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو بہت بہتر ہو گا۔ اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا تاکہ آپ کچھ کھانا کھالیں اور ہم آپ کو کچھ کپڑے دے دیں جو آپ کو چٹائی پہننے سے بے پرواہ کر دے۔ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اور اس نے کہا ابو عبدالرب جو کہہ رہا ہے اس سے میرے لئے گھاس کا کھانا کافی ہے۔ ابو عبدالرب کہتے ہیں میری چاہت تھی کہ وہ میرے ساتھ آجائے لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں وہاں سے واپس لوٹا۔ میرا نفس چھوٹا بن کر میرے اندر متحرک ہوا۔ اور میں نے اسے ناپسند سمجھا کہ میں نے دمشق میں اپنا مقابل کوئی مالدار پیچھے نہیں چھوڑا اور اس سے زیادہ کی تلاش میں ہوں۔ اور میں نے توبہ کی اے اللہ جس برائی میں میں ہوں میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ میں نے رات گزاری تو میرے دوستوں کو میرے خیالات کا علم نہ ہو سکا۔ جب صبح ہوئی۔ تو انہوں نے پہلے کی طرح کوچ کے لئے تیاری کی۔ میرے پاس میری سواری لائی گئی۔ میں اس پر سوار ہو کر اسے دمشق کی طرف موڑ دیا۔ اور میں نے کہا اگر میں اس تجارت کے لئے چلا گیا تو میں اپنی توبہ میں سچا نہیں ہوں گا اور میں نے انہیں پورا واقعہ سنایا۔ انہوں نے مجھے

لے جانے پر سختی کی میں نے انکار کر دیا۔ ابن جابر کہتے ہیں جب وہ واپس آئے تو اپنا تمام مال صدقہ کر دیا اور اللہ کے راستے میں دے دیا۔ ابن جابر کہتے ہیں مجھے میرے ایک ساتھی نے بتایا۔ میں نے ایک چوغہ والے سے چوغے کی قیمت کم کروائی۔ میں نے اسے چھ درہم دیئے وہ کہتا سات دو۔ جب میں نے اور اس نے ایک دوسرے پر اصرار کیا تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں دمشق کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس شیخ سے بالکل مختلف ہو جو کل میرے پاس آئے۔ جن کا نام ابو عبد الرب تھا۔ انہوں نے مجھ سے سات سو چادریں خریدیں۔ سات سات درہم کی۔ اور قیمت کم کرانے کا مجھ سے بالکل مطالبہ نہیں کیا۔ انہوں نے مجھ سے مزدور مانگے۔ میں نے انہیں مزدور دیئے۔ انہوں نے لشکر کے فقراء میں وہ چادریں تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ اور خالی ہاتھ ہو کر اپنے گھر واپس ہو گئے ابن جابر کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک زمین بیچ کر اس کے پیسے صدقہ کر دیئے۔ اور اپنا گھر بہت بڑی قیمت سے بیچ کر اس کے پیسے تقسیم کر دیئے۔ جب ان کی موت کا وقت آیا۔ تو ان کی ملکیت میں سے صرف کفن کے پیسوں کی مقدار باقی تھی۔ اور وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم اگر تمہاری یہ نہر بردا سونا اور چاندی بہائے۔ اور یہ اعلان کیا جائے کہ جو شخص جتنا چاہے لے لے تو میں اس نہر کی طرف بالکل نہیں جاؤں گا اور اگر یہ کہا جائے جو شخص اس ستون کو ہاتھ لگائے گا تو مر جائے گا۔ تو اللہ اور اس کے رسول کی ملاقات کی شوق کی وجہ سے میری خوشی اسمیں ہو گی کہ میں کھڑا ہو کر ہاتھ لگا لوں۔

قعنبی کی توبہ کا واقعہ:

قعنبی کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ میرا والد نبیذ پی کر نوجوانوں کی صحبت اختیار کرتا تھا۔ ایک دن انہیں بلوا کر خود ان کی انتظار میں دروازے پر بیٹھ گیا۔ امام شعبہ اپنے گھر سے گزرے لوگ ان کے پیچھے تیز تیز چل رہے تھے۔ میرے والد نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ شعبہ ہیں اس نے پوچھا شعبہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا

یہ محدث ہیں۔ حضرت شعبہ پر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ وہ ان کی طرف کھڑا ہو کر ان سے کہنے لگا۔ مجھے حدیث سنائیں انہوں نے فرمایا تو حدیث سنانے کے لائق نہیں۔ میرے والد نے ان کی سواری کو کھڑا کر دیا۔ اور کہنے لگا یا آپ مجھے حدیث سنائیں یا میں آپ کو زخمی کر دوں گا۔ حضرت شعبہ نے اسے یہ حدیث سنائی۔

۞ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبعِیْ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا لَمْ تستح فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ۞ [۱]

ترجمہ : ہمیں منصور نے ربعی سے روایت بیان کی ہے انہوں نے ابو مسعود سے روایت نقل کی انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تو شرم نہیں رکھتا جو چاہے کر تو میرے والد نے چھری پھینک دی اور گھر واپس آگئے ان کے پاس لہو لعب کی چیزوں طرف کھڑے ہوئے۔ شراب اٹھا کے گرا دی۔ اور میری والدہ سے کہا کہ ابھی میرے دوست آئیں گے انہیں بٹھا کے کھانا کھلا دینا جب وہ کھانا کھالیں تو شراب کے ساتھ جو کچھ میں نے کیا اس کی اطلاع انہیں کر دینا۔ تا کہ وہ واپس چلے جائیں اور قعنبی اسی وقت مدینے کی طرف چل پڑے۔ (مدینہ پہنچ کر) حضرت امام مالک کی صحبت اختیار کی اور ان سے احادیث لیں۔ پھر بصرہ واپس آئے۔ اس وقت امام شعبہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ لہذا قعنبی نے امام شعبہ سے اس مذکور حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں سنی۔

عکبر کردی کی توبہ کا واقعہ :

بشر ابن الحارث حافی کہتے ہیں کہ میں عکبر کردی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے اللہ کی طرف رجوع کرنے کا سبب کیا بنا؟ انہوں نے کہا میں ایک درے میں بیٹھ کر لوٹ مار کرتا تھا۔ اس درے میں کھجور کے تین درخت تھے۔ اور ایک درخت بغیر شاخوں کے تھا۔ ایک چڑیا چلدار درخت سے کھجور لے کر غیر چلدار درخت میں لے آئی۔ یہاں تک کہ اس نے دس مرتبہ اس طرح کیا۔ میرے دل

---

۱ ۔ ابوداود فی کتاب الادب رقم ۳۷۹۷. بخاری من طرق اخری ۴۳۸۳-۴۳۸۴ . ابن ماجہ رقم ۴۱۸۳ . مسند احمد ۴: ۱۲۱-۱۲۲

میں یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ اے بندے تو اُٹھ کر تو دیکھ میں نے اُٹھ کر دیکھا اس درخت کی جڑیں میں ایک اندھا سانپ پڑا ہوا ہے۔ وہ چڑیا کھجوریں اس کے منہ میں آ کر ڈالتی ہے (یہ منظر دیکھ کر) میں رویا۔ میں نے کہا اے میرے سردار یہ سانپ ہے۔ تیرے نبی نے اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔ تو نے اسے اندھا بنایا ہے۔ اور اس کی روزی کے بندوبست کے لئے تو نے چڑیا مقرر کی ہے۔ اور میں تیرا بندہ ہوں اور یہ اقرار کرتا ہوں کہ تو اکیلا ہے۔ تو نے مجھے لوٹ مار کرنے کے لئے اور لوگوں کو ڈرانے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اے عکبر میرا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لہذا میں نے اپنی تلوار توڑی اور اپنے سر پر مٹی ڈالی اور میں چیخنے لگا کہ اے اللہ لغزش سے درگزر فرما۔ لغزش سے درگزر فرما۔ تو ایک آواز آئی ہم نے تیری لغزش سے درگزر کر دیا۔ میرے ساتھی بیدار ہو گئے اور کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا تو نے ہمیں ڈرا دیا میں نے کہا کہ میں دھتکارا ہوا تھا۔ اب مجھ سے صلح کر لی گئی وہ کہنے لگے ہم بھی دھتکارے ہوئے تھے۔ ہم سے بھی صلح کر لی گئی۔ ہم نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور سب نے احرام باندھ لیا اور تین دن تک چیختے رہے اور روتے رہے۔ اور ہم مدہوش اور حیران تھے۔ تیسرے دن ہم ایک بستی میں آئے بستی کے شروع میں ایک اندھی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے اندر عکبر کردی ہے۔ ہم میں سے کسی نے کہا جی ہاں کیا تجھے ان سے کوئی کام ہے اس عورت نے کہا جی ہاں۔ تین دن ہو گئے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا بیٹا جو کچھ پیچھے چھوڑ گیا ہے وہ عکبر کردی کو دے دو۔ اس نے ساٹھ کپڑے ہمیں دیئے۔ ان میں سے کچھ کی ہم نے چادریں بنا لیں ہم جنگل میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ بیت اللہ میں پہنچ گئے۔

صدقہ بن سلیمان جعفری کی توبہ کا واقعہ:

صدقہ بن سلیمان جعفری کہتے ہیں۔ کہ میرے اندر تیزی اور بری عادت تھی

جب میرے والد کا انتقال ہوا۔ تو میں اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہوا اور توبہ کر لی ایک مرتبہ پھر مجھ سے غلطی ہوئی میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا وہ مجھے کہہ رہے ہیں۔ میں تم سے بہت خوش تھا۔ تیرے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے تھے۔ تو وہ صالحین کے اعمال کے مشابہ ہوتے تھے۔ خالد بیان کرتے ہیں۔ کہ اس کے بعد وہ اللہ کی طرف جھک گئے اور عبادت میں لگ گئے۔ اور میں سحری کے وقت ان کی دعا سنتا تھا۔ یہ کوفہ میں ہمارے پڑوسی تھے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ اِنَابَةً لَارَجْعَةَ فِيْهَا وَلَاحَوَرَ يَامُصْلِحَ الصَّالِحِيْنَ وَ هَادِيَ الْمُضَلِّيْنَ وَرَاحِمَ الْمُذْنِبِيْنَ﴾

ترجمہ : اے اللہ میں تجھ سے ایسی توبہ مانگتا ہوں جس سے رجوع نہ ہو۔ اور اس میں دوبارہ توبہ نہ کرنی پڑے اے نیکوں کی اصلاح کرنے والے اور گمراہوں کو ہدایت دینے والے اور گناہگاروں پر رحم کرنے والے۔

ذوالنُّون مصری کی توبہ کا واقعہ :

یوسف بن حسین کہتے ہیں جب میں ذوالنون مصری سے مانوس ہو گیا۔ تو میں نے کہا اے شیخ آپ کی توبہ کی ابتدا کیسے ہوئی انہوں نے کہا میں لہو و لعب میں رہنے والا جوان تھا پھر میں نے ان سے توبہ کر کے اسے چھوڑ دیا۔ میں حج کے ارادے سے بیت اللہ کی طرف نکلا میرے پاس کچھ سامان تھا میں مسر کے تاجروں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گیا اور ہمارے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان بھی سوار ہو گیا۔ اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ جب ہم سمندر کے درمیان میں پہنچے تو کشتی والے کا ایک تھیلا گم ہو گیا جس میں مال تھا۔ اس نے کشتی روکنے کا حکم دیا۔ اس نے تمام کشتی سواروں کی تلاشی لی اور انہیں پریشان کر دیا۔ جب وہ اس جوان کی تلاشی لینے کے لئے اس کے پاس پہنچا۔ وہ جوان کشتی سے کود کر سمندر کی موج پر بیٹھ گیا۔ موج اس کے لئے تختے کی طرح ہو گئی اور ہم اسے کشتی سے دیکھ رہے تھے۔ اور اس نے کہا اے میرے مولا ان لوگوں نے مجھ پر تہمت لگائی۔ اے میرے جگری دوست

میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تو اس جگہ تمام جانوروں کو حکم دے کہ وہ اپنے منہ میں جواہر لے کر باہر نکلیں۔ ذوالنون کہتے ہیں اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے کشتی کے آگے سمندر کے جانوروں کو دیکھا۔ جنہوں نے اپنے سر نکالے ہوئے تھے۔ جن کے منہ میں جواہر چمک رہے تھے اور روشن ہو رہے تھے پھر وہ جوان موج سے سمندر کی طرف کود پڑا اور پانی کی پیٹھ پر ٹہلتے ہوئے جا رہا تھا۔ اور یہ کہہ رہا تھا ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ اس چیز نے مجھے سیاحت کیلئے زمین پر چلتے رہنے پر ابھارا۔ اور مجھے حضور ﷺ کی بات یاد آگئی۔ ﴿لَا یَزَالُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلَاثُوْنَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَامَاتَ وَاحِدٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ وَاحِدًا﴾[۱] کہ اس امت کے اندر تیس آدمی ہمیشہ ایسے رہیں گے جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہوں گے جب کبھی ان میں سے کوئی ایک فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا پیدا کر دے گا۔

ایک بے ہوش آدمی کی توبہ کا واقعہ:

یوسف بن حسین کہتے ہیں۔ میں ایک نہر کے کنارے ذوالنون مصری کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے نہر کے کنارے ایک بہت بڑا بچھو دیکھا جو رکا ہوا تھا۔ ایک مینڈک نہر سے نکلا بچھو اس پر سوار ہو گیا۔ مینڈک تیرتا ہوا نہر پار کر گیا۔ ذوالنون نے کہا کہ اس بچھو کو کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔ لہٰذا ہم وہاں چلتے ہیں۔ ہم نے اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی مست سویا ہوا ہے۔ ایک سانپ آیا اس آدمی کے ناف سے اس کے اوپر چڑھا اور سینے تک پہنچ گیا۔ سینہ پر پہنچ کر اس کے کان تلاش کرنے لگا۔ بچھو نے سانپ پر غالب آکر اسے مارا تو سانپ الٹا گر کر پھٹ گیا۔ اور بچھو نہر کی طرف چلا گیا اور مینڈک آیا۔ بچھو اس پر سوار ہو کے نہر کے پار ہو گیا۔ ذوالنون مصری نے اس سونے والے

۱۔ مسند أحمد بلفظه ۵/۳۲۲.

آدمی کو ہلایا اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ پھر فرمایا ارے جوان دیکھ اللہ نے کس چیز سے تجھے نجات دی ہے۔ اس بچھو نے آکر اس سانپ کو مارا ہے جو سانپ تجھ کو مارنے کے ارادے سے آیا تھا۔ پھر ذوالنون یہ اشعار پڑھنے لگے۔

يَا غَافِلاً وَالجَلِيْلُ يَحْرُسُهُ
مِنْ كُلِّ سُوْءٍ يَدِبُّ فِي الظُّلَمِ

كَيْفَ تَنَامَ العُيُون عن ملك
تاتيهِ مِنْهُ فَوائِدُ النِّعَمِ

ترجمہ : ا۔ اے غافل اللہ تعالیٰ تیرا پہرہ دے رہا ہے۔ اندھیروں میں چلنے والی ہر برائی سے۔

۲۔ اس بادشاہ سے آنکھیں کیسے سو جاتی ہیں جس کے پاس سے نعمتوں کے فائدے پہنچتے رہتے ہیں۔

وہ جوان بیدار ہو کر کہنے لگا اے میرے معبود تو اپنے نافرمان سے یہ سلوک کرتا ہے۔ تو اپنے فرمانبردار سے کیسی مہربانی کرتا ہوگا۔ پھر وہ آدمی چلا گیا میں نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا بستی کی طرف اللہ کی قسم میں کبھی بھی شہروں میں لوٹ کر نہیں آؤں گا۔

مرتعش کی توبہ کا واقعہ :

ابو عبدالرحمان سلمی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ کہ مرتعش جو نیشا پور کا ایک دیہاتی تھا وہ اپنی توبہ کی ابتدائی حالت سنا رہا تھا کہ میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے سامنے ایک جوان گزرا جس کے جسم پر پیوند لگے کپڑے تھے اور سر پر ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے مجھے مڑ کر ہلکا سا اشارہ کیا میرے دل میں خیال آیا کہ میں جوان آدمی ہوں صحیح سالم جسم والا ہوں میں نے اس کو جواب نہیں دیا۔ جوان نے ایک چیخ ماری جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا اور کہنے لگا تیرے دل کو جو کھٹکا ہوا میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مرتعش کہتے

ہیں میں بے ہوش ہو گیا۔ ہماری ایک باندی نے نکل کر مجھے دیکھا اور بہت لوگ میرے ارد گرد جمع ہو گئے مجھے بہت دیر بعد ہوش آئی۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے اس جوان کو نہ دیکھا اور مجھے اپنے جذبہ پر بہت افسوس ہوا۔ میں نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرمارہے ہیں۔ اپنے سے مانگنے والے کی حاجت پوری نہ کرنے والے کی بات پوری نہیں کرتے مرتعش کہتے ہیں میں بیدار ہوا جو کچھ میرے ہاتھ سے ہوا اس سے میں ڈر گیا۔ اور میں اپنا علاقہ چھوڑ کر چلا گیا۔ پندرہ سال بعد میں نے اپنے والد اور اپنے بھائی کی وفات کی خبر سنی لیکن میں اس کے بعد نیشاپور نہیں آیا۔ اور وہ جوان کبھی کبھی میرے پاس آتا۔ وہ مجھ سے جدا نہ ہوتا اور میں اس سے جدا نہ ہوتا۔ (یعنی لمبی ملاقات ہوتی)

عبدالرحمٰن القس کی توبہ کا واقعہ :

خلاد بن زیاد کہتے ہیں۔ میں نے اہلِ مکہ کے اپنے بڑوں سے سنا جن سے سلیمان بھی ہیں۔ وہ یہ تذکرہ کرتے تھے کہ مکہ والوں کے نزدیک القس سب سے اچھا عابد تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں سب سے زیادہ قوی تھا وہ ایک دن ایک قریشی مرد کی باندی سلامہ کے پاس سے گزرے۔ اس باندی کے گانے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو کھڑے ہو کر سننے لگے۔ اس باندی کے سردار نے انہیں دیکھا تو کہنے لگا آپ اندر آ کر سن لیں۔ انہوں نے اندر جانے سے انکار کر دیا اس نے اصرار کیا تو یہ مان گئے اور کہنے لگے مجھے ایسی جگہ بٹھاؤ کہ میں اس باندی کو نہ دیکھ سکوں اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ اس قریشی نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ قس گھر میں داخل ہو گیا۔ باندی گانے لگی ان کو اس کا گانا پسند آیا اس باندی کے مالک نے کہا میں اسے آپ کے سامنے لے آؤں وہ انکار کرنے لگے (اس سے پھر اصرار کر کے منوالیا) قس اس کا گانا سنتے رہے یہاں تک کہ ان کے دل میں باندی کی محبت اور باندی کے دل میں ان کی محبت بیٹھ گئی۔ اور مکہ والوں کو اس بات کا پتہ چل گیا۔ باندی نے ایک دن ان سے کہا اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ باندھی نے کہا میں چاہتی ہوں کہ

میں اپنا منہ تمہارے منہ پر رکھوں۔ انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں اپنا سینہ تیرے سینے کے ساتھ اور اپنا پیٹ تیرے پیٹ کے ساتھ ملالوں۔ باندی نے کہا پھر کیا رکاوٹ ہے مکان خالی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے۔

﴿اَلْاَ خِلَّاءُ یومَئِذٍ بعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلاَّالْمُتَّقِیْنَ﴾ ۷۰ ؎

ترجمہ : تمام دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاویں گے۔ بجز خدا سے ڈرنے والوں کے ۷۱ ؎

مجھے اچھا نہیں لگتا۔ کہ ہماری آج کی محبت کل قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے وہ باندی کہنے لگی۔ ارے فلاں تمہارا کیا گمان ہے۔ جب ہم توبہ کریں گے تو کیا اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول نہیں کرے گا ؟ انہوں نے کہا جی ہاں یعنی قبول کرے گا لیکن میں اچانک موت آجانے سے پُر امن نہیں ہوں۔

ابو الحارث اولاسی کی توبہ کا واقعہ :

ایک زاہد کہتے ہیں مجھے ابو الحارث اولاسی نے کہا کیا تمہیں پتہ ہے۔ میری توبہ کی ابتداء کیسے ہوئی میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا میں ایک خوبصورت جوان تھا۔ اپنی غفلت میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے ایک بیمار کو راستے پر پڑے ہوئے دیکھا۔ میں نے اسے قریب جا کر کہا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں انار کی خواہش ہے۔ میں اس کے پاس انار لے آیا۔ جب میں نے انار اس کے سامنے رکھا۔ تو اس نے میری طرف نظر اٹھا کے کہا اللہ تمہاری توبہ قبول کرے۔ شام سے پہلے ہی میرا دل لہو ولعب سے بدل گیا۔ اور مجھے موت کا خوف چمٹ گیا۔ میں اپنی جائیداد سے نکل کر حج کے ارادے سے چلا گیا۔ میں رات کو سفر کرتا اور دن کو فتنہ کے خوف سے چھپ جاتا۔ ایک رات میں چل رہا تھا کچھ لوگوں کے پاس سے میرا گذر ہوا جو راستے پر بیٹھ کر کچھ پی رہے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور مجھے کھانا پیش کر دیا۔ میں نے کہا مجھے پیشاب کے لئے جانے کا

---

۷۰ ؎ سورۃ زخرف آیت ۶۸

۷۱ ؎ بیان القرآن ج ۱۰ ص ۹۴

تقاضا ہے۔ انہوں نے میرے ساتھ بیت الخلاء کا راستہ بتانے کے لئے ایک غلام بھیجا۔ وہ غلام راستہ بتا کر چلا گیا۔ میں ایک جنگل میں داخل ہو گیا تو میرے سامنے ایک درندہ آیا میں نے کہا اے اللہ میں نے جو کچھ چھوڑا ہے۔ جس چیز سے نکلا ہوں تو اسے جانتا ہے تو اس درندے کے شر سے مجھے بچا۔ وہ درندہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا میں راستے پر واپس آکر مکہ پہنچ گیا۔ میں نے مکہ میں ایسے لوگوں کو پایا جن سے مجھے نفع ہوا۔ ان میں سے ابراہیم بن سعد العلوی بھی ہیں۔

ابوالفضل محمد بن ناصر سُلامی کی بدعتی عقیدہ سے توبہ کا واقعہ :

محمد بن ناصر کہتے ہیں کہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہاء ساتھیوں سے مدرسہ نظامیہ میں یہ سنتا تھا۔ کہ قرآن قائم بالذات معنی ہے۔ اور حروف اور آوازیں عبارتیں ہیں اور وہ کلام جو قدیم ہے اور قائم بالذات ہے۔ اس پر دلیل ہیں۔ میرے دل میں اس سے اطمینان ہوا۔ یہاں تک کہ میں بھی ان کے موافق کہنے لگا۔ میں جب نماز پڑھتا تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ مجھے سب سے پسندیدہ مذہب اور سب سے پسندیدہ عقیدہ کی توفیق دے۔ ایک مدت تک اسی حال میں رہا اور یہی کہتا تھا۔ کہ اے اللہ مجھے اپنا پسندیدہ مذہب اور اپنے قریب کرنے والے مذہب کی توفیق دے۔ ایک رات ۴۷۴ھ رجب کی رات کو میں نے خواب میں دیکھا گویا میں شیخ ابو منصور محمد ابن احمد المقری الخیاط کی مسجد کی طرف جو ابن جردہ ۲۷؎ کی مسجد تھی گیا۔ اور لوگ مسجد کے دروازے پر جمع ہو کر کہہ رہے ہیں۔ کہ حضور ﷺ شیخ ابو منصور کے حجرہ میں تشریف لائے ہیں میں مسجد میں داخل ہوا۔ اور جس کونے میں شیخ ابو منصور بیٹھتے تھے اس کونے کی طرف چلا گیا۔ میں نے شیخ ابو منصور کو دیکھا وہ اپنے کونے سے نکل کر ایک آدمی کے سامنے بیٹھ گئے۔ میں نے حضور ﷺ کے حلیے کے مطابق ان سے زیادہ خوبصورت شخص نہیں دیکھا۔ آپ کے جسم مبارک پر بالکل سفید کپڑے تھے۔ اور آپ کے سر مبارک پر سفید پگڑی تھی۔ اور شیخ ابو منصور آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں

۲۷؎ محلے کا نام ہے۔

نے داخل ہو کر سلام کیا اور مجھے سلام کا جواب دیا گیا۔ مجھے دہشت کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جواب دینے والے کون ہیں۔ میں بھی ان دونوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ میرے آپ ﷺ سے کچھ پوچھے بغیر ہی آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اس شیخ کے مذہب کو اختیار کرو۔ اس شیخ کے مذہب کو اختیار کرو۔ اس شیخ کے مذہب کو اختیار کرو۔ اور تین مرتبہ یہ فرمایا۔ حافظ ابو الفضل کہتے ہیں میں تین مرتبہ اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں اور اللہ کو تین مرتبہ گواہ بناتا ہوں۔ تحقیق مجھے حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اور تین مرتبہ دائیں ہاتھ سے ابو منصور کی طرف اشارہ کیا۔ ابو الفضل کہتے ہیں میں بیدار ہوا تو میرے اعضاء کانپ رہے تھے میں نے اپنی والدہ رابعہ بنت ابی حکیم کو آواز دی اور اپنا خواب انہیں بیان کیا۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے یہ خواب وحی تھا لہذا اسی پر یقین کرو۔ میں نے صبح سویرے اُٹھ کر شیخ ابو منصور کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنا خواب ابو منصور کو سنایا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اور ان کے دل میں عاجزی پیدا ہو گئی۔ اور مجھ سے کہنے لگے اے میرے بیٹے امام شافعی کا مذہب اچھا ہے۔ تم فروع میں امام شافعی کا مذہب اختیار کرو۔ اور اصول میں امام احمد اور اصحابِ حدیث کو اختیار کرو۔ میں نے ان سے عرض کی اے میرے سردار میں دورنگی نہیں ہونا چاہتا۔ میں اللہ کو اور اللہ کے فرشتوں کو اور انبیاء کو اور آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں آج سے اصول و فروع میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب ہی کو اختیار کرتا ہوں۔ شیخ ابو منصور نے میرے سر کا بوسہ لیا اور کہا اللہ تمہیں توفیق دے اور میں نے ان کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ اور مجھے شیخ ابو منصور نے کہا میں بھی ابتداء میں شافعی تھا اور قاضی امام ابو طیب طاہر بن عبد اللہ طبری سے فقہ حاصل کرتا تھا۔ اور ان سے اختلافات سنتا تھا۔ ایک دن میں شیخ ابو الحسن علی بن عمر قزوینی زاہد و صالح کے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لئے حاضر ہوا میں نے ان کے سامنے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو انہوں نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ میری قرأت کو ٹوکا پھر فرمانے لگے۔ کہ ہم نے کہا اور انہوں نے کہا۔ نہ ہم نے ان کی

بات کی طرف رجوع کیا نہ انہوں نے ہماری بات کی طرف رجوع کیا۔ اور ہم بھی عادتوں کی طرف لوٹ گئے ان باتوں میں کیا فائدہ ہے۔ یہ بات پھر میرے سامنے دہرائی۔ میں نے اپنے جی میں سوچا کہ شیخ کی مراد اس سے میں ہی ہوں۔ تو میں نے اختلافات سننے چھوڑ دیئے۔ ایک قرآن پاک پڑھانے والے سے ابو القاسم خرقی کی مختصر پڑھی۔ ابو الفضل کہتے ہیں اس کے بعد میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔ اور میں نے یقین کر لیا یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی ہے۔ اور اس بات کی تعلیم ہے۔ میں اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو حق کو پہچان کر اس کا شکریہ ادا کروں کیونکہ اس نے مجھے بدعتی عقیدہ سے سنتی عقیدہ کی طرف نکالا۔ اللہ تعالیٰ سے ہی اسلام اور سنت پر موت کے خاتمے کا سوال کیا جاتا ہے۔

ابو الحسن ہرقانی کی متکلمین کے مذہب سے توبہ کا واقعہ :

ابو الفضل کہتے ہیں۔ مجھ سے شیخ صالح ابو الحسن علی بن مختار بن علی الھرقانی نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میرا ایک ساتھی جو محمد بن خنیس کے نام سے مشہور تھا۔ جو ابو عبد اللہ قیروانی متکلم کے پاس ابن الباقلانی کی کلام کے موضوع پر ایک کتاب پڑھتا تھا [۱] میں بھی اس میں اسکے ساتھ ہو گیا۔ ایک رات میں نے امیر

---

[۱] علم کلام علم عقائد کو کہتے ہیں اور عقائد کے متعلق گفتگو کرنے والے علماء کو متکلمین کہتے ہیں۔ حضرت حسن بصری کے زمانہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے زمانہ تک متکلمین کا بہت زور شور تھا اور انکے کئی فرقے پیدا ہوئے جیسے معتزلہ، جہمیہ، معطلہ، قدریہ وغیرہ اور اہل سنت والجماعۃ۔ اہل سنت و الجماعت کے علماء کا عقائد کے کے مسائل میں موقف قرآن اور سنت کے بالکل مطابق تھا اس لئے یہ شروع اسلام سے اب تک اور قیامت تک اپنے محفوظ عقائد کے ساتھ چلتا رہے گا۔ دیگر متکلمین جو اہل سنت کے عقائد کے مقابلہ میں شدید اور غلط قسم کے اختلاف رکھتے تھے وہ اہل سنت سے نکل کر گمراہوں کے امام بنے۔ امام احمدؒ کے زمانہ میں عقائد کا ایک مسئلہ معتزلہ اور حکومت کی ملی بھگت سے مسلمانوں کی گمراہی کیلئے بڑے زور شور سے کھڑا کیا گیا اور اس میں اہل سنت کے ائمہ خصوصاً امام احمد بن حنبل کو روزانہ کوڑے لگائے جاتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا موقف اہل سنت والجماعت کے عقیدہ یہ تھا کہ قرآن اللہ کی صفت کلام ہے جبکہ معتزلہ کہتے تھے کہ باقی مخلوق کی طرح قرآن بھی مخلوق ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قرآن کو مخلوق کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے ابو الحسن ہرقانی کو متکلمین کے مذہب کی تعلیم و تعلم میں مصروف رہنے کی بجائے امام احمد کے موقف کو اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ چونکہ امام احمد بن حنبل علم کلام کی بجائے محدثین کی جماعت میں شمار

المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کو شیخ ابو سعد صوفی کی مکان کی چھت پر خواب میں دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے گرد لوگوں کا حلقہ لگا ہوا ہے۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ مجمع کیسا ہے؟ اس نے مجھے کہا یہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا تم انہیں سلام نہیں کرتے۔ میں آیا اور حلقے کو چیر کر ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہا ﴿السَّلام عَلَيْكَ يَامَوْلٰى امير المومنين و رَحْمة اللّٰه وبر كاتهٗ﴾ انہوں نے جواب دیا ﴿وَعَلَيكَ السَّلام وَرَحْمةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتهٗ﴾ اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے اٹھنے کے قریب ہوں۔ مجھ سے فرمانے لگے کیا تم کوئی عقیدہ چاہتے ہو۔ میں نے کہا اے میرے سردار جی ہاں انہوں نے فرمایا کہ احمد کے عقیدے کو اختیار کر میں نے عرض کی۔ کہ سر آنکھوں پر جب میرا وہ دوست آیا جس کے ساتھ میں نے مذہبی کلام کو سنتا تھا۔ اور اس کے ساتھ دوسرے ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا آجاؤ ابو عبد اللہ کے پاس پڑھنے کے لئے چلیں میں نے کہا آج میں مشغول ہوں۔ پھر میں شیخ ابو منصور کے پاس ان کی مسجد میں گیا اور انہیں یہ خواب سنایا۔ وہ خواب سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے میرے قریب ہو جاؤ میں ان کے قریب ہوا تو انہوں نے میری آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ اور کہا کہ تو کامیاب ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بلا کر مجھ سے کہا ان کو اپنا خواب سناؤ۔ میں نے انہیں اپنا خواب سنایا وہ کہنے لگے اس پر شکر واجب ہے۔ شیخ نے کہا میرے اوپر شکر واجب ہے میں اس پر قربان ہو جاؤں۔ اور انہوں نے سونا نکال کر روٹی اور کھجور خریدی اور ہر قرآن ختم کرنے والے کو دو روٹیاں اور ایک رطل کھجور دی اور جس نے کچھ قرآن پاک حفظ کر رکھا تھا۔ انہیں ایک روٹی اور آدھا رطل کھجور دی۔ ابو الحسن کہتے ہیں میں نے قزوینی کے پاس جانا چھوڑ دیا اس دن سے میں نے حضرت امام احمد بن حنبل اور اصحاب حدیث کے عقیدے کو اختیار کر لیا۔

کئے جاتے تھے اس لئے اس حکایت کے آخر میں جو یہ لکھا ہے کہ ابو الحسن برقانی نے اصحاب حدیث کے عقیدہ کو اختیار کر لیا اس سے یہی مراد ہے۔ امام احمد اور ان کے اصحاب حدیث سب اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر تھے۔ اصحاب حدیث کوئی مستقل گروہ اور مذہب نہیں تھا۔ (امداد اللہ انور)

توبہ کرنے والی جماعت کے واقعات

منازل بن لاحق کی توبہ کا واقعہ :

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں اپنے والد کے ساتھ اندھیری رات میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ آنکھیں سو چکی تھیں اور آوازیں بند ہو چکی تھیں۔ میرے والد نے ایک غمگین اور پریشان آدمی کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا۔

یامَنْ یُجیبُ دُعَا الْمُضطَرفی الظُلَمِ
یا کَاشِفَ الضرِّوَالْبَلْوی مَعَ السَّقَمِ

قَدْنَامَ وَفْدُكَ حوْلَ الْبیْت وَانْتَبهو
واَنْتَ عَینُكَ یا قَیوْمُ لَمْ تَنَم

هب لِیْ بجُوْدِكَ فضْلَ الْعفْوعَنْ جُرمیْ
یامَنْ الَیه اَشارَ الْخلْقُ فی الْحَرَم

انْ كانَ عفْوُك لایُدْرِكُهُ ذُوْسرفٍ
فمنْ یَجُوْدُ علی العاصیْنَ بالكرمِ

۱۔ اے اندھیروں میں پریشان کی دعا کو قبول کرنے والے اور اے بیمار کی مصیبت اور تکالیف کو کھولنے والا۔

۲۔ بیت اللہ کے گرد تیرا وفد سو چکا ہے اور (کچھ دیر بعد) بیدار ہو جائیں گے اے قیوم! تیری آنکھ نہیں سوتی۔

۳۔ میرے جرم سے اپنی سخاوت کی بدولت مجھے معافی کا فضل عطا فرما۔ اے وہ ذات کہ جس کی طرف مخلوق حرم میں جمع ہوتی ہے۔

۴۔ اگر خطاکار تیری معافی کو حاصل نہیں کر سکتے تو خطاکاروں پر کون سخاوت کرے گا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں میرے والد نے فرمایا اے بیٹے ! اپنے گناہ سے توبہ کرنے والے کی آواز سن رہے ہو جو اللہ تعالیٰ سے در گزر کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس کے پاس جاؤ۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔

حضرت حسن فرماتے ہیں میں بیت اللہ کے گرد اس کو تلاش کرنے کے لئے نکل کر چکر لگاتا رہا تو وہ مجھے نہ مل سکا۔ میں مقام ابراہیم کے پاس آیا تو وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا میں نے کہا حضور ﷺ کے چچازاد بھائی کی بات سنو۔ وہ اپنی نماز مختصر کر کے میرے ساتھ آ گیا میں نے اپنے والد کے پاس پہنچ کر کہا اے ابا جان ! یہ آدمی ہے۔ میرے والد نے اس سے پوچھا۔ تم کون ہو ؟ اس نے کہا میں عرب کا رہنے والا ہوں۔ انہوں نے پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے ؟ اس نے کہا منازل بن لاحق۔ انہوں نے پوچھا تمہارا کیا قصہ ہے وہ کہنے لگا جس آدمی کو گناہوں نے اپنا فرمانبردار بنا رکھا ہو اور عیوب نے اسے ہلاک کر ڈالا ہو اور وہ خطاؤں کے سمندر میں پھنسا ہوا اس کا کیا قصہ ہو سکتا ہے۔ میرے والد نے اس سے کہا مجھے ضرور بتانا پڑے گا۔ اپنی بات میرے سامنے واضح کرو۔ وہ کہنے لگا۔ میں جوان آدمی تھا۔ لہو ولعب سے ہٹتا ہی نہیں تھا۔ میرے والد مجھے یہ نصیحت کرتے تھے۔ اے میرے بیٹے ! جوانی کی لغزشوں سے بچو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اللہ کی ناراضگی ظالم لوگوں سے دور نہیں۔ جس قدر وہ مجھے نصیحت کرنے پر اصرار کرتے میں انہیں مارنے پر اصرار کرتا۔ ایک دن انہوں نے مجھے نصیحت پر اصرار کیا میں نے انہیں مار کر تکلیف پہنچائی۔ انہوں نے قسم کھائی میں بیت اللہ میں جا کر بیت اللہ کے پردہ کو پکڑ کر تیرے لئے بد دعا کروں گا۔ تو وہ گھر سے نکل کر بیت اللہ میں پہنچ گئے اور کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر یہ کہنے لگے۔

يَامَنْ اِلَيْهِ اَتَى الْحُجَّاجُ قَدْ قَطَعُوا
عَرضَ الْمَهْمَهِ مِنْ قُرْبٍ وَمِنْ بُعْدِ

اِنِّيْ اَتَيْتُكَ يَامَنْ لَّايُخَيِّبُ مَنْ
يَدْعُوْهُ مُبْتَهِلًا بِالْوَاحِدِ الصَّمَدِ

هٰذَا مُنَازِلُ لَايَرْتَدُّ عَنْ عَقَقِي
فَخُذْ بِحَقِّيْ يَارَحْمٰنُ مِنْ وَلَدِي

وَشُلَّ مِنْهُ بِحَوْلٍ مِنْكَ جَانِبَهٗ
يَامَنْ تَقَدَّسَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَلِدِ

۱۔ اے وہ ذات جس کے پاس حاجی لوگ دور دراز علاقے طے کر کے آتے ہیں۔
۲۔ اے وہ ذات جو اپنے سے گڑگڑا کر دعا کرنے والے کی دعا کو رد نہیں کرتی اور اے واحد الصمد میں تیرے پاس آیا ہوں۔
۳۔ یہ منازل میری نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ اے رحمٰن تو میرے بیٹے سے میرا حق وصول کر لے۔
۴۔ تو اپنی قدرت سے اس کی ایک جانب کو شل کر دے۔ اے وہ ذات جو پیدا ہونے اور پیدا کرنے سے پاک ہے۔

اس جوان نے کہا اللہ کی قسم میرے والد کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ مجھ پر یہ مصیبت واقع ہو گئی جو آپ دیکھ لیں گے۔ پھر اس نے اپنے دائیں پہلو سے کپڑا ہٹایا تو وہ خشک ہو چکا تھا۔ منازل نے کہا میں نے توبہ کی اور نافرمانی سے رجوع کر کے اپنے والد کو راضی کرتا رہا اور اس کے سامنے عاجزی کرتا رہا اور اس سے معافی مانگتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے میری یہ بات مان لی کہ جہاں انہوں نے میرے لئے بد دعا کی تھی وہیں آ کے دعا کریں گے۔ میں نے انہیں دس ماہ کی گابھن اونٹنی پر سوار کر لیا اور میں ان کے پیچھے چلتا رہا۔ جب ہم وادی

اراک ۴۳ے میں پہنچے تو درخت سے ایک پرندہ اڑا۔ جس سے اونٹنی بدکی اس نے میرے والد کو پتھروں میں پھینک دیا۔ جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور وہ فوت ہو گئے۔ میں نے انہیں وہیں دفنادیا اور ناامید ہو کر واپس آ گیا۔ مجھے سب سے بڑا غم یہ ہے کہ میں لوگوں میں اس تعبیر سے مشہور ہو جاؤں گا کہ وہ والدین کی نافرمانی کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہے۔ اس سے میرے والد نے فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارے لئے مدد آگئی۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اس سے اپنا پہلو کھولنے کو کہا۔ اور اس کے لئے بار بار دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ پہلو ایسے صحیح ہو گیا جیسے شل ہونے سے پہلے تھا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ والدین کی بددعا سے بچو کیونکہ ان کی دعا میں ترقی بھی ہے اور ہلاکت بھی ہے۔

دومۃ الجندل ا ے کی عورت کی جادو کے عمل سے توبہ کا واقعہ :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دومۃ الجندل کی ایک عورت حضور ﷺ کی وفات کے تھوڑا عرصہ بعد آپ کو تلاش کرتے کرتے آئی۔ آپ ﷺ سے جادو کی کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی۔ جس میں وہ داخل ہو گئی تھی اور اس نے خود وہ کام نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے میرے بھانجے! میں نے اسے دیکھا وہ رو رہی تھی یہاں تک کہ مجھے اس پر رحم آ گیا وہ کہہ رہی تھی کہ مجھے یہ خوف ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گی اس نے یہ واقعہ سنایا کہ میرا خاوند غائب ہو گیا۔ ایک بڑھیا میرے پاس آئی۔ میں نے اسے یہ خبر دی اس بڑھیا نے کہا میں تجھے جو کہوں اگر تو اسے کرلے تو تیرا خاوند تیرے پاس آجائے گا۔ جب رات ہوئی تو وہ بڑھیا میرے پاس دو کالے کتے لے کر آئی ایک کتے پر میں سوار ہو گئی اور دوسرے پر وہ سوار ہو

۴۳ے مکہ کے قریب ایک وادی ہے۔

ا ے دمشق سے مدینہ منورہ کے راستہ پر ساتویں منزل پر واقع ایک وادی کا نام ہے۔ جنگ صفین کے بعد حضرت ابو موسی اشعری اور حضرت عمرو بن العاص کی ملاقات بطور حکم اسی جگہ پر ہوئی تھی۔

گئی۔ ہم تھوڑی دیر میں بابل شہر پہنچ گئے۔ ہم دو مردوں کے پاس پہنچے جو الٹے لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا تو کس لئے آئی ہے میں نے کہا جادو سیکھنے کے لئے۔ انہوں نے کہا ہم تو آزمائش میں پھنسے ہوئے ہیں لہذا تو کفر نہ کر اور واپس چلی جا۔ میں نے انکار کیا اور کہا میں نہیں جاؤں گی۔ انہوں نے کہا فلاں تنور کے پاس جا کر اس میں پیشاب کرو۔ میں اس تنور کے پاس گئی تو گھبرا گئی میں نے کچھ نہ کیا اور واپس آگئی انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے پیشاب کر لیا۔ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے پوچھا کیا تو نے کوئی چیز دیکھی میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا تو اپنے شہر واپس چلی جا اور تو کفر نہ کر۔ میں نے انکار کیا۔ انہوں نے مجھے پھر کہا۔ اس تنور کے پاس جا کے اس میں پیشاب کر میں پھر چلی گئی میرے جسم میں کپکپی طاری ہو گئی اور میں ڈر گئی۔ میں ان کے پاس واپس آئی میں نے کہا میں نے پیشاب کر لیا۔ انہوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا۔ میں نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا تو جھوٹ بولتی ہے پھر تو نے کچھ نہیں کیا۔ لہذا تو اپنے شہر واپس چلی جا تو کفر نہ کر کیونکہ تو اپنے معاملے پر پکی ہے۔ میں نے جا کر تنور میں پیشاب کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار ہتھیار بند ہو کر مجھ سے نکل کر آسمان کی طرف چلا گیا اور مجھ سے اتنا غائب ہو گیا کہ میں اسے دیکھ نہ سکی۔ اور میں ان کے پاس آگئی۔ میں نے کہا میں نے پیشاب کر لیا ہے۔ انہوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے میں نے کہا میں نے گھوڑ سوار دیکھا ہے جو ہتھیار بند تھا وہ مجھ سے نکل کر آسمان کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہو گیا۔ انہوں نے کہا تو نے سچ کہا۔ یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا ہے۔ ابھی تو چلی جا۔ میں نے اس عورت سے کہا۔ اللہ کی قسم مجھے کچھ پتہ نہیں اور مجھے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ اس عورت نے کہا جی ہاں تو جو کہے گی وہی ہو جائے گا۔ یہ گندم لے کر کسی زمین میں بکھیر دے میں نے بکھیر دی پھر میں نے کہا کہ بڑی ہو جا۔ وہ بڑی ہو گئی۔ میں نے کہا مل جا وہ مل گئی پھر میں نے کہا جدا ہو جا وہ جدا ہو گئی۔ میں نے کہا خشک ہو جا وہ خشک ہو گئی۔ پھر میں نے کہا آٹا بن جا وہ آٹا بن گئی۔ پھر میں نے کہا روٹی بن جا تو وہ

روٹی بن گئی۔ جب میں نے دیکھا کہ میں جو بھی ارادہ کرتی ہوں وہ ہو جاتی ہے تو مجھے بہت ندامت ہوئی۔ اے ام المومنین! نہ میں نے کبھی کچھ کیا اور نہ ہی میں کبھی کچھ کروں گی اس نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے صحابہؓ سے پوچھا۔ حالانکہ بہت سارے صحابہؓ موجود تھے اور انہیں سمجھ نہ آیا کہ ہم اسے کیا کہیں اور سارے کے سارے بغیر علم کے اس عورت کو فتویٰ دینے سے ڈر گئے۔ ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا ان کے پاس بیٹھے ہوئے کسی اور صحابیؓ نے کہا۔ اگر تیرے والدین یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوتا اور ھشام کہا کرتے تھے کہ صحابہ کرام اھل ورع اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ اور تکلف سے دور اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کرنے سے دور رہنے والے تھے۔ پھر ھشام کہا کرتے تھے۔ اگر وہ عورت ہم جیسوں کے پاس آجائے تو وہ سب سے بڑا بیوقوف ہمیں پاتی۔ اور ہم بغیر علم کے تکلف میں پڑ جاتے۔

ایک جوان کی لہو ولعب سے توبہ کا واقعہ:

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صلہ بن اشیم صحرا میں جا کر عبادت کرتے تھے وہ کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرے جو لہو ولعب میں مشغول تھے۔ ان نوجوانوں سے پوچھنے لگے۔ مجھے ان لوگوں کے بارے میں بتاؤ جو سفر کے ارادے سے نکلے ہوں اور وہ راستے سے ہٹ کر بیٹھ جائیں اور رات کو سو جائیں۔ تو ان کا سفر کب ختم ہو گا۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ اس طرح روزانہ ان کے پاس سے گزرتے اور انہیں نصیحت کرتے۔ ایک دن ان کے پاس سے گزرے اور یہی بات کی۔ ان میں سے ایک جوان نے کہا اے قوم! اللہ کی قسم اس بات سے ہمیں ہی مراد لیتے ہیں کیونکہ ہم دن کو کھیل میں مشغول رہتے ہیں اور رات کو سو جاتے ہیں اس جوان نے صلہ بن اشیم کی بات مان لی اور وہ صلہ بن اشیم کے ساتھ مل کر ان جوانوں کے پاس آتا رہا اور ان کی صحبت میں رہ کر موت تک عبادت کرتا رہا۔

ایک نوجوان کی دنیا کی صحبت سے توبہ کرنے کا واقعہ :

حضرت جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں اور مالک بن دینار بصرہ میں جا رہے تھے۔ ہم ایک محل کے پاس سے گزرے جو تعمیر کیا جا رہا تھا ایک خوبصورت جوان بیٹھا ہوا محل کی تعمیر کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا یوں کروں اور اس طرح بناؤ۔ مجھ سے مالک بن دینار نے کہا۔ کیا تم دیکھ رہے ہو۔ یہ کیسا جوان اور خوبصورت ہے اور اس تعمیر کے اوپر حریص ہے۔ میں اپنے رب سے اس جوان کے اس محل سے چھٹکارے کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ اسے جنت کے جوانوں سے بنادے۔ اے جعفر! مجھے اس کے پاس لے چلو۔

جعفر کہتے ہیں ہم نے اس کے پاس پہنچ کر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور وہ مالک بن دینار کو نہیں پہچانتا تھا۔ جب لوگوں نے تعارف کرایا تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ اس محل پر تمہارا کتنے پیسے خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس جوان نے کہا کہ ایک لاکھ درہم۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا تم یہ مال مجھے نہیں دیتے میں اسے اس کے مصرف میں خرچ کروں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے اس محل سے اچھے محل کا ضامن بن جاؤں۔ جس میں خادم بھی ہوں گے جس کے گنبد اور خیمے سرخ یاقوت کے ہوں گے اور جواہر سے مزین ہوں گے۔ اس کی مٹی زعفران ہو گی۔ اور اس کا گارا مشک ہو گا۔ تیرے اس محل سے بہت بڑا ہو گا۔ جو کبھی بوسیدہ نہیں ہو گا۔ جسے ہاتھوں نے اور تعمیر کرنے والوں نے نہیں بنایا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے امر کُن سے بنایا ہے۔ اس جوان نے کہا آپ مجھے آج رات مہلت دیں اور صبح میرے پاس تشریف لے آئیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ رات کو جوان کے بارے میں فکر مند رہے۔ سحری کے وقت اُٹھ کر جوان کے لئے بہت دعا کی۔ صبح کو ہم جوان کے پاس گئے تو وہ بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کو آتا ہوا دیکھا تو جلدی سے ان کے پاس آ گیا اور کہنے لگا کہ

آپ نے کل جو وعدہ کیا تھا کیا آپ اسے پورا کریں گے۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جی ہاں۔ اس نے درہم حاضر کر دیئے اور حضرت مالک نے کاپی قلم منگوا کر یہ لکھا۔﴿بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم هٰذَا مَاضَمِنَ مَالِكُ بنُ دِینارٍ لِفُلَانِ بنْ فُلَانٍ اِنِیّ ضَمِنْتُ لَكَ عَلَی اللّٰہ قَصْراًبَدَلَ قَصْرِكَ بِصِفَتِہٖ كَمَا وَصَفْتُ وَالزِّیَادۃ عَلَی اللّٰہِ وَاشْتَرَیْتُ لَكَ بِھٰذَا الْمَالِ قَصْراً فِی الْجَنَّۃِ اَفْیَحَ مِن ظِلٍّ ظَلِیْلٍ بِقُرْبِ الْعَزِیْزِ الْجَلِیْلِ﴾ (یہ مالک بن دینار کی فلاں بن فلاں کے لئے ضمانت ہے۔ میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ پر تمہارے محل کے بدلے میں ایسے محل کا ضامن ہوں جس کی صفات میں نے بیان کیں اور زیادتی اللہ پر ہے اور میں نے تیرے اس محل کے بدلے جنت کا محل خرید لیا جو بہت کشادہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں ہوگا) پھر یہ کاغذ بند کر کے اس جوان کو دے دیا۔ ہم نے مال اٹھا لیا۔ شام کو مالک بن دینار کے پاس صرف ایک رات کی روزی کی مقدار مال باقی رہ گیا۔ جوان پر چالیس راتیں نہیں گزری تھیں ایک دن مالک بن دینار صبح کی نماز پڑھ کر ہٹے تو پرچہ محراب میں پڑا ہوا تھا۔ مالک بن دینار نے اسے اٹھا کر کھولا اس کے دوسری طرف سیاہی کے بغیر لکھا ہوا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مالک بن دینار کے لئے ابرأت ہے ہم نے جوان کو وہ محل دے دیا جس کے تم ضامن بنے تھے اور ستر گنا زیادہ دیا۔ مالک بن دینار حیران ہو گئے اور وہ پرچہ لے کر ہم اس جوان کے گھر پہنچے تو دروازے پر سیاہی ملی ہوئی تھی اور اندر سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے پوچھا اس جوان کا کیا بنا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ گذشتہ رات فوت ہو گیا ہے۔ ہم نے غسل دینے والے کو بلا کر پوچھا کیا تو نے ہی اسے غسل دیا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت مالک نے پوچھا۔ ہمیں بتاؤ تم نے کیسے غسل دیا تھا۔ اس نے کہا اس جوان نے موت سے پہلے مجھے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں تم مجھے کفنانا اور میرے کفن اور جسم کے درمیان یہ پرچہ رکھ دینا۔ میں نے پرچہ ان کے کفن میں رکھ کر انہیں دفنایا تھا۔ تو حضرت مالک نے وہ پرچہ نکالا وہ غسل دینے والا کہنے لگا۔ اس ذات کی قسم جس نے اس کی روح قبض کی ہے یہی

وہ پرچہ ہے جسے میں نے اس کے کفن میں اپنے ہاتھ سے رکھا تھا۔
راوی کہتے ہیں پھر لوگ رونے لگے ایک جوان کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے مالک! مجھ سے دو لاکھ درہم لے لو اور میرے لئے بھی ایسے محل کے ضامن بن جاؤ۔ حضرت مالک نے فرمایا وہ وقت دور ہو چکا۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مالک جب کبھی اس جوان کا تذکرہ کرتے تو رو پڑتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔

محل والے فوجی کی گانے اور لہو ولعب سے توبہ کا واقعہ :

ابو اسحاق ھروی کہتے ہیں کہ میں بصرہ میں ابن خیوطی کے ساتھ تھا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کھڑا ہو ہم اُبلہ ۴۷ ؎ چلتے ہیں۔ جب ہم ابلہ کے قریب پہنچے تو ہم رات کے وقت ابلہ کے کنارے جا رہے تھے۔ چاند چمک رہا تھا ہم جندی کے ایک محل کے پاس سے گزرے اس محل میں ایک باندی بانسری بجا کر گانا گا رہی تھی اور محل کے ایک جانب چاند کے اندھیرے میں دو کپڑے پہنے ہوئے ایک فقیر باندی کی آواز سن رہا تھا اور باندی یہ کہہ رہی تھی۔

كُلَّ يَوْمٍ تَتَلَوَّنْ
غَيْرُ هٰذَابِكَ اَجمَلْ

تو ہر دن مختلف رنگوں میں ہوتا ہے۔ تیرے لئے اس کے علاوہ زیادہ مناسب ہے۔
فقیر نے زور سے کہا اپنی بات کو دہرا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا یہی حال ہے۔
باندی والے نے فقیر کو دیکھ کر باندی سے کہا بانسری چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا کیونکہ یہ صوفی ہے۔ باندی وہی شعر کہتی رہی۔ اور فقیر کہتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا یہی حال ہے اور یہ بات دہراتے دہراتے فقیر نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا ہم نے اسے ہلایا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ جب محل والے نے فقیر کی

۴۷ ؎ ایک قدیم شہر کا نام ہے جو دریاء دجلہ کے کنارے اس نہر کے پہلو میں واقع تھا جو شہر میں داخل ہوتی ہے۔ یہ شہر بصرہ سے بہت پرانا ہے یہ کسی دور میں سپانیہ کی حدود میں شامل رہا ہے چالیس ہزار کی آبادی تھی۔

موت کے بارے میں سنا تو نیچے اتر کر فقیر کی میت کو محل میں لے گیا اور ہم بہت غمگین ہوئے اور ہم نے سوچا کہ یہ اس فقیر کو ناجائز طریقے سے کفنائے گا جندی اوپر چڑھ گیا اور اپنے سامنے لہو ولعب کی پڑی ہوئی تمام چیزوں کو توڑ دیا۔ پھر ہم نے خیال کیا کہ اس میں خیر ہی ہے ہم ابلہ چلے گئے۔ رات کو ہم نے لوگوں کو بتایا۔ صبح کو ہم محل کی طرف آئے اور لوگ ہر طرف سے جنازے کے لئے آرہے تھے۔ گویا کہ بصرہ میں اعلان کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ قاضی اور حکام وغیرہ جنازے میں شریک ہوئے اور وہ جندی جنازے کے پیچھے پیچھے ننگے سر، ننگے پاؤں چل رہا تھا۔ جب اس فقیر کو دفنا دیا گیا اور لوگ واپس آنے لگے تو جندی نے قاضی سے اور باقی موجودہ لوگوں سے کہا۔ تم گواہ ہو جاؤ کہ میری باندی اللہ کے لئے آزاد ہے اور میری جائیداد اور میرا سامان اللہ کے راستے میں وقف ہے اور میرے ایک صندوق میں چار لاکھ دینار ہیں وہ اللہ کے راستے میں صدقہ ہیں۔ پھر اپنے جسم کے کپڑے اتار کر پھینک دیئے۔ صرف ایک شلوار جسم پر باقی رہی۔ قاضی کہنے لگا ۔ میرے پاس دو چادریں ہیں جو بالکل حلال ہیں۔ انہیں تم قبول کر لو۔ اس نے کہا جیسے آپ فرمائیں۔ جندی نے چادریں لے کر ایک کا تہہ بند بنا لیا اور ایک کو اوپر ڈال کر چہرے پر کر لیا۔ میت پر رونے کی بہ نسبت لوگ جندی پر زیادہ روئے۔

بادشاہ کے ایک مشیر کی گناہوں سے توبہ کرنے کا واقعہ:

حضرت مالک بن دینارؒ سے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی گناہوں میں مشغول رہتا تھا۔ پڑوسی میرے پاس اس کی شکایت لے کر آئے۔ ہم نے اس کے پاس جاکر کہا کہ پڑوسیوں کو تم سے شکایت ہے۔ لہذا تم اس محلے سے نکل کر کسی اور محلے کا راستہ اختیار کرو۔ اس نے کہا۔ میں اپنے اسی گھر میں رہوں گا اس سے نہ نکلوں گا۔ ہم نے کہا اپنا گھر بیچ دو۔ اس نے کہا میں اپنی ملکیت نہیں بیچوں گا۔ ہم نے کہا ہم بادشاہ کو تیری شکایت کریں گے۔ اس نے کہا میں بادشاہ کا مشیر ہوں۔ ہم نے کہا ہم تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے بددعا کریں گے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بہ نسبت میرے اوپر زیادہ مہربان ہے۔ مالک بن دینار

کہتے ہیں رات کو میں کھڑا ہوا اور نماز پڑھ کر اس کے لئے بد دعا کی۔ مجھے ایک آواز آئی اس کے لئے بد دعا نہ کرو۔ کیونکہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ میں اس کے گھر کے دروازے پر آیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ گھر سے باہر نکلا۔ اس نے یہ گمان کیا شاید میں اسے محل سے نکالنے کے لئے آیا ہوں لہٰذا اس نے معذرت کرنے والے کی طرح بات کی۔ میں نے اسے کہا میں اس لئے نہیں آیا لیکن میں نے اس طرح دیکھا وہ رو پڑا اور کہنے لگا کہ اس کے بعد میں نے توبہ کرلی تھی۔ پھر وہ شہر سے نکل گیا۔ پھر اس کے بعد میں نے اسے نہ دیکھا۔ مجھے حج کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ میں مسجد حرام میں داخل ہوا۔ میں لوگوں کا ایک حلقہ دیکھ کر ان کی طرف آیا تو میں نے اسے دیکھا تو وہ زمین پر پڑا ہوا اور بیمار ہے۔ تھوڑی دیر بعد لوگوں نے کہا کہ جوان فوت ہو گیا ہے۔

ازدکان کے ایک جوان کی مخنث بننے سے توبہ کا واقعہ :

رجائن میسور مجاشعی کہتے ہیں ہم صالح مری کی مجلس میں تھے وہ ہم سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک جوان سے کہا کہ پڑھو۔ جوان نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِالْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ ۷۵۔ (اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرائیے۔ جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے گھٹ گھٹ جائیں گے۔ ظالموں کا یہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے ۷۶۔ صالح اس آیت پر اس کی قرأت مد کر کے کہنے لگے ظالم کا کیسے کوئی دوست اور سفارشی ہو سکتا ہے جبکہ اس سے مطالبہ کرنے والا رب العالمین ہو۔ اللہ کی قسم اگر تو ظالموں اور گناہگاروں کو دیکھے جو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر جہنم کی طرف کھینچے جائیں گے۔ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے، ان کے چہرے کالے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ ان

۷۵۔ سورۃ المؤمن آیت ۱۸
۷۶۔ بیان القرآن ج ۱۰ ص ۳۶

کے جسم پگھل رہے ہوں گے۔ اور وہ پکاریں گے۔ ہائے ہم ہلاک ہو گئے۔ کیا مصیبت ہم پر ٹوٹ پڑی۔ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے اور ہم سے کیا کیا جائے گا۔ اور فرشتے انہیں آگ کے ہتھوڑے مار مار کر کھینچ کر لے جائیں گے۔ کبھی انہیں منہ کے بل گرا کر گھسیٹا جائے گا اور کبھی انہیں الٹا گھسیٹا جائے گا اور کبھی انہیں بیڑیوں میں ڈال کر گھسیٹا جائے گا۔ آنسو ختم ہونے کے بعد خون کے آنسو بہائیں گے اور بعض چیخیں گے کہ دل ختم ہو جائے گا اور پریشان ہوں گے۔ اللہ کی قسم اگر تو انہیں اس حال میں دیکھے گا تو تیری آنکھ انہیں دیکھنے کے لئے نہیں ٹک سکے گی اور تیرا دل انہیں دیکھنے کے لئے نہیں جم سکے گا اور اس منظر کی ہولناکی کی وجہ سے تیرے قدم مضبوط نہیں رہ سکیں گے پھر بلند آواز سے چیخ ماری۔ ہائے کیا ہی برا منظر ہو گا۔ کیا بُرا ٹھکانہ ہو گا۔ اور روئے اور دوسرے لوگ بھی رو پڑے۔ ازدکان کا ایک جوان جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ اے ابو بشر! کیا قیامت کے دن یہ سب کچھ ہو گا؟ صلاح مری نے کہا جی ہاں اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم اس سے بھی زیادہ ہو گا اور مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ وہ جہنم میں اتنا چیخیں گے کہ ان کی آوازیں ختم ہو جائیں گی۔ ان کی آواز مریض کے کراہنے کی طرح ہو جائے گی۔ اس جوان نے چیخ ماری۔ اور کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ ہائے میں زندگی کے دنوں میں اپنے آپ سے غافل رہا۔ اے میرے سردار! تیری اطاعت میں میری سرکشی پر افسوس ہے اور دنیا کے گھر میں اپنی عمر ضائع کرنے پر افسوس ہے۔ پھر وہ رویا اور قبلہ رخ ہو کر یہ دعا کی۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَقْبِلُكَ فِیْ یَوْمِیْ هٰذَا بِتَوْبَةٍ لَایُخَالِطُهَا رِیَاءً لِغَیْرِكَ . اَللّٰهُمَّ فَاقْبَلْنِیْ عَلٰی مَا كَانَ فِیَّ وَاعْفُ عَمَّا تَقَدَّمَ مِنْ فِعْلِیْ وَأَقِلْنِیْ عَثْرَتِیْ وَارْحَمْنِیْ وَمَنْ حَضَرَنِیْ وَتَفَضَّلْ عَلَیْنَا بِجُوْدِكَ وَكَرَمِكَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ لَكَ اَلْقَیْتُ مَعَاقِدَالاٰ ثَامِ مِنْ عُنُقِیْ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ بِجَمِیْعِ جَوَارِ حِیْ صَادِ قاً لِذٰلِكَ قَلْبِیْ فَالْوَیْلُ لِیْ اِنْ لَّمْ تَقْبَلْنِیْ﴾

(اے اللہ! آج میں تیری طرف متوجہ ہو کر ایسی توبہ کرتا ہوں جس میں تیرے

غیر کا دکھلد وا ملا ہوا نہ ہو۔ اے اللہ! میرے گناہوں سے میری توبہ کو قبول فرما اور میرے گذشتہ کردار کو معاف فرما اور میری لغزش سے درگزر فرما۔ مجھ پر اور تمام موجودین پر رحم فرما۔ اپنی سخاوت اور اپنے کرم کے ساتھ ہم پر فضل فرما۔ اے ارحم الراحمین! تیرے سامنے اپنی گردن سے گناہوں کی گرہ کھولتا ہوں۔ اور اپنے تمام اعضاء کے ساتھ تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ میں اس توبہ میں دل سے سچا ہوں۔ اگر تو نے میری توبہ قبول نہ کی تو میرے لئے ہلاکت ہے) پھر وہ جوان بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اسی حالت میں اسے لوگوں کے درمیان اٹھایا گیا۔ صالح اور اسکے بھائی کچھ دن اس کی عیادت کرتے رہے۔ پڑھ اس کا انتقال ہو گیا بہت لوگ اسکے جنازے پر حاضر ہوئے اور اس کے لئے بہت لوگوں نے دعا کی۔ صالح مری اکثر اپنی مجلس میں اس کا تذکرہ فرماتے تھے اور کہتے تھے وہ قرآن کا مارا ہوا ہے۔ وہ نصیحت اور غموں کا مارا ہوا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اسے خواب میں دیکھا۔ اس نے پوچھا۔ تمہارا کیا بنا۔ اس جوان نے کہا کہ صالح کی مجلس کی برکت نے مجھے لپیٹ لیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت میں داخل ہو گیا جو ہر چیز پر وسیع ہے۔

ایک عورت کی توبہ کا واقعہ جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی:

وھیب بن ورد کہتے ہیں کہ ایک عورت ایک دن بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی اے میرے رب! لذتیں ختم ہو گئیں اور جرمانے باقی رہ گئے۔ اے میرے رب! تو پاک ہے۔ تیری عزت کی قسم تو ارحم الراحمین ہے۔ اے میرے رب! تیرا عذاب صرف جہنم ہے۔ اس کو اپنی ایک ساتھن نے کہا۔ اے میری بہن! کیا تو آج اپنے رب کے گھر میں داخل ہوئی ہے اس نے کہا۔ اللہ کی قسم میں ان دونوں پاؤں کو اپنے رب کے گھر کے گرد طواف کرنے کا اہل نہیں سمجھتی۔ تو میں ان کو اس کا کیسے اہل سمجھوں کہ ان دونوں سے اپنے رب کے گھر کو روندوں۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ یہ قدم کہاں کہاں چلے ہیں۔

ایک آدمی کی اپنی غلطی سے توبہ کا واقعہ :

ابراہیم بن حارثؒ کہتے ہیں ایک آدمی بہت روتا تھا۔ اس سے اس بارے میں پوچھا گیا اس نے کہا کہ میری اپنی ذات پر جنایت کی یاد مجھے رلاتی ہے۔ جس وقت میں نے اپنے دیکھنے والے سے خیانہ کی۔ حالانکہ وہ مجھے سزا دینے کا مالک تھا۔ اس نے مجھے ہمیشہ کی سزا کے دن تک مؤخر کیا۔ اور ہمیشہ رہنے والی سزا کے دن تک مجھے مہلت دے دی۔ اللہ کی قسم اگر قیامت کے دن مجھے یہ اختیار دیا جائے کہ جیسے تم چاہو اس کے مطابق تمہارا حساب کیا جائے گا یا تمہیں جنت کی طرف بھیج دیا جائے یا تمہیں مٹی بنادیا جائے۔ تو میں مٹی بننے کو پسند کروں گا۔

مدینہ کے ایک جوان کی اپنی والدہ کے ہاتھ پر لہو ولعب سے توبہ کا واقعہ :

صالح بن عمرؒ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے یہ واقعہ سنایا کہ مدینہ میں ایک عابدہ عورت تھی جس کا بیٹا لہو ولعب میں مشغول رہتا تھا اور اہلِ مدینہ کو بھی مشغول رکھتا تھا۔ اس کی ماں اسے نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی اے میرے بیٹے! اپنے سے پہلے غافلوں کے پچھاڑنے کو یاد کرو۔ اور اپنے سے پہلے غلط چلنے والوں کے انجام کو یاد کرو اور موت کے واقع ہونے کو یاد کرو۔ جب اس کی ماں نصیحت کرنے میں اس پر اصرار کرتی تو وہ یہ کہتا۔

كُفِّي عَنِ التَّعذَالِ واللَّوم
وَاسْتَيْقِظِي مِنْ سِنَةِ النَّومِ

اِنِّيْ وَاِنْ تَابَعْتُ فِيْ لَذَّتِيْ
قَلْبِيْ وَعَاصِيتُكِ فِيْ لَوْمِيْ

اَرْجُوْ مِنْ اَفْضَالِهِ تَوبَةً
تَنْقُلُ مِنْ قَوْمٍ اِلىٰ قَوْم

۱۔ مجھے ملامت کرنے سے رک جا اور خود سالوں کی نیند سے بیدار ہو جا۔
۲۔ میں نے اگر چہ اپنے دل کو اپنی خواہش کے تابع کر رکھا ہے اور ملامت سے تیرا نافرمان بنا ہوا ہوں۔
۳۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی توبہ کی امید رکھتا ہوں جو ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہوتی ہے۔

وہ اسی حال میں تھا کہ اہلِ حجاز کے وعظ کرنے والے ابو عامر بنانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور ان کا آنا رمضان کے مہینے میں ہوا۔ ان کے بھائیوں نے ان سے حضور علیہ ﷺ کی مسجد میں بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ وہ جمعہ کی رات تراویح ختم ہونے کے بعد بیٹھ گئے اور لوگ جمع ہو گئے یہ جوان بھی آکر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابو عامر وعظ و نصیحت کرتے رہے اور ڈراتے رہے اور خوشخبریاں سناتے رہے۔ یہاں تک کہ دل خوف سے مردہ ہو گئے اور نفس جنت کے مشتاق بن گئے۔ اس جوان کے دل میں ان کی نصیحت اثر کر گئی۔ اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ یہ اُٹھ کر اپنی ماں کے پاس جا کر بہت دیر تک روتا رہا۔ پھر یہ اشعار کہے۔

زَمَمْتُ لِلتَّوْبَةِ اَجْمَالِيْ
وَرُحْتُ قَدْ طَاوَعْتُ عُذَّالِيْ

وَاُبْتُ وَالتَّوْبَةُ قَدْ فَتَحَتْ
مِنْ كُلِّ عضوٍ لِيْ اَقْفَالِيْ

لَمَّا حَدا الْحَادِيْ بِقَلْبِيْ اِلٰى
طَاعَةِ رَبِّيْ فَكَّ اَغْلَالِيْ

اَجَبْتُهٗ لَبَّيْكَ مِنْ مُوْقِظٍ
نَبَّهَ بِالتَّذْكَارِ اَغْفَالِيْ

یَاأُمَّ هَلْ یَقْبَلُنِیْ سَیِّدِیْ
عَلیٰ الَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنْ حَالِیْ

وَاسَوْءَ تَا اِنْ رَدَّنِیْ خَائِباً
رَبِّیَ وَلَمْ یَرْضِ بِاقْبَالِیْ

۱۔ میں نے توبہ کا پکا ارادہ کر لیا اور اپنی ملامت کرنے والے کی میں نے اطاعت کر لی ہے۔
۲۔ اور میں نے توبہ کر لی اور توبہ نے میرے ہر عضو سے تالے کھول دیئے۔
۳۔ جب حدی پڑھنے والے نے میرے دل کے لئے میرے رب کی اطاعت کی طرف حدی پڑھی تو اس نے میری ہتھکڑیاں کھول دیں۔
۴۔ میں نے اسے جواب دیا لبیک میں حاضر ہوں اے وہ نصیحت کرنے والے! جس نے نصیحت کے ذریعے مجھے غفلت سے بیدار کیا۔
۵۔ اے میری ماں! کیا میرا سردار میرے گذشتہ حال سے توبہ قبول کرلے گا۔
۶۔ میں بد نصیب ہوں گا اگر میرا رب مجھے ناکام لوٹا دے اور میرے آنے پر راضی نہ ہو۔

پھر اس نے عبادت کے لئے کمر کس لی اور اس میں لگ گیا وہ تراویح کے بعد افطار کرتا اور سورج نکلنے کے بعد سوتا تھا۔ ایک رات اس کی ماں اس کے پاس افطاری لے آئی تو وہ افطاری کرنے سے رُک گیا اور کہا مجھے بخار کا درد محسوس ہو رہا ہے اور میرا یہ گمان ہے کہ موت قریب آچکی ہے پھر وہ اپنی عبادت گاہ کی طرف چلا گیا اور اس کی زبان ذکر میں مشغول رہی۔ چار دن اسی حال میں رہا پھر ایک دن قبلہ رخ ہو کر کہنے لگا۔ ﴿اِلٰھِیْ عَصَیْتُكَ قَوِیّاً وَاَطَعْتُكَ ضَعِیفاً وَأَسْخَطتُكَ جَلْداً وَخَدَمْتُكَ نَحِیْفاً فَلَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ قَبِلْتَنِی؟﴾ (اے اللہ! میں نے قوت کے زمانے میں تیری نافرمانی کی۔ کمزوری کے زمانے میں تیری اطاعت کی اور قوت کے زمانے میں تجھے ناراض کیا، کمزوری کے زمانے میں تیری خدمت

کی۔ کاش مجھے پتہ چل جاتا کہ تو نے میری توبہ قبول کر لی ہے؟ پھر بے ہوش ہو کر گر گیا اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ اس کی ماں اٹھ کر اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے میرے دل کے ٹکڑے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! مجھے کوئی جواب تو دو۔ وہ ہوش میں آ کر کہنے لگا یہ وہ دن ہے جس سے تو مجھے ڈراتی تھی یہ وہ وقت ہے جس سے تو مجھے خوف دلاتی تھی۔ میرے خالی دنوں پر میرے لئے افسوس ہے اے میری ماں! میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میرے جہنم میں رہنے کی مدت لمبی ہو جائے۔ اے میری ماں! تجھے اللہ کا واسطہ کھڑی ہو کر اپنا پاؤں میرے رخسار پر رکھ تاکہ میں ذلت کا مزہ چکھ لوں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے اوپر رحم کر دے۔ ماں نے کھڑے ہو کر اپنا پاؤں اس کے رخسار پر رکھا تو وہ کہنے لگا۔ کہ بدکردار کی یہی سزا ہے پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں نے اسے جمعہ کی رات کو خواب میں دیکھا گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اس نے کہا میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس جوان نے کہا اللہ تعالیٰ نے بہتر معاملہ کیا اور میرے درجے کو بلند فرمادیا۔ ماں نے کہا تو اپنی موت سے پہلے کیا کہتا تھا؟ اس نے کہا مجھے ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ رحمٰن کی بات کا جواب دو تو میں نے جواب دیا۔ اس کی ماں کہتی ہے میں نے پوچھا ابو عامر کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ تو بہت اوپر چلے گئے ہم کہاں ابو عامر کو پہنچ سکتے ہیں۔

حَلَّ اَبُوْ عَامِرٍ فِیْ قُبَّۃٍ
وطَدَھَا ذُوالْعَرْشِ لِلنَّاسِ

بَیْنَ جَوَارٍ کَالدُّمٰی خُرَّدٍ
یَسْقِیْنَہٗ بِالْکَأْسِ وَالطَّأْسِ

یَقُلْنَ بِالتَّرْخِیْمِ خُذْھَا فَقَدْ
ھُنِّیْتَھَا یَاوَاعِظَ النَّاسِ

۱۔ ابو عامر ایسے محل میں رہتا ہے جسے عرش والے نے لوگوں کے لئے پائیدار بنایا ہے۔

۲۔ وہ ایسی لڑکیوں کے درمیان ہے جو گویا گھڑی گئی ہیں اور کنواری ہیں۔ وہ لڑکیاں اسے پیالے سے پلاتی ہیں۔

۳۔ بڑی نرم آواز سے کہتی ہیں اس کو لے لو۔ تمہیں یہ مبارک ہو اے لوگوں کو نصیحت کرنے والے۔

دینار العیار کی اپنی والدہ کے ہاتھ پر توبہ کا واقعہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی دینار العیار کے نام سے مشہور تھا اس کی والدہ اسے نصیحت کرتی وہ والدہ کی نصیحت کو قبول نہ کرتا۔ ایک دن ایک قبرستان میں آیا۔ جہاں بہت ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بوسیدہ ہڈی اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں ریزہ ریزہ ہو گئی۔ اس نے اپنے دل میں سوچا اور اپنے جی میں کہا تیرا ناس ہو جائے کل کو تیری ہڈیاں بھی اس طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اور جسم مٹی ہو جائے گا اور آج کے دن تو گناہوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ شرمندہ ہوا اور توبہ کا پختہ ارادہ کر لیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا۔ اے اللہ! میں نے اپنے سارے معاملات تیرے حوالے کر دیئے۔ تو میری توبہ قبول کر اور میرے اوپر رحم فرما۔ پھر وہ اپنی والدہ کی طرف گیا۔ اس کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ دل ٹوٹا ہوا تھا۔ ماں سے پوچھا کہ جب بھگوڑے غلام کے ساتھ جب اس کا مالک اسے پکڑے تو کیا سلوک کیا جاتا ہے اس کی والدہ نے کہا اس کا لباس اور کھانا سخت کر دیا جاتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ وہ کہنے لگا مجھے ایک اونی جبہ اور کچھ جو چاہئیں۔ اور تو میرے ساتھ ویسا سلوک کر جیسے بھگوڑے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ شاید میرا مولا میری ذلت کو دیکھ کر مجھ پر رحم کرے۔ جو اس نے مانگا۔ ماں نے وہ دے دیا۔ جب رات چھا گئی تو وہ رونے لگا اور اپنے آپ سے کہنے لگا اے دینار! تیرا ناس ہو۔ کیا تجھ میں آگ کو برداشت کرنے کی طاقت ہے؟ تو جبار کے

غصے کے کیسے در پے ہوا۔ صبح تک اس طرح کہتا رہا۔ ایک رات اس کی ماں نے اس سے کہا۔ اپنی جان کے ساتھ نرمی کر۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تھوڑا سا تھک لوں تاکہ لمبا زمانہ آرام کر سکوں۔ اے اماں جان! اللہ تعالیٰ کے سامنے میرا کھڑا ہونا بہت لمبا ہوگا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بارے میں بڑے سائے کا حکم کیا جائے گا یا برے ٹھکانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور مجھے ایسی تھکن کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں اور ایسی ڈانٹ کا خوف ہے جس کے ساتھ کوئی معافی نہیں۔ اس کی والدہ نے کہا تھوڑا سا آرام کر لے اس جوان نے کہا۔ میں آرام ہی ڈھونڈ رہا ہوں۔ کیا تو میرے لئے رہائی کی ضامن بنتی ہے۔ اس کی والدہ نے کہا پھر میرا ضامن کون بنے گا۔ اس جوان نے کہا پھر تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ اے اماں جان! تو کل ایسی مخلوق کے ساتھ ہوگی جنہیں جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور مجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس کی ماں ایک رات اس کے پاس سے گزری تو وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ۷۷ ؎

(میرے رب کی قسم ان سب سے اس کے متعلق پوچھیں گے جو وہ کرتے تھے)

اس نے اس آیت کے بارے میں سوچا اور رویا اور سانپ کی طرح بے قرار ہونے لگا۔ یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس کی ماں نے اس کے پاس آ کر آواز دی۔ اس جوان نے ماں کو کوئی جواب نہ دیا۔ ماں نے کہا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! میری اور تیری ملاقات کہاں ہوگی۔ اس نے نہایت پست آواز سے کہا اگر تو مجھے میدان محشر میں نہ پا سکے تو داروغہ جہنم سے میرا پوچھ لینا پھر ایک چیخ ماری اور اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں نے اسے غسل دیا اور کفنایا اور باہر نکل کر اعلان کیا اے لوگو! جہنم کے مارے ہوئے پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آؤ۔ اس دن کے بعد اس سے زیادہ مجمع اور اس سے زیادہ آنسو بہانے والا نہ دیکھا گیا۔

---

۷۷ ؎ سورۃ الحجر آیت ۹۲، ۹۳

ایک آدمی کی گانے والی باندی کی محبت سے توبہ کرنے کا واقعہ:

علی بن حسین کہتے ہیں ہمارا ایک عابد پڑوسی تھا۔ وہ مجاہدہ سے دوسرے عابدوں سے آگے بڑھ گیا تھا۔ نماز پڑھنے کی وجہ سے اس کے پاؤں سوج گئے تھے۔ اور رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں مریض ہو گئی تھیں۔ اس کے گھر والے اور اس کے پڑوسی جمع ہو کر اس کی شادی کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے تو اس نے ایک باندی خریدلی جو گانا گاتی تھی اور انہیں پتہ نہیں تھا۔ ایک دن وہ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو باندی بلند آواز سے گانا گارہی تھی۔ جسے سن کر اس کی عقل زائل ہو گئی۔ وہ پرانی ترتیب کی طرح عبادت کرنے لگا۔ تو اس کی ہمت نہ ہو سکی۔ اس کی باندی نے آ کر اسے کہا اے میرے آقا تم نے اپنی جوانی پرانی کر دی۔ اور اپنی زندگی میں دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیا کچھ مجھ سے نفع حاصل کر لیں وہ عابد اس کی بات کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور خواہشات میں لگ کر عبادت چھوڑ دی۔ اس کے بھائی کو جو اس جیسا عابد تھا۔ اس کی اطلاع ملی۔ تو اس نے اپنے اس بھائی کی طرف خط لکھا۔

بسم اللہ کے بعد لکھا۔ کہ یہ خط خیر خواہ مہربان اور حکیم اور شفقت کرنے والے کی طرف سے اس بھائی کی طرف جس سے ذکر کی حلاوت اور قرآن پاک کی لذت اور اللہ کے سامنے جھکنا اور آخرت کا غم چھین لیا گیا۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ آپ نے اپنی آخرت بیچ کر ایک باندی خریدی ہے۔ اگر آپ نے تھوڑے کے بدلے میں زیادہ کو اور غلام کے بدلے قرآن کو بیچا ہے۔ تو میں آپ کو لذتوں کو توڑنے والی (موت) اور خواہشات کو مکدر کر دینے والی اور اولادوں کو یتیم کر دینے والی چیز سے ڈراتا ہوں۔ وہ ایسے اچانک آئے گی کہ آپ کی زبان کو گونگا کر دے گی۔ اور آپ کے اعضاء کو بے حرکت کر دے گی اور کفن کو آپ کے قریب کر دے گی۔ اور آپ کے اہل اور پڑوسیوں کو آپ پر جمع کر دے گی۔ اور میں آپ کو اس چیخ سے ڈراتا ہوں جس وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے اُمتیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ اے

میرے بھائی تو بچ جا۔ غضب ناک بادشاہ سے تجھے کیا چیز چھڑائے گی۔

پھر یہ خط بند کر کے اپنے بھائی کی طرف بھیج دیا۔ جب اسے خط ملا تو وہ اپنے سرور کی مجلس میں تھا۔ خط پڑھ کر اس کا سانس اکھڑنے لگا۔ اور اس خط نے اسے اس سرور سے غافل کر دیا۔ وہ مجلس سے جلدی اٹھا۔ اور شراب کے برتن توڑ دیئے۔ اور باندی کو چھوڑ دیا۔ اور یہ قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا اور نہ ہی سوؤں گا۔ اس کو نصیحت کرنے والا بھائی کہتا ہے اس کے انتقال کے تین دن بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا میں ایسے رب کے پاس پہنچا جو کریم ہے۔ جس نے جنت کو ہمارے لئے جائز کر دیا۔ اور یہ اشعار کہے۔

اَللّٰه عَوَّضَنِیْ ذُوالْعَرْشِ جَارِیَةً
حَوْرَآءَ تَسْقِیْنِیْ طَوراً وَتُهَنِّیْنِیْ

تَقُوْلُ لِیْ اِشْرَبْ بِمَا قَدْكُنْتَ تَاْمُلُنِیْ
وَقِرَّ عَیْناً مَعَ الْوِلْدَانِ وَالْعِیْنِ

یَامَنْ تَخَلّٰی عَنِ الدُّنْیَا وَاَزْعَجَهٗ
عَنِ الْخَطَایَا وَعِیْدٌ فِی الطَّوَاسِیْنِ

۱۔ عرش والے اللہ نے مجھے باندی کے بدلے ایسی حوریں دی ہیں۔ جو کبھی مجھے پلاتی ہیں اور کبھی مجھے خوش آمدید کہتی ہیں۔

۲۔ مجھے کہتی ہیں تو پی لے اس وجہ سے کہ تم میری امید رکھتے تھے۔ اور بچوں سے اور حور عین سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔

۳۔ اے وہ شخص جو دنیا سے علیحدہ رہے۔ اور اسے طواسین ۷۸ سے میں کی گئی وعیدوں نے گناہوں سے ہٹائے رکھا۔

---

۷۸ ۔ وہ سورتیں جن کے شروع میں طٰس آتا ہے۔

ایک جوان اور اس کی بیوی کا سری سقطی کے سامنے توبہ کا واقعہ :

حضرت سری سقطی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن مدینہ کی جامع مسجد میں بات کر رہا تھا۔ ایک خوبصورت عمدہ لباس پہنے ہوئے نوجوان میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ اس کے دوست بھی تھے۔ وہ میری بات کو سن رہا تھا۔ میں نے اپنے وعظ میں کہا۔ کیا ہی عجیب بات ہے کہ کمزور طاقتور کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور وہ چلا گیا۔ دوسرے دن میں اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ جوان نے آ کر سلام کیا اور دو رکعت پڑھی اور کہنے لگا۔ اے سری! کل میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کیا عجیب بات ہے کمزور طاقتور کی نافرمانی کرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا۔ اللہ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں اور بندے سے زیادہ کمزور کوئی نہیں۔ بندہ پھر بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ تیسرے دن وہ آیا۔ اسکے جسم پر دو سفید کپڑے تھے اور اس کا کوئی دوست اس کے ساتھ نہیں تھا۔ اور کہنے لگا۔ اے سری! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے۔ میں نے کہا۔ اگر عبادت کے راستے سے پہنچنا چاہتے ہو تو دن کے روزے اور رات کے قیام کو لازم پکڑو۔ اور اگر براہِ راست اللہ تک پہنچنا چاہتے ہو تو اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دو۔ اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔ اور اس کا طریقہ صرف مسجدیں اور بیابان اور قبرستان ہیں وہ جوان کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ اللہ کی قسم میں سب سے مشکل راستہ اختیار کروں گا اور نکل کر چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد میرے پاس بہت سے غلام آئے اور کہنے لگے کہ احمد بن یزید کاتب کا کیا ہوا؟ میں نے کہا میں اسے نہیں پہچانتا۔ ہاں میرے پاس اس قسم کا ایک آدمی آیا تھا اس کے ساتھ اس اس طرح کی میری بات چیت ہوئی اب مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں جب آپ کو اس کا حال معلوم ہو تو ہمیں بتا دینا۔ اور اس کے گھر پہنچنے کا راستہ مجھے بتا دیا۔ ایک سال تک مجھے اس کا کوئی حال معلوم نہ ہو سکا۔ ایک رات عشاء کی نماز کے بعد میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک آدمی نے آ کر دروازہ

کھٹکھٹایا۔ میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو وہ وہی جوان تھا۔ اسکے جسم پر ایک چادر کا ٹکڑا تھا۔ جو آدھی کمر تک اور آدھی سر پر تھی اور اسکے پاس ایک تھیلی تھی جس میں گٹھلیاں تھیں اس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ اے سری! اللہ تعالیٰ آپ کو آگ سے آزاد کرے جیسے آپ نے مجھے دنیا کی غلامی سے آزاد کیا۔ میں نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا۔ اس کے گھر جا کر اطلاع کر دو۔ وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں اس کی بیوی بچوں اور غلاموں سمیت آگئی۔ اور اس نے اپنا بچہ جس کے جسم پر زیور تھے اور عمدہ عمدہ کپڑے تھے اس جوان کی گود میں ڈال دیا۔ اور اسے کہنے لگی۔ اے میرے سردار! تو نے زندہ ہوتے ہوئے مجھے بیوہ کر دیا اور تو نے زندہ ہوتے ہوئے اپنی اولاد کو یتیم کر دیا۔
حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس جوان نے میری طرف دیکھ کر کہا اے سری! یہ کیا وفاداری ہے۔ (یعنی آپ نے میرے گھر والوں کو میری خبر دے دی) پھر بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اللہ کی قسم تو میرے دل کا ٹکڑا ہے اور میرے دل کی محبوبہ ہے اور یہ میرا بیٹا تمام لوگوں سے مجھے زیادہ پیارا ہے لیکن مجھے اس سری نے یہ بتلایا تھا کہ جو شخص اللہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسے اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ پھر اس نے بچے کے جسم سے لباس اور زیور اتار کر کہا۔ یہ بھوکے پیٹ والوں کو اور ننگے بدن والوں کو دے دے۔ اور اپنی چادر کا ایک ٹکرا پھاڑ کر بچے کو اس میں لپیٹ دیا۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا۔ میں اپنے بچے کو اس خستہ حال میں نہیں دیکھ سکتی۔ اور اپنے خاوند سے وہ سامان چھین لیا۔ جب جوان نے بیوی کو دیکھا کہ وہ اس سامان میں مشغول ہو گئی ہے تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا تم نے میری رات ضائع کر دی۔ میرے تمہارے درمیان اللہ فیصلہ کرے گا۔ اور وہ باہر نکل کر چلا گیا۔ گھر میں چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ اس کی بیوی نے مجھ سے کہا۔ اگر وہ آپ کے پاس آجائے یا آپ کو اس کے بارے میں کوئی خبر پہنچے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ کچھ دنوں بعد ایک بوڑھی آئی۔ اور کہنے لگی۔ اے سری! شونیزیہ ۹۷ ؁ میں ایک جوان پڑا ہوا ہے اور آپ کو بلا رہا ہے۔

میں چلا گیا تو وہ مٹی پر پڑا ہوا تھا۔ اسکے سر کے نیچے پکی اینٹ تھی۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا میرے جیسے آدمی کی بخشش ہو جائے گی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگا میں گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ڈوبے ہوؤں کو نجات دینے والا ہے۔ کہنے لگا میں نے ظلم سے لوگوں سے مال وصول کیا ہے میں نے کہا۔ حدیث پاک کے اندر آتا ہے کہ توبہ کرنے والے کو قیامت کے دن لایا جائے گا اس کے ساتھ اس کے مدعی ہوں گے ان سے کہا جائے گا اسے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بدلہ دے گا۔ اس نے کہا اے سری! میرے پاس گری پڑی گٹھلیوں کے کچھ درہم ہیں جب میں مر جاؤں تو میری ضرورت کے لئے کپڑا خرید کر اس میں مجھے کفنانا اور میرے گھر والوں کو اطلاع نہ کرنا تاکہ وہ مجھے حرام مال سے کفن نہ دے دیں۔ اور کہنے لگا اے سری پھر خاموش ہو گیا! میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا تو اس نے آنکھیں کھولیں اور کہا ﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾ ۸۰۔ (عمل کرنے والوں کو اس جیسا عمل کرنا چاہئے) پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے وہ درہم لئے اور اس سے کفن کی ضروریات خرید کر اس کی طرف چل پڑا۔ دیکھا تو لوگ دوڑتے جا رہے ہیں میں نے پوچھا۔ کیا بات ہے مجھے بتایا گیا کہ اللہ کے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے ہم اس کا جنازہ پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں آیا اور ہم نے غسل دے کر اسے دفنا دیا۔ کچھ مدت بعد اس کے گھر والوں نے میرے پاس اس کی خبر معلوم کرنے کے لئے قاصد بھیجا میں نے انہیں اس کی موت کی خبر دی تو اس کی بیوی روتی ہوئی میرے پاس آئی میں نے اس جوان کا حال اس کی بیوی کو سنایا۔ اس کی بیوی نے مجھ سے جوان کی قبر دکھلانے کا تقاضا کیا۔ میں نے اسے کہا مجھے ڈر ہے کہ تم اس کا کفن تبدیل کر دو گے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کا کفن تبدیل نہیں کریں گے۔

۷۹۔ شہر بغداد میں غربی جانب ایک قبرستان ہے جہاں اولیاء و صالحین کی ایک کثیر جماعت دفن ہے وہاں قدیم صوفیاء کی ایک خانقاہ بھی تھی۔

۸۰۔ سورۃ الصفات آیت ۶۱

میں نے اس کی بیوی کو اس جوان کی قبر دکھلائی تو وہ رونے لگی اور اس نے دو گواہوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ میں نے دو گواہ حاضر کر دیئے۔ اس نے اپنی باندیوں کو اور اپنی جائیداد کو اور اپنے مال کو صدقہ کر دیا اور موت تک اس کی قبر کے پاس رہی۔

ایک خوبصورت عورت کی توبہ جس نے ربیع بن خثیم کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کیا تھا:

سعدانؒ کہتے ہیں ایک قوم نے بہت خوبصورت عورت کو ربیع ابن خثیم کے سامنے جانے کا حکم دیا۔ تاکہ ان کو فتنے میں ڈال سکے۔ اور اس عورت کے لئے شرط لگائی اگر تو نے ان کو فتنے میں ڈال لیا تو تجھ کو ہزار درہم دیں گے۔ وہ عورت خوبصورت کپڑے پہن کر اور بہت عمدہ خوشبو لگا کر ان کے سامنے گئی جب وہ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ ربیع ابن خثیم نے عورت کو دیکھ کر اس کی نیت کو پہچان لیا عورت اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر ربیع کے سامنے آئی۔ ربیع نے اس سے کہا اگر تجھے بخار ہو جائے تو تیرا کیا حال ہوگا؟ تیرا یہ رنگ اور یہ حسن جو مجھے نظر آرہی ہے تبدیل ہو جائے گی۔ اور اس وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ جب ملک الموت تیرے پاس آکر تیرے دل کی رگوں کو کاٹ دے گا۔ اور اس وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ جس وقت منکر نکیر تجھ سے سوال کریں گے۔ اور تو چیخے گی وہ عورت بے ہوش ہو کر گر گئی۔ اللہ کی قسم جب اسے ہوش آیا۔ تو وہ اپنے رب کی عبادت میں اس حد تک پہنچی جس دن اس کا انتقال ہوا۔ تو ایسے تھی جیسے جلی ہوئی ٹہنی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی کی توبہ کا واقعہ:

جعفر صائغؒ کہتے ہیں۔ کہ ابو عبداللہ احمد بن حنبل کے پڑوس میں ایک آدمی ہمیشہ گناہوں میں اور گندگیوں میں لگا رہتا تھا۔ ایک دن اس نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آکر انہیں سلام کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پورا جواب نہ دیا اور

اس سے سمٹ گئے۔ اس آدمی نے کہا اے ابو عبد اللہ! آپ مجھ سے کیوں سمٹ گئے ہیں۔ میں جن گناہوں میں مشغول تھا ان سے ایک خواب کی وجہ سے دور ہو گیا ہوں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ تو نے کیا خواب دیکھا۔ اس جوان نے کہا۔ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ ﷺ اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت لوگ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ایک ایک آدمی کھڑے ہو کر کہتا ہے آپ ﷺ میرے لئے دعا کریں حضور ﷺ اس کے لئے دعا کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سب نے دعا کرالی۔ اور میں ہی باقی رہ گیا۔ میں نے فسق و فجور میں منہمک رہنے کی وجہ سے شرم کر کے اٹھنے کا اردہ نہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو اُٹھ کر مجھ سے دعا کا سوال کیوں نہیں کرتا؟ تاکہ میں تیرے لئے دعا کروں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ میرے بُرے کاموں سے شرم مجھے روک رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر حیاء تجھے روک رہی ہے تو تو کھڑے ہو کر مجھ سے دعا کروا میں تیرے لئے دعا کروں گا۔ تو میرے کسی صحابی کو برا بھلا نہ کہنا۔ یہ کہتے ہیں۔ میں کھڑا ہوا اور حضور ﷺ نے میرے لئے دعا کی۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی نفرت میرے دل میں ڈال دی تھی۔ یہ کہتے ہیں ہم سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے جعفر اے فلاں اس بات کو لوگوں میں بیان کرو۔ اور اس کو یاد کرو۔ کیونکہ یہ بہت نفع دے گی۔

ابو عمر بن علوان کی عورت کو دیکھنے سے توبہ کا واقعہ:

محمد بن حماد رحبی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمر بن علوان سے یہ واقعہ سنا۔ وہ کہتے ہیں میں ایک دن اپنی ضرورت کے لئے نکلا تو میں نے ایک جنازہ دیکھا۔ میں اس کے پیچھے چلا گیا تاکہ میں اس کا نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس کے دفن ہونے تک میں باقی لوگوں کے ساتھ رہا۔ میری نگاہ غلطی سے ایک ننگے جسم والی عورت پر پڑی۔ میں نے اپنی نظر پھیر لی اور انا اللہ پڑھی اور استغفار کیا اور اپنے گھر واپس چلا گیا۔ مجھے ایک بڑھیا نے کہا اے میرے سردار میں آپ کا چہرہ کالا دیکھ رہی ہوں۔ میں نے

شیشہ لے کر دیکھا میرا چہرہ کالا ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے نفس میں سوچا کہ یہ مصیبت کہاں سے واقع ہو گئی۔ تو مجھے عورت کو دیکھنا یاد آیا۔ پھر میں نے علیحدگی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہا اور چالیس دن درگزر چاہتا رہا۔۔ میرے دل میں ایک خیال آیا کہ میں اپنے شیخ جنید کی زیارت کے لئے جاؤں میں بغداد کی طرف چل پڑا۔ جب شیخ کے حجرہ پر پہنچ گیا تو میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ شیخ نے فرمایا۔ اے ابو عمر اندر آجاؤ۔ کہ تو رحبہ ۸۱؎ میں گناہ کرتا ہے اور بغداد میں تیرے لئے استغفار کیا جائے۔

آپس میں محبت کرنے والے ایک مرد اور عورت کی توبہ کا واقعہ :

رجا بن عمر نخعی کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک خوبصورت عبادت گزار اور بہت مجاہدہ کرنے والا زاہد جوان تھا۔ اس نے نخعی قوم کے پڑوس میں رہائش اختیار کی اس نے ان کی ایک عورت کو دیکھا جو بہت خوبصورت تھی اس کی محبت اس جوان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اور اس کے عقل میں پختہ ہو گئی۔ اور اس عورت کو اس جوان سے ویسی محبت ہو گئی جیسے جوان کو اس سے تھی۔ اس جوان نے اس عورت کے باپ کو اس عورت سے منگنی کا پیغام بھیجا۔ اس کے والد نے جوان کو بتلایا کہ اس عورت کی اس کے چچازاد بھائی سے منگنی ہو چکی ہے۔ اور ان دونوں کی محبت بڑھتی چلی گئی۔ اس عورت نے ایک دن اس مرد کی طرف ایک باندی کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو اور تمہارے ساتھ میری محبت بہت بڑھ گئی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری زیارت کے لئے آجاؤں۔ اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے ایسے راستے نکالوں کہ تم میرے پاس میرے گھر میں آجاؤ۔ اس جوان نے قاصد کو یہ پیغام دیکر واپس بھیجا کہ ان دونوں باتوں میں سے مجھے کوئی بات پسند نہیں ﴿اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾ ۸۲؎۔

۸۱؎ قادسیہ کے بالمقابل کوفہ سے مکہ کے راستہ پر ایک مرحلہ پر واقع ایک آبادی کا نام ہے اور وادی القری کے قریب مدینہ و شام کے درمیان ایک دیہات کا نام بھی ہے۔

۸۲؎ سورۃ زمر آیت ۱۳۔

ترجمہ : "اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔"میں ایسی آگ سے ڈرتا ہوں جس کے شعلے نہیں بجھے گے جب باندی نے اس عورت کے پاس واپس آ کر اس جوان کا پیغام سنایا تو کہنے لگی۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس محبت کے ساتھ ساتھ زاہد بھی ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ کی قسم وہ اس سے زیادہ اس بات کا کوئی لائق نہیں۔ اور محبت کے اندر تو اور لوگ بھی شریک ہوتے ہیں پھر اس عورت نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لی۔ اور اپنی محبت پس پشت ڈال کر ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس جوان کی محبت کے لئے پگھلتی اور گھلتی تھی اور اس پر افسوس کرتی تھی یہاں تک کہ جوان کے عشق میں اس کا انتقال ہو گیا۔ جوان اس کی قبر پر آتا رہتا تھا اور جوان نے اس عورت کو خواب میں دیکھا وہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ اس نے پوچھا تو کیسے ہے اور میرے بعد تجھے کیا چیز ملی۔ اس نے کہا۔

نِعْمَ الْمَحَبَّةُ یا حبیبی حبکا
حب یقودالی خیرواحسان

اے میرے حبیب! تمہاری محبت کیا ہی اچھی محبت تھی۔ ایسی محبت تھی جو بھلائی اور احسان کی طرف کھینچ کے لے گئی۔ اس جوان نے پوچھا اسکے ساتھ ساتھ اور کن نعمتوں تک تو پہنچی ہے۔ اس عورت نے کہا۔

الی نعیم وعیش لازوال له
فی جنة الخلد ملك لیس بالفانی

میں ایسی نعمتوں اور ایسے عیش تک پہنچی ہوں جن کے لئے زوال نہیں۔ ہمیشہ کی جنت میں اور ایسی بادشاہت جو ختم ہونے والی نہیں۔ جوان نے اس عورت سے کہا تو مجھے وہاں یاد رکھنا کیونکہ میں نے تجھے یہاں پر نہیں بھلایا۔ اس عورت نے کہا۔

اللہ کی قسم میں نے بھی تجھے نہیں بھلایا اور میں نے اپنے رب اور اپنے اور تیرے آقا سے سوال کیا۔ اس نے میرے سوال پر میری مدد کی۔ پھر وہ عورت پیٹھ پھیر کر چلی گئی۔ میں نے اس سے پوچھا میں تجھے کب دیکھ سکوں گا۔ اس نے کہا تم عنقریب ہمارے پاس آجاؤ گے۔ وہ جوان خواب کے بعد سات دن زندہ رہ کر فوت ہو گیا۔

ایک آدمی کی قرآن کی آیت سننے کی وجہ سے شراب اور سارنگی سے توبہ کا واقعہ :

ابو ھاشم مذکر کہتے ہیں میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو میں نے ایک کشتی کرایہ پر لی۔ اس کشتی میں ایک مرد تھا جس کے ساتھ ایک باندی تھی۔ اس مرد نے کہا۔ یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ باندی نے اس مرد سے مجھے سوار کرنے کیلئے کہا تو اس نے مجھے سوار کر لیا جب ہم چل پڑے اس آدمی نے دوپہر کا کھانا منگوا کر سامنے رکھا اور کہنے لگا اس مسکین سے کہو کہ دوپہر کا کھانا کھالے تو مجھے کھانے کے لئے بلایا گیا۔ جب ہم نے کھانا کھالیا تو اس نے کہا۔ اے باندی! نبیذ لے آؤ۔ اس نے خود نبیذ پیا اور باندی کو مجھے پلانے کا حکم کیا میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے مہمان کا بھی حق ہوتا ہے لہذا تو مجھے چھوڑ دے۔ جب نبیذ نے اس میں اثر کیا تو کہنے لگا اے باندی! سارنگی اور اپنے گانے کا فن دکھلاؤ۔ باندی نے سارنگی لے کر گانا شروع کیا۔

وکنا کغضنی بانة لیس واحد
یزول علی الخلان عن رای واحد

ہم بانہ درخت کی ٹہنی کی طرح تھے جو اکیلا نہیں ہوتا ایک آدمی کے کہنے پر دوستوں پر جھک جاتا ہے۔

کے لئے آزاد ہے اور جو اس کے پاس شراب تھی اسے پانی میں ڈال دیا اور بانسری توڑ دی۔ پھر میرے قریب ہو کر میرے گلے ملا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ اے میرے بھائی! تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا؟ میں نے کہا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ ۸۷۔ (یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت کرتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے ۸۸۔) اسکے بعد میں اس کے ساتھ چالیس سال تک رہا وہ مجھ سے پہلے فوت ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا تمہیں کہاں کا ٹھکانا ملا اس نے کہا جنت کا ٹھکانہ ملا۔ میں نے پوچھا۔ کس وجہ سے وہ کہنے لگا۔ تمہارے "واذا الصحف نشرت" پڑھنے کی وجہ سے۔

ایک مہلبی شیخ اور اس کی باندی کی شراب سے اور سارنگی بجانے سے توبہ کا واقع :

اسماعیل بن عبداللہ خزاعی کہتے ہیں کہ برامکہ کے زمانے میں بصرہ کا ایک آدمی اپنی ضروریات کے لئے آیا جب اپنی ضروریات سے فارغ ہو گیا تو بصرہ کی طرف چلا گیا اس کے ساتھ اس کا غلام اور باندی تھی۔ جب وہ دجلہ میں پہنچ گئے تو اس نے دجلہ کے کنارے ایک جوان کو دیکھا جس کے جسم پر اونی جبہ تھا اور اسکے ہاتھ میں ڈنڈا اور توشہ دان تھا اس نے ملاح سے بصرہ تک کا کرایہ دے کر سوار ہونے کے لئے کہا۔ شیخ مہلبی اسے دیکھ کر نرم ہو گیا اور ملاح سے کہنے لگا کشتی قریب کرو اور اسے اپنے ساتھ عزت کے ساتھ سوار کرو۔ ملاح نے اسے سوار کر لیا جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو شیخ نے دستر خوان منگوایا۔ ملاح نے کہا جوان سے کہو وہ بھی شریک ہو جائے۔ جوان نے شرکت سے انکار کر دیا۔ ملاح اسے دعوت دیتا رہا حتی کہ جوان کھانے کے لئے آ گیا وہ کھانے میں مشغول ہو گئے کھانے سے فارغ

۸۷۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۲

۸۸۔ بیان القرآن ج ا ص ۱۲۸

ہو کر جوان جانے کے لئے کھڑا ہوا تو شیخ نے اسے روک لیا۔ پھر ایک چمڑے کا برتن منگوایا جس میں شراب تھی۔ شیخ نے خود بھی پیا اور باندی نے بھی پیا پھر جوان کو پیش کیا۔ جوان نے پینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا مجھے یہ پسند ہے کہ آپ مجھے اس کے پینے سے معاف کریں۔ شیخ نے کہا ہم نے تجھے معاف کر دیا لیکن تو ہمارے ساتھ یہیں بیٹھ اور باندی نے جب پی لیا تو شیخ نے کہا اپنا فن دکھلاؤ۔ تو باندی نے تھیلے سے اپنی بانسری نکالی اسے بنایا اور درست کیا پھر وہ گانا گانے لگ گئی شیخ نے جوان سے کہا اے جوان! تو اس جیسا بہترین کلام کہہ سکتا تھا۔ جوان نے کہا میں اس سے بہت اچھا کہہ سکتا ہوں جوان نے اپنا منہ کھولا۔ بسم اللہ پڑھ کر یہ آیت پڑھی۔ ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلاً. اَيْنَ مَا تَكُوْنُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ ۸۹؎

(آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آجائے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو۔ ۹۰؎ جوان کی آواز خوبصورت تھی۔ شیخ شراب کے پیالے کو پانی میں ہلانے لگا اور کہنے لگا میں یہ گواہی دیتا ہوں جو میں نے پہلے سنا اس سے یہ بہت ہی اچھا ہے کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی کلام ہے۔ جوان نے کہا جی ہاں۔ ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَاراً اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقاً﴾ ۹۱؎ (اور آپ کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے

۸۹؎ سورۃ النساء آیت ۷۷، ۷۸

۹۰؎ بیان القرآن ج ۲ ص ۱۳۵

۹۱؎ سورۃ الکہف آیت ۲۹

آئے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بے شک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا۔ مونہوں کو بھون ڈالے گا۔ کیا ہی برا پانی ہو گا اور وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہو گی ۹۲ ۔) یہ نصیحت شیخ کے دل میں جا لگی۔ اس نے شراب کے برتن کے بارے میں پھینکنے کا حکم دیا اور بانسری لے کر توڑ دی۔ پھر کہنے لگا اے جوان! کیا اس بارے میں کچھ گنجائش بھی ہے؟ جوان نے کہا۔ جی ہاں ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ۹۳ ۔ (آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔ ۹۴ ۔) راوی کہتے ہیں شیخ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گیا لوگوں نے دیکھا تو شیخ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور وہ کشتی والے بصرہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ لوگوں نے چیخ و پکار شروع کر دی۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اور یہ شیخ قبیلہ کے مشہور آدمی تھے۔ ان کی میت ان کے گھر لائی گئی۔ راوی کہتے ہیں میں نے کوئی ایسا جنازہ نہیں دیکھا جس پر ان کے جنازہ سے زیادہ لوگ جمع ہوئے ہوں۔ اور مجھے خبر ملی کہ اس گانے والی باندی نے بالوں کی اوڑھنی پہن لی اور اسکے اوپر اونی جبہ پہن لیا۔ اور وہ رات کو قیام کرتی اور دن کو روزہ رکھتی۔ شیخ کے انتقال کے بعد وہ چالیس دن اسی حال میں رہی۔ ایک رات یہ آیت پڑھ رہی تھی ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ

---

۹۲ ۔ بیان القرآن ج ۶ ص ۱۱۸

۹۳ ۔ سورۃ الزمر آیت ۵۳

۹۴ ۔ بیان القرآن ج ۱۰ ص ۲۸

السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُوْنَ میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ جتنا اعرابی اس قرآن پاک سے متنبہ ہوا اتنا تو نہیں ہوا۔ جب میں رشید کے ساتھ حج کے لئے گیا مکہ میں داخل ہوا تو میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو کسی نے مجھے ہلکی آواز سے بلایا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہی اعرابی تھا۔ اس کا جسم کمزور اور رنگ زرد ہو چکا تھا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھالیا اور کہنے لگا میرے سامنے رحمٰن کا کلام تلاوت کرو۔ میں نے سورۃ الذاریات پڑھنی شروع کی جب میں وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُوْنَ تک پہنچا تو اعرابی نے چیخ ماری کہنے لگا۔ ہمارے رب نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا۔ ہم نے اسے سچ پایا۔ پھر کہنے لگا۔ اس کے علاوہ کچھ اور کلام بھی ہے۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی ﴿فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ﴾ ۹۷؎ (قسم ہے آسمان اور زمینوں کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے جیسے تم باتیں کر رہے ہو) ۹۸؎ اعرابی نے چیخ ماری اور کہنے لگا۔ سبحان اللہ! جلیل کو کس نے غصہ دلایا یہاں تک کہ اس نے قسم کھائی۔ کیا انسان واقعی اس کی تصدیق نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اسے قسم پر مجبور کیا۔ تین مرتبہ یہ کہا اور اسی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

ایک دیہاتی امیر کی روزے کی وجہ سے توبہ کا واقعہ:

حضرت شبلی کہتے ہیں میں شام میں ایک قافلہ کے ساتھ تھا۔ دیہاتی لوگوں نے نکل کر قافلہ کو پکڑ لیا اور اسے اپنے امیر کے پاس لے گئے انہوں نے قافلے کا ایک تھیلا نکالا جس میں چینی اور بادام تھے۔ اور وہ دیہاتی اسے کھانے لگے اور امیر نہیں کھا رہا تھا میں نے امیر سے کہا تم کیوں نہیں کھا رہے۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ میں نے کہا تو لوٹ مار کرتا ہے اور مال چھینتا ہے اور لوگوں کو قتل کرتا ہے حالانکہ تو روزہ دار ہے اس نے کہا شیخ! میں نے صلح کی جگہ بھی رکھی ہے۔ کچھ عرصہ بعد

۹۷ - سورۃ الذاریات آیت ۲۳

۹۸ - بیان القرآن ج ۱۱ ص ۵۸

میں نے اسے دیکھا وہ احرام باندھ کر کعبہ کا طواف کر رہا ہے اور اس کا جسم پرانے مشکیزے کی طرح ہے میں نے پوچھا کیا آپ وہی لٹیروں کے سردار ہو۔ اس نے کہا اسی روزے نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا۔

لبیب عابد کی سانپوں کو مارنے سے توبہ کا واقعہ:

قاضی ابو علی تنوخی کہتے ہیں بغداد کے مغربی جانب شامی دروازے کے پاس ایک آدمی زہد و عبادت میں مشغول تھا۔ جس کا نام لبیب العابد تھا لوگ اس کے پاس بار بار آتے تھے۔ راوی کہتے ہیں مجھے لبیب نے خود یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک لشکری (فوجی) کا رومی غلام تھا۔ اس نے میری تربیت کی اور مجھے اسلحہ بنانا سکھایا۔ میں بالکل جوان ہو گیا میرے سردار نے مجھے آزاد کر دیا اور وہ فوت ہو گیا۔ میں نے یہ طے کیا کہ اس کا رزق میرے ذمے ہو گا اور میں نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے اس نکاح سے صرف اس کی بیوی ہی کی حفاظت کر ارادہ کیا اور ایک مدت تک اس کے ساتھ رہا۔ ایک دن میں نے سانپ کو اس کی بل میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو اسے مارنے کے لئے میں نے اسے دم سے پکڑا اس نے مجھ پر کود کر میرے ہاتھ کو ڈس لیا جس کی وجہ سے ہاتھ شل ہو گیا۔ ایک لمبا زمانہ اسی طرح گزرا پھر میرا دوسرا ہاتھ بغیر کسی بیماری کے شل ہو گیا۔ پھر میرے پاؤں خشک ہو گئے۔ پھر میں اندھا ہو گیا پھر میں گونگا ہو گیا پورا ایک سال اسی حال میں رہا کہ میرا کوئی عضو تندرست نہیں تھا سوائے کان کے۔ اس سے میں وہ چیز سنتا جو مجھے ناگوار ہوتی اور میں پیٹھ کے بل پڑا رہتا نہ بات کر سکتا نہ اشارہ کر سکتا نہ حرکت کر سکتا۔ جب میں سیراب ہوتا تو اس وقت مجھے پانی پلایا جاتا۔ جب میں پیاسا ہوتا تو مجھے چھوڑ دیا جاتا اور جب میرا پیٹ بھرا ہوتا تو مجھے کھانا کھلایا جاتا اور جب میں بھوکا ہوتا تو مجھے چھوڑ دیا جاتا۔ ایک سال بعد ایک عورت میری بیوی کے پاس آئی اور اس سے پوچھنے لگی ابو علی لبیب کا کیا حال ہے۔ میری بیوی نے اس سے کہا نہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھی جائے نہ وہ مردہ ہے کہ اس سے

تسلی دی جائے۔ اس بات سے مجھے بہت پریشانی ہوئی اور میرے دل میں اس کا بہت صدمہ ہوا میں رو پڑا اور میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کی اور میں نے دل ہی دل میں دعا کی۔ ان تمام بیماریوں کے ہوتے ہوئے میرے جسم میں کوئی درد نہیں تھا۔ اسی دن شام کے وقت میرے جسم میں ایسا شدید درد ہوا جس سے موت واقعہ ہوسکتی تھی اور یہ درد آدھی رات تک اسی طرح رہا۔ آدھی رات کو تھوڑا سا سکون آیا تو میں سو گیا۔ مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ میں سحری کے بعد بیدار ہوا تو میرا ایک ہاتھ میرے سینے پر تھا حالانکہ پورا سال یہ ہاتھ بستر پر پڑا رہا۔ میں نے اسے حرکت دی تو اس میں حرکت پیدا ہوگئی میں بہت خوش ہوا۔ عافیت پانے میں مجھے اللہ کے فضل کی پکی امید ہوگئی اور میں نے دوسرے ہاتھ کو ہلایا تو وہ بھی ہلنے لگا میں نے اپنی ایک ٹانگ سکیڑی تو وہ سکڑ گئی اسے میں نے کھولا تو وہ کھل گئی اور میں نے دوسری ٹانگ کو بھی اسی طرح کیا۔ میں نے کروٹ بدلنے کا ارادہ کیا تو میں نے کروٹ بدل لی اور میں بیٹھ گیا پھر میں نے کھڑا ہونا چاہا تو میں کھڑا ہوگیا اور جس چارپائی پر میں پڑا ہوا تھا اس سے میں نیچے اترا اور یہ چارپائی حویلی کے ایک کمرے میں تھی۔ میں اندھیرے میں دیوار کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ میرا ہاتھ دروازے کو لگا اور مجھے اپنی بینائی کی امید نہیں تھی۔ میں گھر کے صحن میں نکلا میں نے آسمان کو اور ستاروں کو چمکتے ہوئے دیکھا۔ میں خوشی کے مارے مرنے والا ہوگیا اور میری زبان سے یہ جملہ جاری ہوگیا۔ ﴿یا قدیم الاحسان لک الحمد﴾ (اے پرانے احسان والی ذات! تیرے لئے ہی تعریفیں ہیں) پھر میں نے اپنی بیوی کو آواز دی تو اس نے کہا کیا ابو علی ہے۔ میں نے کہا ابھی میں ابو علی ہوگیا ہوں۔ چراغ جلاؤ۔ اس نے چراغ جلایا پھر میں نے کہا قینچی لے آؤ تو وہ قینچی لے آئی میں نے اپنی زائد مونچھیں کاٹ دیں مجھ سے میری بیوی نے کہا کیا کر رہے ہو تمہارے دوست تم پر عیب لگائیں گے۔ میں نے کہا اس کے بعد میں اپنے رب کے علاوہ کسی کی خدمت نہیں کروں گا۔ میں اللہ کی طرف متوجہ ہوگیا اور گھر سے نکل گیا اور اپنے رب کی عبادت میں لگا رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ کلمہ

یاقدیم الاحسان لك الحمد اس کی عادت بن چکا تھا۔ وہ اپنے زائد کلام میں یہ کلمہ کہتا تھا اور اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ مستجاب الدعوات ہے۔

معتصم باللہ کی توبہ اور تمیم بن جمیل کے قتل کرنے سے رجوع کا واقعہ :

مصنف رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ احمد بن ابی دواد کہتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ جو موت کے قریب پہنچ چکا ہو اور اس کے ارادے سے کسی چیز نے غافل اور مشغول نہ کیا ہو سوائے تمیم بن جمیل کے۔ میں نے انہیں معتصم کے سامنے دیکھا۔ ان کے لئے قتل کا چمڑا بچھادیا گیا اور تلوار سونت لی گئی۔ اور یہ بھاری اور خوبصورت مرد تھے۔ معتصم نے اسے بات کروانا چاہا تاکہ یہ دیکھ لے کہ موت کے وقت اس کی خبر کی کہاں تک رسائی ہے۔ معتصم نے اسے کہا کہ کچھ بول۔ اس نے کہا جب امیر نے اجازت دی ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہر چیز کو بہترین پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی پھر انسان کی پیداوار گھٹیا قسم کے پانی سے بنائی۔ اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے دین کے شگاف پُر کرے اور آپ کے ذریعے مسلمانوں کے پراگندہ حال درست کرے۔ بے شک گناہ زبانوں کو گونگا کر دیتے ہیں اور دلوں کو اکھیڑ دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم جرم بہت بڑا ہے اور دلیل ختم ہو چکی ہے اور گمان بُرا ہو چکا ہے۔ صرف آپ کا معاف کرنا یا آپ کا بدلہ لینا باقی ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار کہے

اَرَی الْمَوْتَ بَیْنَ السَّیْفِ وَالنِّطْعِ کَامِنًا
یُلَاحِظُنِیْ مِنْ حَیْثُ مَا اَتَلَفَّتُ

وَاَکْبَرظَنِّیْ اَنَّكَ الیَومَ قَاتِلِیْ
وَاَیُّ امْرَیءٍ مِّمَا قَضَی اللّٰهُ یَفلُتَ

وَاَیُّ امریءٍ یُدْلِیْ بعُذْرٍ وَحُجَّةٍ
وسَیْفُ المنا یا بَیْنَ عَیْنَیْهِ مُصْلَتُ

وَمَا جزعِی مِنْ انْ اَمُوْتَ فَاِنَّنِیْ
لَاَعْلَمُ اَنَّ اَلْموْتَ شَیء مَوَقَّتُ

ولٰکِنَّ خلفِیْ صِبْیَةً قَدْ تَرکْتُهُم
واَکْبَادُهُمْ مِنْ حَرِهَا تَتَفَتَّتُ

فَاِنْ عِشتُ عَاشُوْاسَالِمِیْنَ بِغبْطَةٍ
اَوُدُالعِدٰی عَنْهُمْ وَاِنْ مُتُّ موتُوا

کَاَنِّیْ اَرٰهُمْ حِیْنَ اُنْعِیْ اِلَیْهِم
وَقَدْ لَطَمُوااتِلْكَ الخُدُوْدَ وَصُوَّتُوا

۱۔ میں موت کو تلوار اور موت کے پھونوں کے سامنے سیدھا دیکھ رہا ہوں۔ میں جس طرف چہرہ پھیروں موت میرے انتظار میں ہے۔

۲۔ میرا بڑا گمان یہ ہے کہ آج آپ مجھے مارنے والے ہیں اور اللہ کے فیصلے سے کون چھوٹ سکتا ہے۔

۳۔ جب موت کی تلوار آنکھوں کے سامنے سونتی ہوئی ہو تو کون عذر اور حجت کے ساتھ دلیل بیان کر سکتا ہے۔

۴۔ میرا واویلا اس لئے نہیں کہ میں مر جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ موت مقررہ چیز ہے۔

۵۔ لیکن میں نے اپنے پیچھے ایسے بچے چھوڑے ہیں کہ جن کے جگر اس کے غم کی گرمی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔

۶۔ اگر میں زندہ رہا تو وہ بھی خوشی کے ساتھ صحیح سلامت زندہ رہیں گے۔ میں

ان سے دشمنوں کو ہٹاتا رہوں گا۔ اگر میں مر گیا تو وہ اپنے آپ کو ماردیں گے۔

۷۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں جب میری موت کی خبر ان تک پہنچے گی تو وہ رخساروں پر طمانچے مار کر چیخ وپکار کریں گے۔

راوی کہتے ہیں یہ اشعار سن کر معتصم کے آنسو بہہ پڑے اور کہنے لگا اے تمیم! میں نے تمہاری لغزش کو معاف کیا اور تمہیں بچوں کے لئے ھبہ کر دیا۔ پھر اس کی بیڑیاں کھولنے کا حکم دیا اور اسے انعام دیا اور اس کے لئے فرات کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مقرر کی۔

ایک چور کی لوگوں کے درپے ہونے سے توبہ کرنے کا واقعہ :

ایک بادشاہ کی باندی بنت ھشام بن حسان کہتی ہیں کہ عطاء ازرق رات کو صحرا میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ ایک چور نے ان کا پیچھا کیا۔ انہوں نے کہا اے اللہ تو بھی میری طرف سے اس کو کافی ہو جا تو اس چور کے ہاتھ پاؤں خشک ہو گئے اور وہ چور رونے اور چیخنے لگا اور کہنے لگا اللہ کی قسم آئندہ کبھی چوری نہیں کروں گا عطاء ازرق نے اس کے لئے دعا کی اور چلے گئے۔ چور ان کے پیچھے آ کر کہنے لگا۔ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں عطاء ہوں۔ وہ چور صبح کو لوگوں سے پوچھنے لگا۔ کیا تم ایسے نیک آدمی کو پہچانتے ہو جو رات کو صحرا کی طرف نکل کر نماز پڑھتا ہے لوگوں نے کہا جی ہاں وہ عطاء سلمی ہیں۔ وہ چور ایک بے آباد جگہ میں عطاء سلمی کے پاس پہنچ گیا۔ اور ان سے کہنے لگا میں آپ کے پاس اپنی چوری سے توبہ کر کے آیا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا کریں۔ عطاء سلمی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اس چور سے کہا تیرا بھلا ہو۔ وہ عطاء میں نہیں ہوں وہ عطاء ازرق ہیں۔

یوسف بن اسباط کے سامنے ایک کفن چور جوان کی توبہ کا واقعہ :

ابنِ خُبیق اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جزیرہ کا رہنے والا ایک جوان یوسف بن اسباط کے ساتھ رہتا تھا۔ دس سال بعد اس سے یوسف نے بات کی اور

یوسف اس کی جزع فزع اور اس کے دن رات کی عبادت دیکھتا رہتا تھا یوسف نے اس جوان سے پوچھا کہ تمہارا کیا کام ہوتا تھا کیونکہ میں دیکھتا ہوں تم رونے سے خاموش نہیں ہوتے جوان نے کہا میں کفن چور تھا۔ یوسف نے پوچھا جب تو لحد میں پہنچتا تھا تو کیا دیکھتا تھا۔ اس جوان نے کہا کہ اکثر مردوں کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔ تھوڑے سے مردوں کے چہرے قبلہ رُخ ہوتے تھے۔ اسی جگہ یوسف کی عقل خراب ہو گئی اور اس کی عقل جاتی رہی یہاں تک کہ علاج کی نوبت تک پہنچ گئے۔ ابنِ خبیق کہتے ہیں میرے والد نے یہ بیان کیا کہ ہم نے حکیم سلیمان کو یوسف کا علاج کرنے کے لئے بلایا۔ جب یوسف کی عقل ٹھکانے آجاتی تو کہتے بہت تھوڑے سے۔ وہ حکیم اس کا علاج کرتا رہا اور وہ صحت یاب ہو گئے۔ حکیم سلیمان واپس جانے لگا تو یوسف نے کہا تم اسے کیا معاوضہ دو گے۔ ہم نے کہا یہ حکیم تم سے کوئی چیز نہیں چاہتا۔ یوسف نے کہا سبحان اللہ۔ تم شاہی حکیم لے آئے اور میں اسے کچھ نہ دوں۔ ہم نے کہا آپ اسے ایک دینار دے دیں۔ یوسف کہنے لگا۔ یہ اس حکیم کو دے دو اور اسے بتادو میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تاکہ حکیم یہ نہ سمجھے کہ میں وفاداری میں بادشاہوں سے کم ہوں۔ تو یوسف نے حکیم کو ایک تھیلی دی جس میں پندرہ دینار تھے۔ میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے وہ تھیلی لے کر حکیم کو دے دی۔ اور یوسف اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں سے کوئی چیز بنا کر گزارا کرتے تھے اور موت تک یہی صورتحال رہی۔ یوسف کہتے ہیں مجھے اپنے باپ کی وراثت میں کوفہ میں ایک زمین ملی جس کی قیمت پانچ ہزار تھی۔ میرے اور میرے چچوں کے درمیان اس بارے میں کوئی جھگڑا ہو گیا۔ میں نے حسن بن صالح سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میری رائے ان سے جھگڑنے کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ یہ انہی کی زمین ہے لہذا میں نے وہ زمین اللہ کے لئے چھوڑ دی اور ایک ایک پیسے کا محتاج تھا۔

ایک کفن چور کی توبہ کا واقعہ :

ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں کہ ایک آدمی اکثر ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا اور اس کا آدھا چہرہ ڈھکا رہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ ہمارے ساتھ بہت بیٹھتے ہیں اور آپ کا آدھا چہرہ ڈھکا ہوتا ہے مجھے اس راز پر مطلع کریں۔ اس آدمی نے کہا آپ مجھے امن دیں میں نے کہا جی ہاں (آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا) اس نے کہا۔ میں کفن چور تھا۔ ایک عورت کو دفن کیا گیا میں اس کی قبر پر اس کا کفن چرانے کے لئے آیا۔ میں قبر سے مٹی ہٹاتے ہٹاتے اینٹوں تک پہنچا۔ پھر میں اینٹ ہٹا کر اپنا ہاتھ چادر تک لے گیا۔ پھر لفافے میں اپنا ہاتھ ڈال کے اسے کھینچنے لگا اور وہ مردہ عورت اس لفافے کو اپنی طرف کھینچنے لگی۔ میں نے کہا تیرا کیا خیال ہے تو مجھ پر غالب آجائے گی۔ میں نے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کفن کھینچا۔ اس عورت نے اپنا ہاتھ اٹھا کر مجھے طمانچہ مارا۔ راوی کہتے ہیں اس نے اپنا چہرہ کھولا تو اس کے چہرے میں پانچ انگلیوں کے نشان جمے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا پھر کیا ہوا۔ اس آدمی نے کہا پھر میں نے اس عورت کے کفن کا لفافہ اور اس کی چادر اس پر ڈال دی پھر اوپر مٹی ڈال دی اور میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کفن نہیں چراؤں گا۔ ابو اسحاق کہتے ہیں یہ واقعہ میں نے امام اوزاعی کی طرف لکھا انہوں نے جواب میں میری طرف یہ لکھا کہ آپ کا بھلا ہو۔ آپ اس کفن چور سے پوچھیں کہ اہلِ توحید میں سے جو لوگ مرے ہیں کیا ان کا چہرہ قبلہ رُخ تھا یا قبلہ سے ہٹا ہوا تھا۔ ابو اسحاق کہتے ہیں میرے پاس امام اوزاعی کا خط آیا تو میں نے کفن چور سے پوچھا کہ مسلمان مردوں کے چہرے قبلہ رُخ تھے یا قبلہ سے ہٹے ہوئے تھے۔ اس نے کہا۔ اکثروں کے چہرے قبلہ رُخ سے ہٹے ہوئے تھے۔ میں نے امام اوزاعی کو یہ بات لکھ کر بھیجی تو انہوں نے میری طرف لکھا انا للہ وانا الیہ راجعون (تین مرتبہ) کہ جن کے چہرے قبلہ رُخ سے پھرے ہوئے تھے وہ سنتوں پر عمل نہیں کرتے تھے۔

ایک سرکش جوان کی ابراہیم بن ادھم کے سامنے توبہ کا واقعہ :

بیان کیا جاتا ہے ابراہیم بن ادھم کے پاس ایک آدمی آیا ان سے کہنے لگا۔ اے ابو اسحاق ! میں اپنی جان پر زیادتی کرنے والا آدمی ہوں۔ آپ مجھے ایسی بات پیش کریں جو میرے نفس کو ڈانٹنے والی ہو۔ اور میرے نفس کو بُرائیوں سے کھینچنے والی ہو۔ ابراہیم بن ادھم نے فرمایا۔ اگر پانچ عادتوں کو آپ قبول کرلیں اور ان پر عمل کریں تو کوئی گناہ آپ کو نقصان نہیں دے گا اور کوئی لذت آپ کو ہلاک نہیں کرے گی۔ جوان نے کہا اے ابو اسحاق ! بتائیں وہ پانچ خصلتیں کیا ہیں ابراہیم بن ادھم نے فرمایا پہلی یہ ہے جب آپ اللہ کی نافرمانی کا ارادہ کریں تو اللہ کا رزق نہ کھائیں۔ جوان نے کہا پھر کہاں سے کھاؤں حالانکہ زمین میں سارا رزق اللہ کا ہے۔ ابراہیم نے اس سے فرمایا اے فلاں ! کیا آپ کو یہ اچھا لگتا ہے کہ اس کا رزق کھائیں اور اس کی نافرمانی بھی کریں۔ جوان نے کہا نہیں اچھا نہیں لگتا۔ دوسری بتائیں ؟ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب آپ اللہ کی نافرمانی کا ارادہ کریں تو اللہ کے کسی شہر میں نہ ٹھہریں۔ جوان نے کہا یہ تو پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ جب مشرق مغرب اور ان دونوں کے درمیان کا سارا علاقہ اللہ کا ہے تو میں کہاں ٹھہروں۔ ابراہیم نے فرمایا کہ آپ اللہ کا رزق کھائیں اور اس کی زمین میں ٹھہریں اور اس کی نافرمانی بھی کریں۔ جوان نے کہا نہیں۔ آپ تیسری بتائیں ؟ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ کریں اور اللہ کی زمین میں رہ کر اس کا رزق کھا رہے ہیں تو ایسی جگہ تلاش کریں جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نہ دیکھ رہا ہو۔ جوان نے کہا اے ابراہیم ! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو دلوں کے راز پر مطلع ہے۔ ابراہیم نے فرمایا۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ آپ اللہ کا رزق کھائیں اور اس کی زمین میں ٹھہریں اور اس کی نافرمانی کریں اور وہ آپ کو دیکھ رہا ہو پھر بھی آپ کھلم کھلا گناہ کریں۔ جوان نے کہا نہیں۔ چوتھی بتائیں ؟ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جب ملک الموت آپ کی روح قبض کرنے کے لئے آئے تو اس سے

کہیں مجھے کچھ مہلت دے دیں تاکہ میں اس میں پکی توبہ کرلوں اور اللہ کے لئے کوئی نیک عمل کرلوں۔ جوان نے کہا ملک الموت تو میری یہ بات نہیں مانیں گے۔ ابراہیم نے فرمایا۔ جب آپ اپنے سے موت کو ہٹانے پر قادر نہیں اور آپ جانتے ہیں جب موت آئے گی تو اس میں کوئی دیر نہیں ہوگی تو پھر چھٹکارا حاصل کرنے کی کسی صورت اُمید کیسے رکھتے ہیں۔ جوان نے کہا پانچویں بتائیں؟ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ قیامت کے دن فرشتے جب آپ کو جہنم میں لے جانے کے لئے پکڑیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں جوان نے کہا فرشتے تو مجھے نہیں چھوڑیں گے وہ میری بات نہیں مانیں گے۔ ابراہیم نے فرمایا۔ تم اس وقت نجات کی کیسے امید رکھتے ہو۔ جوان نے کہا اے ابراہیم! مجھے کافی ہے اور میں اللہ سے توبہ استغفار کرتا ہوں اور اس جوان نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں صحبت اختیار کی یہاں تک کہ موت نے ان دونوں کو جدا کیا۔

ایک لکڑی والے کی دمشقی جوان کے سامنے توبہ کا واقعہ:

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک صحراء میں ایک خوبصورت جوان دیکھا جس کی دو خوبصورت مینڈھیاں تھیں اور اس کے سر پر موتیوں سے جڑی ہوئی چادر تھی اور اس کے جسم پر کتان کی قمیض تھی۔ اور اس کے پاؤں میں عمدہ کپڑے کی جوتی تھی (نرم)۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس جیسے دیہات میں اس جیسے نوجوان کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا میں نے اسے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا۔ اے جوان! آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ اس نے کہا۔ میں دمشق شہر سے آرہا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ آپ دمشق سے کب نکلے اس نے کہا۔ چاشت کے وقت۔ میں نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا مکہ جانے کا ارادہ ہے۔ مجھے یہ یقین ہوگیا یہ کس سواری پر سوار ہو کر جارہا ہے میں نے اسے الوداع کیا وہ چلا گیا۔ اور تین سال تک میں اسے نہ دیکھ سکا۔ ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا اس جوان کے بارے میں سوچ رہا تھا

۔ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں باہر دروازے پر گیا تو وہ وہی جوان تھا۔ میں نے اسے سلام کیا اور خوش آمدید کہا اور اسے گھر کے اندر لے آیا۔ اور میں نے اس کی یہ حالت دیکھی کہ وہ خستہ حال ہے اور پریشان۔ اس کے جسم پر اونی جبہ ہے اور ننگے سر، ننگے پاؤں ہے۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی، وہ کہنے لگا اے استاد! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسی مہربانی کی کہ مجھے جال میں ڈال کے پھینک دیا۔ کبھی مجھ سے مہربانی کرتا ہے اور کبھی مجھے ڈانٹتا ہے اور کبھی مجھے تکلیف دیتا ہے اور کبھی میرا اکرام کرتا ہے۔ کاش کہ وہ مجھے اپنے ولیوں کے راز پر مطلع کر دیتا پھر جو چاہتا میرے ساتھ کرتا۔ معروف کرخی کہتے ہیں اس کے کلام نے مجھے رولا دیا میں نے کہا آپ مجھ سے جدا ہونے کے بعد اپنے کچھ حالات مجھے بیان کریں۔ اس نے کہا کہ ان کو ظاہر کرنا بہت دور چلا گیا۔ اور وہ حالات مجھ سے چھپانا چاہتا تھا اور کہا اے میرے سردار اور میرے آقا! میرے ابتداء کے حال وہ تھے جو راستے میں آپ نے دیکھے تھے پھر وہ رونے لگ گیا میں نے پوچھا پھر آپ کے ساتھ کیا ہوا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیس دن بھوکا رکھا۔ پھر میں ایک بستی میں گیا جہاں ککڑی کا کھیت تھا اور اس کھیت سے کیڑوں والی ککڑیاں چن کر پھینکی ہوئی تھیں میں بیٹھ کر انہیں کھانے لگ گیا کھیت والا مجھے دیکھ کر میرے پاس آیا میری کمر اور پیٹھ پر مارنے لگا اور کہنے لگا اے چور! تو نے ہی میرا کھیت خراب کیا ہے۔ میں کتنے دنوں سے تیری تاڑ میں ہوں یہاں تک کہ آج میں نے تجھے پکڑ لیا وہ مجھے مار رہا تھا اسی دوران ایک گھوڑا سوار جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس کے سر میں کوڑا مار کے کہا کہ تو اللہ کے ولی کو مار رہا ہے اور اسے چور کہتا ہے۔ کھیت والے نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گیا پھر اس نے میرے ساتھ اکرام کی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ (یعنی بہت اکرم کیا) اور مجھے اپنے پاس ٹھہرایا اور اس نے اپنا ککڑی کا کھیت اللہ کے لئے اور معروف کرخی کے ساتھیوں کے لئے وقف کر دیا۔ میں نے اسے کہا آپ مجھے معروف کرخی کے بارے میں مجھے بتائیں تو اس نے مجھے آپ کی صفات بتائیں تو میں نے آپ کی جو صفات راستے میں دیکھی تھیں یہ سن کر آپ کو

پہچان لیا۔ معروف کرخی کہتے ہیں اس جوان کی بات پوری نہیں ہوتی تھی تو کھیت والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آگیا وہ بہت مالدار آدمی تھا اس نے اپنا سارا مال نکال کے فقراء پر صدقہ کر دیا۔ اور ایک سال تک اس جوان کی صحبت میں رہا۔ وہ دونوں حج کے لئے چلے گئے اور ان دونوں کا ربذہ میں انتقال ہوا۔

ایک چور کی رات کو قرآن کی آیت سن کر توبہ اور موت کا واقعہ :

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے نکلا اور کوفہ کی ایک گلی میں پڑاؤ ڈالا ایک اندھیری رات کو میں نکلا تو ایک آدمی کے پاس سے گذرا جو رات کے وقت چیخ رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا۔ اے میرے مولا! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم میں نے تیری نافرمانی سے تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا تھا اور جب میں نے تیری نافرمانی کی تو میں تیری سزا سے جاہل نہیں تھا۔ لیکن ایک غلطی مجھ سے سرزد ہو گئی۔ میری بدبختی نے اس خطا میں میری مدد کی اور تیری پردہ پوشی نے مجھے اس غلطی پر ابھارا۔ میں نے اپنی کوشش سے تیری نافرمانی کی اور اپنی جہالت کی وجہ سے تیری مخالفت کی۔ تیرے پاس میرے خلاف دلیل ہے۔ ابھی تیرے عذاب سے مجھے کیا چیز بچائے گی۔ جب تو نے اپنی رسی مجھ سے کاٹ لی تو میں کس کی رسی سے تجھ تک پہنچوں گا۔ ہائے جوانی ہائے جوانی۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو میں نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿ناراً وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ ۹۹۔ (اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جس پر تند خو مضبوط فرشتے ہیں) ۱۰۰۔

میں نے ایک زوردار حرکت سنی اس کے بعد میں نے کوئی چیز نہ سنی اور چلا گیا۔ دوسرے دن میں اسی راستے سے واپس آیا تو ایک جنازہ رکھا ہوا تھا اور ایک بڑھیا سے میں نے میت کے بارے میں پوچھا وہ بڑھیا مجھے پہچانتی نہیں تھی اس نے کہا یہ آدمی اللہ ہی اسے بدلہ دے، میرے بیٹے کے پاس سے گزشتہ رات کو گزرا

۹۹۔ سورۃ التحریم آیت ۶

۱۰۰۔ بیان القرآن جلد ۱۲ ص ۲۱

اور میرا بیٹا کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا تو اس آدمی نے قرآن پاک کی آیت تلاوت کی جب میرے بیٹے نے سنا تو اس کی شہ رگ پھٹ گئی اور انتقال ہو گیا۔

ایک عورت کی گانے اور بنسری سے اور اس کے سامنے اس کے آقا کی توبہ کا واقعہ:

مصنف کہتے ہیں مجھے ایک کتاب کے اندر یہ واقعہ ملا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرا جی گھبرایا میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں ہسپتال میں جا کر بے وقوف لوگوں کو دیکھ کر ان کے حالات سے عبرت حاصل کروں میں ایک مینٹل ہسپتال میں گیا اس میں ایک عورت کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے تھے اور عورت کے جسم پر خوبصورت کپڑے تھے اور عمدہ قسم کی خوشبوئیں لگا رکھی تھی۔ وہ یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

أُعِیْذُكَ اَنْ تَغُلَّ یَدِیْ
بغیْرِ جَرِیمَةٍ سَبَقَتْ

تَغُلُّ یَدِیْ اِلٰی عُنُقِیْ
وَمَا خَانَتْ وَلَا سَرَقَتْ

وَبَیْنَ جَوَانِحِیْ كَبِدٌ
اُحِسُّ بِهَا قَدِ احْتَرَقَتْ

وَحَقِّكَ یَامُدٰی اَمَلِیْ
یَمِیْنًا بَرَّةً صَدَقَتْ

فَلَوْ قَطَعْتَهَا قِطَعًا
وَحَقِّكَ عَنْكَ لَانْطَقَتْ

۱۔ بغیر کسی گذشتہ جرم کے ہاتھوں کو باندھنے سے میں تیری پناہ چاہتی ہوں۔
۲۔ تو میرے ہاتھ میری گردن کے پیچھے باندھتا ہے حالانکہ نہ انہوں نے خیانت کی ہے نہ چوری کی ہے۔
۳۔ میری پسلیوں کے درمیان ایک جگر ہے جس کو میں محسوس کر رہی ہوں کہ وہ جل رہا ہے۔
۴۔ اے میری امید کی انتہا! تیرے حق کی قسم کھاتی ہوں جو اچھی ہے اور سچی ہے۔
۵۔ تیرے حق کی قسم اگر تو ان ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تجھے کچھ نہیں بولیں گے۔

حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ہسپتال والے سے پوچھا یہ کون ہے اس نے کہا یہ ایک باندی ہے جس کی عقل زائل ہو چکی ہے۔ اس کی عقل درست ہونے کے لئے اسے قید کیا گیا ہے۔ جب باندی نے ہسپتال والے کی بات سنی تو اس نے یہ اشعار کہے۔

مَعْشَرَ النَّاس ماجُنِنْتُ وَلٰکِنْ
اَنَا سَکْرَانَۃٌ وَقَلْبِیْ صَاحٍ

لِمَ غَلَلْتُمْ یدِیْ وَلَمْ اٰتِ ذَنْباً
غَیْرَ ھَتکی فِیْ حُبِہٖ وَاْفتضاحِی

اَنَا مفتُوْنَۃٌ بِحُبِّ حَبِیْبٍ
لَسْتُ اَبْغِی عَنْ بَابِہٖ مِنْ بِرَاحٍ

فَصلَا حِی الَّذِیْ زعمتُمْ فَسَادِیْ
وَفَسَادِی الَّذِیْ زَعمتُمْ صَلَاحِیْ

مَاعَلٰی مَنْ اَحَبَّ مولٰی الْمَوالِی
وَارْتضَاہُ لِنفسِہٖ مِنْ جُنَاحٍ

۱۔ اے لوگوں کی جماعت! مجھے جنون نہیں ہے لیکن میں مست ہوں اور میرا دل صحیح ہے۔

۲۔ تم نے میرے ہاتھ کیوں باندھے ہیں حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں سوائے اس کے اس کی محبت میں میری پردہ دری ہو گئی۔ اور میں رسوا ہو گئی۔

۳۔ میں ایسے محبوب کی صحبت میں دیوانی ہوں جس کے دروازے سے میں ہٹنا نہیں چاہتی۔

۴۔ میری صحت وہ ہے جسے تم نے میری بیماری سمجھا اور میری بیماری وہ ہے جسے تم نے میری صحت سمجھا۔

۵۔ جو شخص آقاؤں کے آقا سے محبت کرے اور اسے اپنے لئے پسند کرے اس پر کوئی حرج نہیں۔

سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس عورت سے ایسا کلام سنا جس نے مجھے رلا دیا۔ جب اس نے میرے آنسو دیکھے تو کہنے لگی اے سری! یہ تمہارے آنسو صرف اس کی تعریف پر بہہ پڑے تو تمہارا کیا حال ہوگا اگر تم اس کو ایسے پہچانو جیسے پہچاننے کا حق ہے۔ میں نے اسے کہا۔ یہ تو بہت عجیب بات ہے تو مجھے کہاں سے پہچانتی ہے وہ کہنے لگی۔ جب سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ بلند درجوں والے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اس دن سے میں نے آپ کو پہچانا۔ میں نے اسے کہا تو محبت کا تذکرہ کرتی ہے۔ تو کس سے محبت کرتی ہے۔ وہ کہنے لگی میں اس ذات سے محبت کرتی ہوں جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے ہمارے ہاں پہچانی جاتی ہے اور اپنی نعمتوں کی وجہ سے ہماری محبوب ہے۔ اور جو ہمارے اوپر اپنی بہت زیادہ عطاؤں سے سخاوت کرتی ہے۔ جو دلوں کے قریب ہے۔ جو دعائیں قبول کرتی ہے۔ جسے اپنے اچھے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اسے اچھے ناموں سے پکاریں۔ وہ ذات حکمت والی ہے اور کریم ہے۔ اور قریب ہے۔ اور اپنے بندوں کی پکار کا جواب دیتی ہے۔ سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا۔ تجھے قید میں کیوں ڈالا گیا۔ اس عورت نے کہا جو کچھ آپ

نے مجھ سے سنا۔ میری قوم نے مجھ پر اس کا عیب لگایا۔ میں نے ہسپتال والے سے کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ اس نے چھوڑ دیا۔ میں نے اس باندی سے کہا۔ تو جہاں چاہے چلی جا۔ وہ کہنے لگی میرے دلی دوست نے اپنے ایک بندے کو میرا مالک بنایا ہے۔ اگر میرا مالک راضی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ میں صبر کروں گی اور ثواب کی امید رکھوں گی میں نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ باندی تو مجھ سے بھی زیادہ سمجھدار ہے۔ پھر اس کا مالک آ گیا اس کے ساتھ بہت لوگ تھے۔ ہسپتال والے سے کہنے لگا کہ بدعہ [۱۰۱] کہاں ہے۔ ہسپتال والے نے کہا سری نے اس کے پاس آکر اسے چھڑا لیا۔ جب اس کے مالک نے مجھے دیکھا تو میری تعظیم کی۔ میں نے اس سے کہا۔ اللہ کی قسم یہ باندی مجھ سے زیادہ تعظیم کے لائق ہے۔ آپ اسکے اندر کون سی غیر مناسب چیز پاتے ہیں وہ کہنے لگا۔ اس کا زیادہ فکر کرنا۔ اور آنسوؤں کا جلدی بہنا اور سانس کا اکھڑ جانا اور ہچکیوں کا لگ جانا اور اس کا رونا اور اس کا دنیا سے بے رغبت ہونا اور یہ کسی کھانے والے کے ساتھ کھاتی نہیں یہ کسی پینے والے کے ساتھ پیتی نہیں۔ یہی میری پونجی ہے۔ جسے میں نے اپنے سارے مال بیس ہزار درھم کے بدلے خریدا تھا اور میں نے یہ امید رکھی تھی کہ میں اس کی قیمت کے بقدر اس میں نفع حاصل کروں گا۔ (یعنی چالیس ہزار درہم کی بیچوں گا) سری کہتے ہیں میں نے پوچھا اس کا ہنر کیا تھا۔ اس کا مالک کہنے لگا۔ یہ گویا تھی میں نے کہا یہ بیماری اسے کب سے لگی۔ اس نے کہا۔ ایک سال سے۔ میں نے پوچھا اس بیماری کی ابتداء کیسے ہوئی وہ کہنے لگا کہ بانسری اس کی گود میں تھی اور یہ گا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

وَحقِّكَ لَا نَقضتُ الدَّهرَ عَهْداً
وَلاَ كَدَّرْتُ بَعْدَ الصَّفْوِ وُدّاً

مَلأتُ جَوَانحِيْ وَ الْقَلْبَ وَجْداً
فَكَيْفَ اقَرُّ أَوْ اَسْلُوْ وَاَهْدَا

---

[۱۰۱] اس باندی کا نام تھا۔

فَیامنْ لَیْس لِی مولٰی سواہُ
تُراکَ ترکتنیْ فِی النّاس عَبْدًا

۱۔ تیرے حق کی قسم میں زمانے میں کبھی عہد نہیں توڑوں گی اور خالص محبت کے بعد کبھی اسے مکدر نہیں کروں گی۔
۲۔ میں نے اپنے اطراف اور دل کو محبت سے بھر رکھا ہے اب کیسے میں ٹھہروں یا تسلی کروں اور خاموش رہوں۔
۳۔ اے وہ ذات جس کے سوا میرا کوئی آقا نہیں تو ایسے لگتا ہے جیسا تو نے لوگوں میں مجھے غلام بنا کر چھوڑ دیا۔

اس کے مالک نے کہا پھر اس نے بانسری توڑ دی اور کھڑے ہو کر رونے لگی۔ میں نے کسی انسان کی محبت میں اس پر تہمت لگائی اور میں نے اس بارے میں جانچ پڑتال کی تو کسی انسان کی محبت کا مجھے کوئی اثر نہ ملا۔ سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس باندی سے مخاطب ہو کر کہا کیا اسی طرح ہوا۔ وہ کہنے لگی۔

خَاطَبَنِیْ الوعْظُ مِنْ جَنَانِیْ
وکَانَ وعْظِیْ علَیْ لِسَانِیْ

قرّبَنِیْ منْہُ بعْدَ بُعْدٍ
وخصّنِیْ اللّٰہُ واصْطَفَانِیْ

اجبْتُ لمَا دعِیتُ طوْعاً
ملَبیا للّذیْ دعَانِیْ

وخِفْتُ مما جنیْتُ قدْماً
فوقعَ الحُبُّ بِالاَماصِنْ

۱۔ میرے دل سے نصیحت مجھ سے مخاطب ہوئی اور میری نصیحت میری

زبان پر آگئی۔

۲۔ اس نصیحت نے مجھے دوری کے بعد قریب کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص کر لیا اور چن لیا۔

۳۔ جب مجھے بلایا گیا میں نے اپنے بلانے والے کی بات پر لبیک کہتے ہوئے خوشی سے قبول کی۔

۴۔ مجھے اپنی پرانی غلطیوں سے خوف آیا تو محبت امن کے ساتھ واقع ہو گئی۔

میں نے اس کے مالک سے کہا اس کی قیمت میرے ذمے ہے اور پہلی قیمت سے میں آپ کو زیادہ دوں گا۔ اس نے چیخ ماری اور کہنے لگا ہائے میں فقیر ہو گیا۔ آپ اس کی قیمت کہاں ادا کر سکیں گے میں نے کہا آپ جلدی نہ کریں ہسپتال میں رہیں میں اس کی قیمت لے کر آؤں گا میں چلا گیا اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور میرا دل مُر جھا رہا تھا میں نے رات گزاری مجھے ساری رات نیند نہ آئی۔ اللہ کی قسم میرے پاس اس باندی کی قیمت کے لئے ایک درہم بھی نہ تھا۔ میں ساری رات اللہ کے سامنے روتا رہا اور یہی کہتا رہا اے اللہ! تو میرے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔ میں نے تیرے فضل پر بھروسہ کیا اور تیری طرف متوجہ ہوا لہٰذا تو مجھے رسوانہ کر۔ میں اسی پریشانی میں تھا تو سحری کے وقت کسی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک دوست ہوں بہت زیادہ دینے والا بادشاہ کی طرف سے ایک سبب لے کر آیا ہوں میں نے دروازہ کھولا تو ایک آدمی اس کے ساتھ خادم نے چراغ پکڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے استاد! کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ میں نے کہا آپ اندر آجاؤ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں احمد بن مثنی ہوں۔ مجھے میرے گھر کے مالک نے بہت زیادہ عطا کیا ہے۔ میں رات کو سویا ہوا تھا۔ خواب کے اندر مجھے کسی نے یہ کہا پانچ [۱۰۲] تھیلے اٹھا کر سری کے پاس لے جاؤ کہ سری یہ پیسے بدعہ کے مالک کو دے دیں گے اسے قید سے اور بندوں کی غلامی سے چھڑانے کے لئے۔ اور ابھی لے جاؤ

۱۰۲۔ ایک تھیلا پچاس ہزار درہم کا تھا۔

کیونکہ ہمیں بدعہ کی فکر ہے۔ میں جلدی سے یہ مال لے کر آیا ہوں آپ اس کے ساتھ جو چاہیں کریں۔ حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اللہ کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور صبح کا انتظار کرنے لگا جب دن کی روشنی بلند ہوئی میں احمد کا ہاتھ پکڑ کر ہسپتال کی طرف لے گیا۔ ہسپتال والا دائیں بائیں ٹہل رہا تھا۔ جب اس نے مجھے آتا ہوا دیکھا تو خوش آمدید کہا اور کہنے لگا کہ آپ اندر آجائیں کیونکہ اس باندی کا اللہ کے ہاں مرتبہ ہے مجھے گذشتہ رات ایک کہنے والے نے کہا۔

اِنَّھَا مِنَّا بِبَال
لَیْسَ تَخْلُوْ مِنْ نَوَالٍ
قَرُبَتْ ثُمَّ تَسمَّتْ
وَعَلَتْ فِیْ کُلِّ حَالٍ

ا۔ یہ باندی ہمارے دل میں ہے یہ ہماری عطاؤں سے خالی نہیں ہے۔
۲۔ اس نے قریب ہو کر نام پایا ہے اور یہ ہر حال میں بلند درجہ ہے۔

میں نے یہ الفاظ یاد کر لئے اور تمہارے آنے تک انہیں دھراتا رہا۔ سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اس باندی کے پاس گیا تو وہ یہ کہہ رہی تھی۔

قَدْ تصَبَّرْت اِلیٰ ان
غیل فی حبك صدری
ضاق من غلیِ و قیدی
وامتھانی فیك صدری
لیس یخفی عنك امری
یا منی قلبی وذخریَ
انت لی تعتق رقی
وتفك الیوم اَسری

۱۔ میں نے اتنا صبر کیا کہ تیری محبت میں میرا صبر جاتا رہا۔
۲۔ تیری وجہ سے میرے ہاتھ باندھنے اور قید میں پڑنے سے میرا سینہ تنگ ہو گیا۔
۳۔ اے میرے دل کی آرزو! اور اے میرے ذخیرے! تجھ سے میرا معاملہ پوشیدہ نہیں۔
۴۔ تو ہی مجھے غلامی سے آزاد کرے گا اور تو ہی آج مجھے قید سے چھڑائے گا۔

سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس باندی کا مالک روتا ہوا اور دوڑتا ہوا میرے پاس آیا تو میں نے اسے کہا جتنی قیمت سے تو اس کا وارث بنا اتنی اور پانچ ہزار نفع ہم تیرے پاس لائے ہیں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم (میں اس قیمت کے ساتھ نہیں بیچتا) میں نے کہا دس ہزار کے نفع کے ساتھ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا اس کی قیمت کے برابر نفع کے ساتھ۔ اس نے کہا اگر آپ پوری دنیا مجھے دے دیں تو مجھے قبول نہیں یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔

میں نے اس کے مالک سے پوچھا کیا قصہ ہوا۔ اس نے کہا اے استاذ! گذشتہ رات مجھے ڈانٹ پڑی میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنا سارا مال چھوڑ کر اللہ کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے لئے گنجائش میں کفیل بن جا۔ پھر میں ابن مثنیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسے دیکھا تو وہ رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تم کیوں رو رہے ہو۔ اس نے کہا میرے مولا نے جب مجھے اپنی طرف بلایا ہے تو وہ مجھ سے راضی نہیں ہو گا۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا بدعہ باندی سب کے لئے کیا ہی بڑی برکت والی ہے۔ بدعہ کھڑی ہوئی اور اپنے جسم سے فاخرہ لباس اتار کر بالوں کا لباس پہن لیا اور وہ نکل کر چلی گئی۔ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی۔

هربت منه اليه
بكيت منه عليه

وحقه فهو مولٰی
لازلت بین یدیه

حتیٰ اَنَال واَحْظیٰ
بمارَ جوْتُ لَدَیْهِ

۱۔ میں محبوب سے محبوب ہی کی طرف بھاگی اور اسی سے اس پر ہی روئی۔
۲۔ اس کے حق کی قسم وہی میرا مولا ہے میں ہمیشہ اس کے سامنے رہوں گی۔
۳۔ تاکہ جس چیز کی مجھے اس سے امید ہے اس کو میں پالوں اور حاصل کرلوں۔

حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد ایک رات تک میں اسی حال میں رہا یعنی مجھے اس کا کوئی حال معلوم نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کا مالک بھی فوت ہو گیا۔ میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے زخمی جگر سے غمگین انسان کی آواز سنی۔ جو یہ کہہ رہا ہے۔

قَدْ تَشَهَّرْتُ بحبُّك
كَيْفَ لِيْ مِنْكَ بِقُرْبك

كَيفَ لِيْ يَا نَفْسُ
اَن يؤاْخِذَكَ اللّٰهُ بذَنبكَ

لَمْ يُقاسي اَحد يَا
نَفْسُ كُرْباً مِثْلَ كَرْبك

فَسَلْيٰ رَبَّكِ يَاتى
لكَ الرضىٰ مِنْ عِنْدِرَبّكَ

۱۔ میں تیری محبت میں مشہور ہو گئی تیرا قرب مجھے کیسے حاصل ہو گا۔
۲۔ اے نفس! اگر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کی وجہ سے تیرا مؤاخذہ کرے تو

میرا کیا بنے گا۔

۳۔ اے نفس! تیری مشقت جیسی مشقت کی تکلیف کسی نے برداشت نہیں کی۔

۴۔ اپنے رب سے سوال کر تیرے رب کے پاس سے تیرے پاس خوشی آئے گی۔

سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں آواز کے پیچھے گیا تو وہی باندی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے سری! السلام علیکم میں نے کہا وعلیک السلام تو کون ہے؟ کہنے لگی لا الہ الا اللہ پہچاننے کے بعد انجان بن گئے میں بدعہ ہوں۔ میں نے پوچھا مخلوق سے کٹنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تجھے کیا فائدہ دیا؟ کہنے لگی میری ہر آرزو پوری کی اور یہ اشعار کہے۔

يَامَنْ رأىٰ وَحْشَتِیْ فَاٰ نَسَنِیْ
بِالْقُرْبِ مِنْ قُرْبِهٖ فَانْعَشَنِیْ

هَرِبْتُ مِنْ مَسْكَنِیْ اِلیٰ سَكَنِیْ
نَعَمْ وَمِنْ مَوطَنِیْ إلیٰ وَطَنِیْ

يَامسكَنِیْ لَا خلوتُ مِنْ سَكَنِیْ
دَهرِیْ وَيَا عُدَّتِی عَلیَ الزَّمَنِ

اَوْحَشَنِیْ مَافَقَدْتُ مِنه فَقَدْ
عَادَ بِاحْسَانِهٖ فَانَسَنِیْ

وَعُدْتُ اَيضاً وَعَادَ مُنْعَطِفاً
كَذٰلكَ مُذْكَانَ مِنْهَ عَوَّدَنِیْ

۱۔ اے وہ ذات جس نے میری وحشت دیکھ کر مجھے مانوس کیا اپنے قریب کر کے مجھے بلند کیا۔

۲۔ میں ایک ٹھکانے سے دوسرے ٹھکانے کی طرف بھاگی اور ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف بھاگی۔

۳۔ ہائے میری پناہ گاہ! میں زمانے میں اپنی پناہ گاہ سے علیحدہ نہ ہوتی اور ہائے

زمانے میں میری تیاری۔

۴۔ جو چیز میں نے اس سے گم پائی اس نے مجھے وحشت ناک بنادیا پھر اس ذات نے اپنا احسان لوٹا کر مجھے مانوس کیا۔

۵۔ میں بھی لوٹ آئی اور وہ بھی نرمی کرتے ہوئے لوٹ آیا۔ جب سے اس نے مجھے لوٹایا اس وقت سے یہی حال رہا۔

پھر وہ کہنے لگی کہ مجھے بلقاء جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے اپنے پاس بلالے سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اسے بلایا تو اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

چند نو مسلموں کی توبہ کے واقعات

ابو اسماعیل نصرانی کی توبہ اور اس کے اسلام لانے کا واقعہ:

عبداللہ بن فرج کہتے ہیں کہ موصل میں ایک نصرانی مرد تھا جس کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔ وہ ایک رات ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو اپنے مکان کی چھت پر تہجد کی نماز میں یہ آیت پڑھ رہا تھا ﴿وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ طَوْعاً وَكَرْهاً وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ ۱۰۳ (اللہ تعالیٰ کے سامنے سب سر افگندہ ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے) ۱۰۴

راوی کہتے ہیں ابو اسماعیل ایک چیخ مار کے بیہوشی کی حالت میں رہا۔ صبح کو مسلمان ہو کر فتح موصلی کے پاس آگیا اور ان کی صحبت میں رہنے کی اجازت مانگی لہٰذا ان کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت کرتا رہا۔ راوی کہتے ہیں ابو اسماعیل اتنا روتا تھا کہ اس کی ایک آنکھ ختم ہو گئی تھی اور دوسری کمزور ہو گئی تھی۔ میں نے اس سے ایک دن پوچھا۔ مجھے فتح موصلی کے حالات سنائیں۔ وہ پھر رونے لگا پھر کہنے لگا میں ان کے بارے میں آپ کو بتاؤں۔ اللہ کی قسم وہ تو روحانیت کی ایک شکل تھی۔ ان کا دل آخرت کی چیزوں کے ساتھ اٹکا ہوا تھا۔ دنیا میں ان کے لئے کوئی راحت نہیں تھی میں نے کہا کچھ اور واقعہ سناؤ۔ وہ کہنے لگا ایک دن میں ان کے ساتھ عید میں شریک ہوا۔ عید گاہ سے لوگوں کے متفرق ہونے کے بعد وہ واپس آئے میں بھی ان کے ساتھ واپس آرہا تھا انہوں نے شہر کے کنارے دھواں اٹھتا ہوا دیکھا اور رو پڑے پھر کہنے لگے کہ لوگوں نے اپنی قربانیاں کر لیں۔ کاش مجھے پتہ چل جاتا اے میرے محبوب! میری قربانی کے بارے میں تو نے کیا کیا۔ پھر بے ہوش ہو کر گر گئے۔ میں نے پانی لا کر ان کے چہرہ پر ڈالا وہ

۱۰۳۔ سورۃ آل عمران آیت ۸۳

۱۰۴۔ بیان القرآن ج ۲ ص ۷۳

ہوش میں آئے تو شہر کی ایک گلی میں داخل ہوئے پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگے کہ تو میرے لمبے غم کو اور پریشانی کو اور دنیا کی گلیوں میں پھرنے کو جانتا ہے اے میرے محبوب! تو مجھے کب اس سے روکے گا پھر بے ہوش ہو کر گر گئے۔ میں نے پھر پانی لے کر ان کے چہرے پر ڈالا تو وہ ہوش میں آگئے اس کے بعد چند دن رہ کر ان کا انتقال ہو گیا۔

ایک نصرانی نوجوان کی توبہ اور اس کے اسلام لانے کا واقعہ:

حامد اسود ابراہیم خواص کے ساتھی کہتے ہیں کہ ابراہیم جب سفر میں جاتے تو کسی کو اس کے بارے میں اطلاع اور تذکرہ نہ کرتے اپنی چھاگل لے کر چل پڑتے ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ ان کی مسجد میں تھا۔ انہوں نے اپنی چھاگل لی اور چل پڑے میں بھی ان کے پیچھے چلتا رہا انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم کوفہ پہنچ گئے۔ ایک دن اور ایک رات انہوں نے کوفہ میں قیام کیا پھر قادسیہ ۱۰۵ ؎ کی طرف سفر شروع کیا۔ جب قادسیہ پہنچ گئے تو مجھ سے کہا اے حامد! تم کہاں جا رہے ہو۔ میں نے کہا اے میرے سردار! آپ کے نکلتے وقت میں نکلا تھا انہوں نے کہا میں تو مکہ جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا اور میں بھی مکہ جانا چاہتا ہوں۔ ہم دن رات چلتے رہے کچھ دنوں بعد راستے میں ہمیں ایک نصرانی جوان ملا۔ وہ ایک دن اور ایک رات ہمارے ساتھ سفر کرتا رہا۔ اللہ کے سامنے کوئی ایک سجدہ نہیں کرتا تھا۔ میں نے ابراہیم کو بتایا کہ یہ نوجوان نماز نہیں پڑھتا۔ ابراہیم نے اس سے پوچھا اے جوان! تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ حالانکہ نماز حج کی بنسبت تم پر زیادہ ضروری ہے۔ وہ جوان کہنے لگا۔ اے شیخ! نماز تو مجھ پر فرض نہیں۔ ابراہیم نے پوچھا کیا تو مسلمان مرد نہیں۔ اس نے کہا نہیں میں مسلمان نہیں ہوں۔ ابراہیم نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں

---

۱۰۵ ؎ عراق میں نجف کی غربی سمت میں وہ مشہور مقام جہاں جنگ قادسیہ ہوئی۔ (۱۴ ہجری - ۶۳۵ عیسوی)۔ اس میں مسلمانوں کی قیادت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کر رہے تھے اور مد مقابل فوج کا کمانڈر رستم تھا۔

لیکن میں نے نصرانیت میں توکل کا راستہ اختیار کیا ہے اور میرے نفس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ توکل کے اندر مضبوط ہو چکا ہے میں نے نفس کے دعویٰ میں کوئی تصدیق نہیں کی۔ یہاں تک کہ میں نے نفس کو اس بیابان کی طرف نکالا جہاں معبود کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور میں اپنے دل کا امتحان لے رہا ہوں۔ ابراہیم کھڑے ہو کر چل پڑے اور کہنے لگے اسے چھوڑ دو تمہارے ساتھ چلتا رہے وہ ہمارے ساتھ بطن مرّہ تک چلتا رہا۔ بطن مرّہ پہنچ کر ابراہیم نے اپنے پرانے کپڑے اتار کر پانی سے دھو لئے پھر بیٹھ گئے اور جوان سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا عبدالمسیح ابراہیم نے کہا اے عبدالمسیح! یہ مکہ کا راستہ ہے اور اللہ نے تیرے جیسے آدمی پر مکہ میں داخل ہونے کو حرام کیا ہے۔ اور ابراہیم نے یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ ۱۰۶ے (مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں) ۱۰۷ے اور ابراہیم نے کہا جو تم نے اپنے نفس کا حال معلوم کرنے کا ارادہ کیا وہ تمہارے لئے واضح ہو چکا۔ لہٰذا مکہ میں داخل ہونے سے بچو۔ اگر ہم نے تجھے مکہ میں دیکھ لیا تو ہم تجھے روکیں گے۔ حامد کہتے ہیں ہم اسے چھوڑ کر مکہ میں داخل ہو گئے اور ہم موقف کی طرف نکل کر عرفات میں بیٹھے ہوئے تھے تو وہ جوان ہمارے سامنے آیا وہ احرام کی حالت میں تھا۔ اسکے جسم پر دو کپڑے تھے وہ چہروں کو غور سے دیکھتے دیکھتے ہمارے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اور ابراہیم کے اوپر سیدھا گر کر ان کے سر کا بوسہ لینے لگا۔ ابراہیم نے اس سے پوچھا۔ اے عبدالمسیح! تمہارے ساتھ پیچھے کیا گزری۔ وہ جوان کہنے لگا آج میں اس کا بندہ ہوں مسیح جس کے بندے ہیں۔ ابراہیم نے اس سے کہا۔ اپنا قصہ ہمیں سناؤ۔ اس نے کہا۔ میں وہیں بیٹھا ہوا تھا تو حاجیوں کا ایک قافلہ آیا۔ میں کھڑا ہو کر اور مسلمانوں کی احرام والی حالت بنا کر اجنبی بن کے ان کے ساتھ ہو

۱۰۶ے سورۃ التوبہ آیت ۲۸

۱۰۷ے بیان القرآن ج ۴ ص ۱۰۴

گیا جب میری نظر کعبہ پر پڑی تو میرے نزدیک اسلام کے علاوہ سارے دین نیست و نابود ہو گئے میں مسلمان ہو گیا اور میں نے غسل کر کے احرام باندھ لیا اور میں آج آپ کو تلاش کر رہا تھا۔ ابراہیم میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اے حامد! نصرانیت میں دوستی کی برکت دیکھو۔ کیسے اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دی اور وہ ہمارا ساتھی بن گیا۔ یہاں تک کہ فقراء کے درمیان اس کا انتقال ہوا۔

ایک بُت پرست کی توبہ اور اس کے اسلام کا واقعہ:

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں میں کشتی میں تھا ہوا نے ہمیں ایک جزیرے میں جا پھینکا اس جزیرے میں ایک بُت پرست رہتا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے بُت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا کہ کشتی میں ہمارے ساتھ ایک آدمی ہے جو اس جیسا بُت بناتا ہے اور یہ بُت معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ اس نے پوچھا تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ ہم نے کہا ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا اللہ کون ہے؟ ہم نے کہا اللہ وہ ذات ہے جس کا عرش آسمان میں ہے جس کی بادشاہت زمین میں ہے اور جس کی تقدیر زندوں اور مردوں میں ہے۔ اس نے پوچھا تم نے اللہ کو کیسے پہچانا۔ ہم نے کہا اس بادشاہ نے ہمارے پاس ایک کریم رسول بھیجا جس نے ہمیں اس کی خبر دی اس نے پوچھا اب وہ رسول کہاں ہیں؟ ہم نے کہا جب اس نے پیغام پہنچا دیا تو اللہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے پاس کوئی نشانی چھوڑی ہے ہم نے کہا ہاں اس نے ہمارے پاس اس بادشاہ کی کتاب چھوڑی ہے۔ اس نے کہا۔ اس بادشاہ کی کتاب ہمیں دکھاؤ ہم نے قرآن پاک لا کر اس کے سامنے رکھا۔ اس نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تم اس میں سے مجھے کچھ سناؤ ہم نے ایک سورۃ سنائی وہ سنتے ہوئے روتا رہا یہاں تک کہ وہ سورۃ پوری ہو گئی۔ اس نے کہا کہ اس پاک کلام والے کا حق یہی ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اس کو اسلام کے ارکان اور احکام بتائے اور چند سورتیں

قرآن پاک کی سکھائیں۔ جب رات ہوئی عشاء کی نماز پڑھ کر ہم سونے لگے تو اس نے پوچھا کیا تمہارا معبود بھی رات کو سوتا ہے۔ ہم نے کہا وہ پاک ذات حی قیوم ہے وہ نہ سوتا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے۔ اس نے کہا تم کس قدر نالائق بندے ہو آقا تو جاگتا رہے اور تم سو جاؤ۔ ہمیں اس کی بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ جب ہم اس جزیرہ سے واپس ہونے لگے تو وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو تاکہ میں دین کی باتیں سیکھوں۔ ہم نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب ہم شہر عباۤدان میں پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص نو مسلم ہے اس کے لئے کچھ معاش کا فکر بھی چاہئے ہم نے کچھ درہم چندہ کیا اور اس کو دینے لگے اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا کچھ درہم ہیں ان کو تم اپنے خرچ میں لے آنا۔ کہنے لگا لا الہ الا اللّٰہ تم لوگوں نے مجھے ایسا راستہ دکھایا جس پر خود بھی نہیں چلتے۔ میں ایک جزیرے میں تھا ایک بُت کی پرستش کرتا تھا خدائے پاک کی پرستش بھی نہ کرتا تھا۔ اس نے اس حالت میں بھی مجھے ضائع اور ہلاک نہیں کیا حالانکہ میں اس کو جانتا بھی نہیں تھا پس وہ اس وقت مجھے کیونکر ضائع کر دے گا جبکہ میں اس کو پہچانتا بھی ہوں (اس کی عبادت بھی کرتا ہوں) تین دن کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا آخری وقت ہے موت کے قریب ہے۔ ہم اس کے پاس گئے۔ اس سے پوچھا کہ تیری کوئی حاجت ہے تو بتا۔ کہنے لگا میری تمام حاجتیں اس پاک ذات نے پوری کر دیں جس نے تم لوگوں کو جزیرہ میں (میری ہدایت کے لئے) بھیجا تھا۔

شیخ عبدالواحد فرماتے ہیں کہ مجھ پر دفعتاً نیند کا غلبہ ہوا۔ میں وہیں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک نہایت سرسبز شاداب باغ ہے اس میں نہایت نفیس قبہ بنا ہوا ہے اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اس تخت پر ایک حسین لڑکی کہ اس جیسی خوبصورت عورت کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی یہ کہہ رہی ہے خدا کے واسطے اس کو جلدی بھیج دو اس کے اشتیاق میں میری بے قراری حد سے بڑھ گئی میری جو آنکھ کھلی تو اس نو مسلم کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ہم نے اس کی تجہیز و

تکفین کی اور دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے وہی باغ اور قبہ اور تخت پر وہ لڑکی اس کے پاس دیکھی وہ یہ آیت شریف پڑھ رہا تھا۔ ﴿وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ ۱۰۸ ۔ اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہوں گے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم مضبوط رہے تھے سو ان جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے۔

ایک مجوسی اور اس کے گھر والوں کی توبہ اور اسلام کا واقعہ :

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ملتقط کتاب کے اندر یہ واقعہ پڑھا کہ ایک علوی بلخ ۱۱۰ ۔ میں رہتا تھا۔ اور اس کی بیوی بھی علوی تھی اور اس کی بیٹیاں بھی تھیں جنہیں فقر لاحق ہو گیا وہ علوی فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی اپنی بیٹیوں کو لے کر دشمنوں کے خوف سے سمر قند ۱۱۱ ۔ آ گئی۔ ان کی ہجرت سخت سردی کے موسم میں ہوئی جب وہ شہر میں پہنچی تو بچیوں کو مسجد میں چھوڑ کر ان کے کھانا

---

۱۰۸ ۔ سورۃ الرعد آیت ۲۳، ۲۴

۱۰۹ ۔ بیان القرآن ج ۵ ص ۱۱۰

۱۱۰ ۔ بلخ: امارت اسلامی افغانستان کا قدیم شہر ہے۔ مزار شریف کے مغرب میں اور دریاء آمو کے جنوب میں تاریخی شہر ہے۔ ایران و ہند کے تجارتی قافلوں کا مرکز اور چین و مغربی ممالک کے لئے ریشم کی تجارت کی منڈی تھی۔ سکندر اعظم نے اس پر حکومت کی۔ سلجوقیوں کے زیر نگیں رہا۔ سلطنت یونانی ہند کا دارالخلافہ رہا ہے۔ پہلی صدی ہجری میں اسلام یہاں پہنچ گیا تو یہ سلطنت خراسان کا دارالخلافہ رہا اور ثقافت اسلامیہ کا مرکز بنا۔ ۱۲۲۰ء میں چنگیز خان نے اسے برباد کیا تو اس کی مرکزیت ختم ہو گئی اور مزار شریف کا ایک دس ہزار آبادی کا مضافاتی قصبہ بن گیا۔ دوسری صدی ہجری کی تعمیر شدہ مسجد وہاں موجود ہے۔ برامکہ اور دیگر بہت سارے اہل علم و فن اس شہر سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۱۱ ۔ سمرقند: ازبکستان کا ایک شہر ہے اس وقت اس کی آبادی پانچ لاکھ پچیس ہزار ہے۔ بہت بڑا زراعتی اور صنعتی مرکز ہے۔ وسط ایشیا میں اسلامی تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ ۱۲۲۰ء میں چنگیز خان نے ویران کیا۔ تیمور لنگ کا دارالخلافہ رہا ہے اور وہی دور اس شہر کے اوج کمال کا تھا۔ اسی میں تیمور لنگ کی قبر ہے۔

تلاش کرنے چلی گئی وہ دو مجمعوں کے پاس سے گزری۔ ایک مجمع مسلمان کے پاس تھا جو شہر کا شیخ تھا اور ایک مجمع مجوسی کے ارد گرد تھا جو شہر کا ناظم تھا۔ اس علویہ نے پہلے مسلمان کے پاس جا کر اپنا حال بیان کیا اور کہنے لگی میں ایک رات کی روزی چاہتی ہوں۔ اس مسلمان نے کہا میرے پاس اپنے علویہ ہونے کی دلیل لے آ۔ اس عورت نے کہا اس شہر میں مجھے کوئی پہچانتا نہیں۔ لہذا مسلمان نے اس عورت سے اعراض کر لیا تو وہ مجوسی کے پاس گئی اور اسے اپنا حال بتایا اور مسلمان کے ساتھ جو بات چیت ہوئی تھی وہ بھی مجوسی سے کہہ دی۔ مجوسی نے اپنے گھر والوں کو اس علویہ کے ساتھ مسجد میں بھیجا مجوسی کے گھر والے اس عورت کے بچوں کو اپنے گھر لے آئے اور انہیں عمدہ قسم کا لباس پہنایا رات کو اس مسلمان نے خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہو چکی ہے۔ اور جھنڈا حضور ﷺ کے پاس ہے اور ایک سبز زمرد کا محل ہے اس مسلمان نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! یہ محل کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک موحد مسلمان کا ہے اس نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! میں موحد مسلمان ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ۔ تو اپنے موحد مسلمان ہونے پر دلیل لے آ۔ تو یہ مسلمان حیران ہو کر رہ گیا۔ آپ ﷺ نے اس مسلمان سے فرمایا۔ تو نے علویہ سے کہا کہ میرے پاس دلیل لے آ جس وقت وہ تیرے پاس آئی تھی لہذا تو بھی میرے پاس دلیل لے آ۔ یہ مسلمان بیدار ہو کر رونے لگا اور اپنے آپ کو طمانچے مارنے لگا اور اس عورت کو تلاش کرنے کے لئے نکل کر شہر میں چکر لگانے لگا تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ علویہ کہاں ہے اس نے مجوسی کے پاس پیغام بھیجا۔ مجوسی اس مسلمان شیخ کے پاس آ گیا۔ اس نے مجوسی سے پوچھا علویہ کہاں ہے۔ مجوسی نے کہا وہ میرے پاس ہے مسلمان نے کہا میں اس کو یہاں لانا چاہتا ہوں۔ مجوسی نے کہا اس کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ مسلمان نے کہا مجھ سے ہزار دینار لے لو اور ان بچوں کو میرے سپرد کر دو۔ مجوسی نے کہا میں ایسے بھی نہیں کروں گا۔ انہوں نے مجھ سے میزبانی طلب کی اور مجھے ان کی برکات مل گئیں مسلمان نے کہا انہیں ضرور

یہاں لانا پڑے گا مجوسی نے کہا جسے آپ تلاش کر رہے ہیں میں اس کا زیادہ حق دار ہوں اور جو محل آپ نے دیکھا ہے وہ میرے لئے بنایا گیا ہے کہ آپ مجھے اپنے اسلام کی وجہ سے دبارہے ہیں اللہ کی قسم میں اور میرے گھر والے جب تک ہم علویہ کے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوئے اس وقت تک سوئے نہیں جو خواب آپ نے دیکھا وہی ہم نے دیکھا۔ مجھ سے حضور ﷺ نے پوچھا کیا علویہ اور اس کی بچیاں تیرے پاس ہیں۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ محل تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے۔ تم اور تمہارے گھر والے جنتی لوگوں میں سے ہو۔ اللہ نے تمہیں ازل سے مؤمن پیدا کیا تھا۔

ایک محسن یہودی کی توبہ اور اس کے اسلام کا واقعہ :

ابو عمران لولوی کے سسر بہت نیک آدمی تھے جو فقیروں کی خدمت کیا کرتے تھے اور ان کا گھر مہمان خانہ تھا۔ ایک بار کچھ لوگوں نے ان کے پاس آکر پڑاؤ ڈالا یہ حاکم کے پاس ان کے لئے کچھ لینے گئے تو حاکم نے انہیں کچھ نہ دیا پھر ایک یہودی کے پاس گئے تو یہودی نے ان کے گھر تمام ضروریات بھجوادیں۔ جب حاکم سوگیا تو اس نے خواب میں سرخ موتیوں کا محل دیکھا اور اس میں جانے کا ارادہ کیا تو اسے محل سے روک دیا گیا اور اسے بتایا گیا کہ یہ محل تمہارے لئے تھا پھر فلاں یہودی کو دے دیا گیا۔ صبح ہوئی تو حاکم ابو عمران کے سسر کے پاس گیا اور ان سے پورا واقعہ معلوم کیا انہوں نے حاکم کو بتلایا۔ حاکم نے یہودی کو بلوا کر کہا۔ تمہارے لئے جنت میں ایک محل ہے کیا تم اسے دس ہزار درہم کا بیچتے ہو۔ یہودی نے کہا نہیں۔ حاکم نے قیمت بڑھادی۔ یہودی نے پھر بھی انکار کر دیا اور حاکم سے قصہ معلوم کیا حاکم نے اپنا خواب یہودی کو بتلایا۔ یہودی نے ابو عمران کے سسر سے کہا۔ میرے اوپر اسلام پیش کرو تو یہودی مسلمان ہو گیا۔

ایک سخی مجوسی اور اس کے گھر والے اور

اس کی قوم کی توبہ اور اسلام کا واقعہ :

ابو حفص نیشاپوری نے موسم بہار میں ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا۔ آجاؤ سیر و تفریح کے لئے چلیں لہذا وہ سیر کے لئے نکل پڑے۔ ایک محلّہ میں گزرے تو ایک گھر میں امرود کا پھل دار درخت دیکھ کر اسے دیکھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اس گھر سے ایک بڑی عمر کا بوڑھا مجوسی نکلا اور ابو حفص سے کہا اے نیک لوگوں کے پیشوا! کیا آپ بُرے لوگوں کے پیشوا کے مہمان بنیں گے تو ابو حفص اپنے ساتھیوں سمیت اس کے گھر میں چلے گئے اور ان کے ساتھ قاری بھی تھے۔ مجوسی نے ایک تھیلا نکالا جس میں درہم تھے اور کہنے لگا میں یہ جانتا ہوں کہ کھانے کی جس چیز کو ہمارے ہاتھ لگ جائیں آپ لوگ اس سے بچتے ہو لہذا آپ کسی کو حکم کریں وہ آپ کے لئے بازار سے کوئی چیز خرید کر لائے گا۔ توانہوں نے اس طرح ہی کیا جب ابو حفص نے گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو مجوسی نے ان سے کہا آپ کے لئے نکلنا ممکن نہیں جب تک میں آپ کے ساتھ نہ ہو جاؤں۔ لہذا مجوسی اور اس کی اولاد اور اس کے قبیلہ کے دس سے زیادہ آدمی مسلمان ہو گئے۔

بغداد کے رہنے والے ایک مجوسی اور اس کے بیٹے، بیٹی اور اس کے ساتھیوں کی توبہ اور اسلام :

ابن ابی دنیا کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اسے فرمارہے ہیں کہ بغداد میں فلاں مجوسی سے جاکر کہو کہ دعا قبول ہو گئی ہے وہ شخص کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ میں مجوسی کے پاس کیسے جاؤں گا دوسری رات سویا تو پھر اسی طرح خواب دیکھا اور تیسری رات پھر اسی طرح خواب دیکھا۔ تیسرے دن صبح کو میں بغداد کی طرف چل پڑا اور مجوسی کے پاس پہنچ گیا میں نے اسے دیکھا کہ بہت نعمتوں میں اور دنیا کی کشائش میں ہے۔ میں نے اس کے پاس جاکر سلام کیا اور بیٹھ گیا اس نے پوچھا کیا آپ کی کوئی

ضرورت ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا بتائیں میں نے کہا علیحدگی میں بتاؤں گا۔ لوگ اس کے پاس سے ہٹ گئے اور اس کے خواص دوست ساتھ رہ گئے۔ میں نے کہا ان سے بھی علیحدگی میں بتاؤں گا۔ اس مجوسی نے اپنے خواص کو بھی ہٹا دیا اور مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ؟ میں نے کہا میں حضور ﷺ کا قاصد بن کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ ﷺ تجھے فرمارہے ہیں کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ مجوسی نے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا میں اسلام کا اور محمد ﷺ کی رسالت کا منکر ہوں۔ میں نے کہا میں نے بھی یہ خیال کیا تھا لیکن حضور ﷺ نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اس نے کہا آپ ﷺ نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے! میں نے کہا جی ہاں۔ مجھے اس نے کہا ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہا۔ میں پہلے گمراہی میں تھا اور اب میں نے حق کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ تم میں سے جو شخص مسلمان ہو جائے گا اس کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ہو گا۔ اور جو مسلمان نہیں ہو گا میں اپنی ہر چیز اس سے چھین لوں گا تو اس کے ساتھیوں میں سے بہت تھوڑوں کے علاوہ سارے مسلمان ہو گئے پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا اے میرے بیٹے۔ میں گمراہی میں تھا اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ تو تو کون سا مذہب اختیار کرے گا؟ بیٹے نے کہا اے ابا جان میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس مجوسی نے اپنی بیٹی کو بلا کر کہا اے بیٹی میں اور تیرا بھائی مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو مسلمان ہو جائے گی تو میں تجھے تیرے بھائی کے نکاح سے جدا کر دوں گا بیٹی نے کہا اے ابا جان اللہ کی قسم میں تو پہلے سے ہی بھائی کے ساتھ نکاح کو ناپسند سمجھتی تھی۔ وہ بیٹی بھی مسلمان ہو گئی۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجوسی نے مجھ سے پوچھا جو دعا قبول ہوئی تھی کیا آپ جانتے ہیں۔ وہ کون سی دعا تھی میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا جب میں نے اپنی بیٹی کی اپنے بیٹے سے شادی کی اور اس پر کھانا تیار کیا اور میں نے سب لوگوں کو دعوت دی تو میری دنیاوی وجاہت کی وجہ سے لوگوں نے دعوت قبول کی جب لوگ کھانا کھا

چکے تو میں تھک گیا اور میں نے خادم سے کہا کہ میرے لئے گھر کے اوپر والے حصے میں چٹائی بچھا دو تاکہ میں کچھ دیر سو جاؤں۔ میں گھر کے اوپر چڑھا اور ہمارے پڑوس میں کچھ شریف لوگ تھے جو غریب تھے تو میں نے ایک بچی کی آواز سنی جو اپنی ماں سے کہہ رہی تھی۔ اے امی جان اس مجوسی نے اپنے کھانے کی خوشبو سے ہمیں تکلیف دی ہے۔ میں بچی کی بات سن کر گھر سے نیچے اترا اور میں نے ان کے لئے بہت کھانا اور بہت دینار اور گھر میں رہنے والے ہر ایک کے لئے کپڑے بھجوا دیئے تو ایک بچی نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا حشر میرے دادے کے ساتھ کرے۔ اور دوسروں نے آمین کہی یہی وہ دعا ہے جو قبول ہوئی ہے۔

ایک محسن نصرانی حکیم کی توبہ اور اسلام لانے کا واقعہ :

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صوفی شیخ اپنے ساتھیوں کو لے کر جو چالیس آدمی تھے نکلے اور وہ تین دن ٹھہرے رہے۔ ان کے لئے کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہوا۔ اس شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اے میری جماعت اللہ تعالیٰ نے بندوں کو سبب بنانے کو جائز کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے ﴿فَامْشُوْا فِي مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوا مِنْ رِّزْقِهِ﴾ [سورۃ الملك: ۱۵] ترجمہ : زمین کے راستوں میں چلو اور اللہ کا رزق کھاؤ۔ لہذا دیکھو۔ ہم میں سے کون شخص نکل کر ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ لاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں ان ساتھیوں میں سے ایک فقیر نکل کر بغداد کی طرف چل پڑا۔ اسے کوئی ایسا شخص نہ مل سکا جس سے وہ فقیر سوال کرتا۔ اس کی بھوک اور تھکاوٹ شدید ہو گئی تو وہ ایک نصرانی حکیم کی دکان پر بیٹھ گیا۔ بہت سے لوگ اس کے سامنے صف بنا کر دوائی لینے لگے۔ نصرانی نے اس فقیر سے پوچھا۔ تمہیں کیا ہے؟ اس فقیر نے نصرانی کو اپنے حال کی شکایت کرنا مناسب نہ سمجھی بلکہ اپنا ہاتھ فقیر کی طرف بڑھا دیا۔ اس نصرانی حکیم نے فقیر کی نبض دیکھ کر کہا اس بیماری کی دوا میں پہچانتا ہوں اے غلام بازار میں جا کر ایک رطل کی روٹی اور ایک رطل کا گوشت اور ایک رطل کا حلوہ میرے پاس لے آؤ۔ فقیر نے کہا یہی بیماری

چالیس آدمیوں کو ہے۔ نصرانی حکیم نے کہا اے غلام اس جیسی چالیس چالیس چیزیں لے آؤ۔ غلام یہ چیزیں لے کر آگیا نصرانی نے وہ فقیر کے حوالے کردیں اور کہنے لگا۔ جس لوگوں کا تو نے تذکرہ کیا ہے یہ ان کے لئے لے لے۔ اور اس کے ساتھ ایک مزدور بھیج دیا۔ وہ فقیر مزدور کے ساتھ دُویرہ ۱۱۲ ؎ کی طرف چل پڑا۔ اور نصرانی فقیر کی سچائی کو آزمانے کے لئے پیچھے چل پڑا اور دُویرہ پہنچ کر طاقچے کے پیچھے اس مکان کے باہر کھڑا ہو گیا۔ فقیر نے اندر جا کے کھانا رکھا شیخ اور اس کے ساتھی جمع ہو گئے اور انہوں نے کھانا شیخ کے سامنے بڑھایا شیخ کھانا کھانے سے رُک گیا اور کہا اے فقیر اس کھانے کا کیا قصہ ہے۔ فقیر نے پورا پورا قصہ سنایا۔ شیخ نے کہا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم بغیر بدلے کے نصرانی کا کھانا کھاؤ ساتھیوں نے پوچھا اس کا بدلہ کیا ہے۔ شیخ نے کہا۔ کہ کھانا کھانے سے پہلے تم اس نصرانی کے لئے اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نجات کی دعا کرو۔ تو ساتھیوں نے نصرانی کے لئے دعا کی اور وہ باہر کھڑے ہوئے سن رہا تھا۔ جب نصرانی نے دیکھا کہ یہ ضرورت مند ہونے کے باوجود کھانا نہیں کھا رہے اور اس نے شیخ کی بات بھی سن لی تو اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اس کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ اس نے اندر آ کے اپنی زنار ۱۱۳ ؎ کاٹ دی اور کہنے لگا ﴿اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

اختتام: تمت ترجمة هذا الكتاب المستطاب المسمى ب "كتاب التوابين لابن قدامة الحنبلي" واسم ترجمة "سیلاب مغفرت" تقبل الله مساعينا من قسم الترجمة والاضافات وتصحيح اغلاط الكتابة ويتقبل الطباعة ونشره واشاعته بفضله ومنه ويتيسر به عمل التوبة بعد المحوبة ويغفر الله لنا جميع ذنوبنا بجاه سيدالمرسلين. آمين وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

محمد ریاض صادق غفرلہ — ۵ شعبان ۱۴۲۲ھ

---

۱۱۲ ؎ یہ بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے۔

۱۱۳ ؎ وہ تاگہ یا زنجیر جسے نصرانی مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

تفصیلی تعارفی فہرست

(۱) آنسوؤں کا سمندر سائز 16×36×23 صفحات 272 مجلد ہدیہ
پانچ سو اسلامی کتابوں کے مصنف اور خطیب زمانہ امام ابن جوزی (وفات 597ھ) کے 32 مواعظ اور عبرتوں پر مشتمل (بحر الدموع) "آنسوؤں کا سمندر" ہر مسلمان کی اصلاح اعمال اور فکر آخرت کیلئے خوبصورت کتاب اور دلچسپ مضامین کا مرقع اور مقبول عام و خواص کتاب ہے۔

(۲) اسرار کائنات سائز 16×36×23 صفحات 300 مجلد ہدیہ
اللہ کی عظمت کے دلائل عرش و کرسی تجلیات خداوندی لوح و قلم آسمان زمین سورج چاند ستارے بادل بارش کہکشاں آسمانی اور زمینی مخلوقات اور تحت الثریٰ اور اس سے نیچے کی مخلوقات سیاحت حیوانات مراحل تخلیق کائنات سمندری مخلوقات عالم حیوانات اور عجائبات انسان قرآن حدیث صحابہ تابعین محدثین اور مفسرین کی بیان کردہ حیرت انگیز تفصیلات انسانی عقل اور سائنسی آلات سے ماوراء مخلوقات اسلامی سائنس اور دیگر بہت سے عنوانات پر مشتمل اردو زبان میں پہلی کتاب۔

(۳) اکابر کا مقام عبادت: سائز 16×36×23 صفحات 320 مجلد ہدیہ
انبیاء کرام صحابہ عظام اور اکابر اولیاء کی بارگاہ خداوندی میں عبادت نماز تہجد اذکار دعائیں قلبی کیفیات روحانی توجہات ہر ہر صفحہ مؤمن کی عملی زندگی کیلئے قابل تقلید ولایت کاملہ خاصہ کے حصول کا جذبہ پیدا کرنے والی اور رونے والی عظیم ترین تصنیف۔

(۴) تصاویر مدینہ: سائز 16×36×23 صفحات 200 مجلد ہدیہ
مدینہ طیبہ کی قدیم و جدید تاریخ پر مشتمل سینکڑوں قدیم و جدید نایاب تصاویر مع تفصیلات عاشقان مدینہ کے دیدہ و دل کیلئے غرباء و مساکین امت کیلئے زیارات مدینہ کا نادر قیمتی سرمایہ۔

(۵) تاریخ جنات و شیاطین: سائز 16×36×23 صفحات 432 مجلد ہدیہ
عالم اسلام کے مشہور مصنف امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "لقط المرجان فی احکام الجان" کا اردو ترجمہ جو جنات اور شیاطین کے احوال کرتوت حکایات وغیرہ پر لکھی جانے والی تمام کتابوں کا نچوڑ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں جنات اور شیاطین کا بہترین توڑ ہے۔

(۶) جہنم کے خوفناک مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 352 مجلد ہدیہ اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی مستند اور تفصیلی کتاب امام ابن رجب حنبلی (وفات 795ھ) کی "التخویف من النار" کا اردو ترجمہ جو دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کا مکمل آئینہ دار دیدہ و دل کیلئے عبرت اور نہایت ہی اصلاحی کتاب ہے۔

(۷) جنت کے حسین مناظر: سائز 16×36×23 صفحات 640 مجلد ہدیہ قرآن پاک کتب حدیث امام عبدالملک بن حبیب قرطبی امام ابن ابی الدنیا امام بیہقی امام ابو نعیم اصبہانی امام ابن کثیر امام ابن قیم امام جلال الدین سیوطی اور امام قرطبی کی جنت کے موضوع پر تحریر کردہ بے مثال کتابوں کا جامع شہ پارہ ہر مضمون عجائبات جنت اور حسین مناظر کا مرقع تمام مسلمانوں کے لئے نادر تحفہ۔

(۸) رحمت کے خزانے: سائز 16×36×23 صفحات 624 مجلد ہدیہ
امام ابن کثیر کے استاذ محدث عظیم شرف الدین دمیاطیؒ کی تالیف المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح کا اردو ترجمہ مع تشریحات اسلاف محدثین نے ہر قسم کے نیک اعمال کے ثواب و انعامات کے متعلق جو کتب تصنیف فرمائی ہیں تقریباً ان سب کو اس کتاب میں انتہائی شاندار طریقہ سے مرتب کیا گیا ہے ہر حدیث کے مطالعہ سے گناہگار مسلمانوں کی تسلی کے اسباب اور نیک اعمال کے بدلہ میں خدا کی رحمت کے لٹائے جانے والے خزانوں کی بیش بہا تفصیلات اور شوق عمل صالح اس کتاب کا سرمایہ ہیں۔

(۹) ساٹھ علوم: سائز 16×36×23 صفحات 316 مجلد ہدیہ
امام رازی کی کتاب حدائق الانوار فی حقائق الاسرار کا ترجمہ تفسیر حدیث فقہ مناظرہ قراءت شعر منطق طب تعبیر خواب تشریح الاعضاء فراست طبیعیات مغازی ہندسہ الٰہیات تعویذات فلکی نظام آلات حرب اسرار شریعت ادویہ دعائیں اسماء الرجال صرف نحو وراثت عقائد تواریخ سمیت ساٹھ علوم کا دلچسپ اور عجیب و غریب خزانہ۔

(۱۰) صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے: سائز 16×36×23 صفحات 500 خوبصورت جلد ہدیہ روپے مؤرخ اسلام علامہ واقدی (وفات 207ھ) کی مشہور زمانہ تاریخی کتاب فتوح الشام عربی کا نہایت عالیشان ترجمہ از مولانا حکیم شبیر احمد سہارنپوریؒ اور انتخاب تسہیل اور عنوانات وغیرہ از مفتی محمد امداد اللہ انور صحابہ کرامؓ کی دنیاوی طاقتوں سے ٹکر کے لازوال کارنامے صحابہ کرام کی زور آوری سپہ سالاری فتح مندی شجاعت و استقلال کی پندرہ معرکہ آراء جنگوں کے تفصیلی مناظر نہایت دلچسپ حیرت انگیز ولولہ انگیز واقعات عظمت صحابہ کی بہترین ترجمان جہاد فی سبیل اللہ کے احیاء کی شاندار کوشش ہر مسلمان

کے مطالعہ کی زینت افواج اسلام کیلئے صحابہ کرام کے معرکوں کا زرین تحفہ۔

(۱۱) عشق مجازی کی تباہ کاریاں سائز 16×36×23 صفحات 280 مجلد ہدیہ
چھٹی صدی ہجری کے عظیم خطیب محقق مصنف محدث امام ابن جوزیؒ (وفات 597ھ) کی مایہ ناز عربی تصنیف "ذم الهوی" کا اردو ترجمہ شہوات اور عشق مجازی کی خرابیاں عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ بد نظری زنا اور لواطت کی حرمت اور سزائیں عشق مجازی اور بد نظری کے علاج شادی اور نکاح کی ترغیب عاشقوں پر عشق کی دنیاوی آفات لیلیٰ اور مجنوں کے واقعات عشق عاشقوں اور معشوقوں کے خطرناک واقعات اور حالات پر مشتمل چھٹی صدی اسلامی کے سب سے بڑے مصنف کا عجیب و غریب دلچسپ مرقع بار بار پڑھنے والی کتاب انداز بیان نہایت آسان اور سلیس۔

(۱۲) غیر مقلدین کی غیر مستند نماز سائز 16×36×23 صفحات 64 ہدیہ
تصنیف مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی جدید ترتیب و اضافات مفتی امداد اللہ انور غیر مقلدین کی خلاف حدیث نماز اور احادیث کے نمبر وار حوالہ جات کے حوالہ سے بہترین کتاب غیر مقلدین سے مناظرہ کرنے میں بہت مفید۔

(۱۳) فرشتوں کے عجیب حالات: سائز 16×36×23 صفحات 472 خوبصورت جلد ہدیہ روپے محدث عظیم امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب "الحبائك في اخبار الملائك" کا سلیس اردو ترجمہ جس میں مشہور اور غیر مشہور فرشتوں کے احوال اور اللہ کی قدرت و عظمت کی تقریبا 404 احادیث مبارکہ اور 395 ارشادات صحابہ و تابعین وغیرہ کو بڑی عرق ریزی سے یکجا کیا گیا ہے آخر میں فرشتوں کے متعلق عقائد و احکام کو بھی جامع شکل میں مزین فرمایا ہے۔ مترجم نے احادیث کے حوالہ جات کے ساتھ دوسری بہت سی خوبیاں ترجمہ میں جمع کر دی ہیں انتہائی قابل دید کتاب ہے۔

(۱۴) فضائل حفظ القرآن سائز 16×36×23 صفحات 208 مجلد ہدیہ فضائل حفظ فضائل اساتذہ حفظ اور حفاظ کے والدین تلاوت کے فضائل و مدلل طریقہ سے سینکڑوں کتب حدیث کے حوالہ سے مستند کر کے جمع کیا ہے اس کتاب کی خوبیاں اس کتاب کے ملاحظہ کرنے کے بعد ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

(۱۵) قبر کے عبرتناک مناظر سائز 16×36×23 صفحات 256 ہدیہ
علامہ سیوطیؒ کی شرح الصدور با حوال الموتی والقبور کا اردو ترجمہ بنام نور الصدور از حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب، موت شدت موت عالم ارواح احوال اموات ارواح کی باہمی ملاقات قبر کی گفتگو قبر میں سوال جواب عذاب قبر قبر میں مومن کے انعامات قبر اور مردوں کے متعلق مستند عبرتناک حکایات۔

(۱۶) قیامت کے ہولناک مناظر سائز 16×36×23 صفحات 448 ہدیہ
علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی احوال قیامت کے متعلق جامع تصنیف البدور السافرہ في امور الآخرة کا اردو ترجمہ دنیا کی تباہی میدان محشر اعمال کی شکلیں وزن اعمال شفاعت حوض پل صراط نیک مسلمان گناہگاروں اور کافروں منافقوں کے تفصیلی حالات قیامت کی ہولناکیاں قیامت کے انعامات حساب بخشش رحمت عذاب انتقام وغیرہ کی تفصیل پر سب سے زیادہ مستند مجموعہ احادیث۔

(۱۷) کرامات اولیاء سائز 16×36×23 صفحات 304 مجلد ہدیہ روپے۔ امام غزالی امام ابن جوزی شیخ شہاب الدین سہروردی ابو اللیث سمرقندی استاذ قشیری اور دیگر ائمہ تصوف کی کتب میں منتشر کرامات اولیاء کو قطب مکہ حضرت امام محمد بن عبداللہ یافعی یمنیؒ نے "روض الریاحین" میں جمع کیا یہ کتاب کرامات اولیاء اسی کا انتخاب ہے اس کے مطالعہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اولیاء کے مقامات محبت الٰہی کے مطالعہ کا نفیس تحفہ ہے۔

(۱۸) لذت مناجات سائز 16×36×23 صفحات 256 مجلد ہدیہ
محدثین اور اولیاء عظام کی قدیم کتب سے ماخوذ اکابر اولیاء کی اللہ کی بارگاہ میں والہانہ دعاؤں کا سب سے بڑا نایاب مجموعہ قلب و روح کو تڑپا دینے والی خاص دعائیں۔

(۱۹) محبوب کا حسن و جمال: سائز 16×36×23 صفحات 256 مجلد ہدیہ
محبوب کائنات حضرت محمد ﷺ کی صورت و سیرت کے وہ تمام پہلو جن کے مطالعہ سے آپ ﷺ کی شکل و شباہت کا عمدہ طریقہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور سیرت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ سینکڑوں عنوانات پر خصائل و شمائل پر مشتمل کتب سے محبت رسول ﷺ کا بہترین مجموعہ مفتی محمد سلیمان کے قلم اور مفتی امداد اللہ انور صاحب کی نظر ثانی اور پیش لفظ کے ساتھ۔

(۲۰) منتخب حکایات سائز 16×36×23 صفحات 304 مجلد ہدیہ
امام غزالی اور امام یافعی کی کتب سے منتخب ایسی حکایات جن میں اکابر اولیاء کے مقامات کرامات مکاشفات عبادات اور تعلق مع اللہ کو ذکر کیا گیا ہے اللہ کی طرف کھینچنے والی شاندار کتاب۔

فضائل صبر
فضائل شہادت
فضائل تلاوت قرآن
تاریخ علم اکابر
اکابر کی مجرب دعائیں
مستند نماز حنفی
خدمت والدین
حکایات علم و علماء
دار المعارف، ملتان